• فقہِ حنفی کی عالم بنانے والی مایہ ناز کتاب

بہارِ شریعت

حصہ 16
تخریج شدہ

مُصنّف:
صدر الشریعہ بدر الطریقہ
مُفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اس حصے میں آپ پڑھیں گے.......

- کھانے پینے کے آداب
- آداب سلام اور آداب لباس
- پردے کے متعلق مسائل
- کھیل کے احکام
- تلاوت کی فضلیت
- نیکی کی دعوت کے فضائل
- محمد واحمد نام کے فضائل
- والدین اور پڑوسیوں کے حقوق
- خرید وفروخت کا بیان
- حسد، غیبت، غصہ اور گالی گلوچ کی مذمت
- ریاکاری کی تباہ کاریاں

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے موضوعات......

شعبۂ تخریج

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی مایہ ناز کتاب

بہارِ شریعت (تخریج شدہ)

حصّہ شانزدہم (16)

مصنّف

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علاّمہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

پیشکش

مجلس: **المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ تخریج)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : بہارِشریعت حصہ شانزدہم (16)

مصنف : صدرالشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

ترتیب، تسہیل وتخریج : **مجلس المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ تخریج)

تاریخ اِشاعت : ۱۴۲۸ھ، 2007ء

تاریخ اِشاعت : ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ، ستمبر 2015ء تعداد: 3500 (تین ہزار پانچ سو)

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ، کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- ……**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر فون: 021-32203311
- ……**لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون: 042-37311679
- ……**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون: 041-2632625
- ……**کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور فون: 058274-37212
- ……**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون: 022-2620122
- ……**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون: 061-4511192
- ……**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- ……**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون: 051-5553765
- ……**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون: 068-5571686
- ……**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون: 0244-4362145
- ……**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون: 071-5619195

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''عالم بنانے والی کتاب'' کے 17 حروف کی نسبت سے ''بہارشریعت'' کو پڑھنے کی 17 نیّتیں

از: شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ. ترجمہ: ''مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ (۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

❶...... اِخلاص کے ساتھ مسائل سیکھ کر رِضائے الٰہی عزَّوَجلَّ کا حقدار بنوں گا۔

❷...... حتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور ❸...... قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔

❹...... اِس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا۔ ❺...... اپنی نماز وغیرہ دُرست کروں گا۔

❻...... جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: ''تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں'' (پ۱۴، النحل: ۴۳) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔

❼...... (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔

❽...... (ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔

❾...... جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا۔

❿...... زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا۔ ⓫...... جو نہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا۔

⓬...... جو علم میں برابر ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔

⓭...... یہ پڑھ کر علمائے حقّہ سے نہیں اُلجھوں گا۔ ⓮...... دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

⓯...... (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔

⓰...... اس کتاب کے مُطالعہ کا ثواب ساری امّت کو اِیصال کروں گا۔

⓱...... کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔
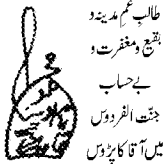
طالب غم مدینہ و بقیع و مغفرت و بے حساب جنّت الفردوس میں آقا کا پڑوس

۶ ربیع الغوث ۱۴۲۷ھ

☆......☆......☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشق اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیامِ عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

1. ...... شعبۂ کُتُبِ **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
2. ...... شعبۂ درسی کُتُب
3. ...... شعبۂ اصلاحی کُتُب
4. ...... شعبۂ تراجم کُتُب
5. ...... شعبۂ تفتیشِ کُتُب
6. ...... شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت،

پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی ،تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل **''دعوتِ اسلامی''** کی تمام مجالس بَشُمُول **''المدینۃ العلمیۃ''** کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عَملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اھلِ بیت سے حُسنِ سلوک

امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے **محبوب**، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''جو میرے **اہلِ بیت** میں سے کسی کے ساتھ **اچھا** سلوک کرے گا، میں روزِ قیامت اس کا **صِلہ** اسے **عطا** فرماؤں گا۔''

(''الجامع الصغیر'' للسیوطي، الحدیث: ۸۸۲۱، ص۵۳۳.)

پیش لفظ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

بہارِ شریعت صدر الشریعہ بدر الطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ایسی مفید تصنیف ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے کہ اس کتاب میں کہیں تو ایمان واعتقاد کو مستحکم کرنے کے اصول بتائے جا رہے ہیں اور کہیں بد مذہبوں کے مذموم اثرات سے عوام کے شجرِ ایمان کو بچانے کے لیے پیش بندیاں کی جا رہی ہیں، کبھی فرائض وواجبات کی اہمیت دلوں میں راسخ کی جا رہی ہے تو کبھی سنن وآداب اور مستحبات کو اپنانے کی شفقت آمیز تلقین ہو رہی ہے، کہیں مسلمانوں کی زبوں حالی کے اسباب کا تذکرہ ہے تو کہیں بدعات کا قلع قمع کیا جا رہا ہے۔

اس عظیم تصنیف کی افادیت واہمیت کے پیشِ نظر تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوت اسلامی**'' کی مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' نے بہارِ شریعت کو تخریج کے ساتھ پوری آن بان سے شائع کرنے کا جو عزم کیا تھا، اس میں کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔ اس سلسلے میں ''**بہارِ شریعت**'' کے **پانچ حصے** (حصہ اوّل تا پنجم) ''**مکتبۃ المدینہ**'' سے شائع ہو کر علماء کرام وعوام دونوں سے دادِ تحسین پا چکے ہیں۔ الحمد للّٰہ علی ذٰلك .

دعوت اسلامی کی ترکیب میں پاکستان بھر میں اسلامی بھائیوں کے لئے تادمِ تحریر 66 اور اسلامی بہنوں کے لئے 43 جامعات المدینہ علم دین عام کر رہے ہیں۔ اس کے انتظام وانصرام کو چلانے والی مجلس جامعات المدینہ (دعوت اسلامی) کے نگران صاحب کے اصرار پر پانچویں حصہ کے بعد ''**بہارِ شریعت**'' کا سولھواں حصہ منظر عام پر لایا جا رہا ہے، جو کہ جامعات المدینہ للبنات کے نصاب میں بھی شامل ہے۔ اس حصے میں متعدد آدابِ زندگی مثلاً: کھانے پینے کے آداب، آدابِ لباس، آدابِ سلام، آدابِ سفر وغیرہ اور حقوق العباد میں والدین کی خدمت اور صلۂ رحمی وغیرہ اور فضائل میں تلاوتِ قرآن، علم کی اہمیت وغیرہ کا بیان ہے نیز ان امور کا بھی تذکرہ ہے، جن سے ایک مسلمان کو اجتناب کرنا چاہیے، مثلاً: جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، کینہ اور حسد وغیرہ۔ غرضیکہ اصلاح معاشرہ اور تہذیبِ اخلاق پر بہارِ شریعت کے اس حصے میں کثیر مواد موجود ہے۔ اس حصے میں تقریباً 64 آیاتِ قرآنیہ، 814 احادیثِ کریمہ اور 528 مسائل کا ذخیرہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام و خواص کے لیے نفع بخش بنائے! اور ہمیں اس کے بقیہ تمام حصوں کو بھی مزید بہتر انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس حصے پر بھی مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کے ''**شعبۂ تخریج**'' کے مدنی علماء نے انتھک کوششیں

کی ہیں، جس کا اندازہ ذیل میں دی گئی کام کی تفصیل سے لگایا جاسکتا ہے:

❶ ...... احادیث اور مسائلِ فقہیّہ کے حوالہ جات کی اصل عربی کتب سے مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔

❷ ...... آیاتِ قرآنیہ کو منقش بریکٹ ﴿ ﴾، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted Commas " " سے واضح کیا گیا ہے۔

❸ ...... مصنف علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسم الخط کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

❹ ...... جہاں جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" اور اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ "عزوجل" لکھا ہوا نہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (عزوجل)، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

❺ ...... ہر حدیث و مسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور عوام و خواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پر نمبر لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

❻ ...... اکابر مفتیان کرام سے مشورے کے بعد صفحہ نمبر 18، 226، 233، 242، 246، 294 پر مسائل کی ترجیح، توضیح وتطبیق کی غرض سے حاشیہ بھی دیا گیا ہے۔

❼ ...... مشکل الفاظ کے معانی حاشیے میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

❽ ...... مصنف کے حواشی وغیرہ کو اسی صفحہ ہی پر نقل کر دیا اور حسبِ سابق ۱۲ منہ بھی لکھ دیا ہے۔

❾ ...... مکرر پروف ریڈنگ کی گئی ہے، مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار بنا کر مذکورہ خدمات سرانجام دی گئی ہیں، جو درحقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا عکس ہے لیکن صرف اسی پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ دیگر شائع کردہ نسخوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

❿ ...... آخر میں ماٰخذ و مراجع کی فہرست، مصنفین و مؤلفین کے ناموں، ان کی سنِ وفات اور مطابع کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے۔

اس کام میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ **اللہ** عزوجل کی عطا، اس کے پیارے **حبیب** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظرِ کرم، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی کو دخل ہے۔ قارئین خصوصاً علماء کرام دامت فیوضہم سے گزارش

ہے کہ اس کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے بارے میں ہمیں اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں **اپنی اصلاح** کے لئے شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطارؔ** قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ **مدنی انعامات**[1] **پر عمل** کرنے کی توفیق عطا فرمائے **اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش** کے لئے 3 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے عاشقانِ رسول کے سفر کرنے والے **مدنی قافلوں** کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول **مجلس "المدینۃ العلمیۃ"** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم!

شعبۂ تخریج (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

نوٹ: تعارفِ مصنف **صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی مولانا محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی **"بہارِ شریعت"** "حصہ اوّل" مطبوعہ **"مکتبۃ المدینہ"** صفحہ ۱۰ تا ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

☆......☆......☆

---

[1] مسلمانوں کی دنیا و آخرت بہتر بنانے کیلئے سوالنامے کی صورت میں امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے اسلامی بھائیوں کیلئے 72، اسلامی بہنوں کیلئے 63، دینی طلبہ کیلئے 92 اور دینی طالبات کیلئے 83 جبکہ مدنی مُنّوں اور مُنّیوں کیلئے 40 مدنی انعامات پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں دیئے ہوئے سوالات کے جوابات لکھنے کی عادت بنانا، اصلاحِ عقائد و اعمال کا بہترین ذریعہ ہے۔ چند مدنی انعامات ملاحظہ فرمائیں:

① ...... کیا آج آپ نے کچھ نہ کچھ جائز کاموں سے پہلے **اچھی اچھی نیتیں** کیں؟

② ...... کیا آپ نے **اعلیٰ حضرت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ (**امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن) کی کتب **تمہید الایمان اور حسام الحرمین** پڑھ یا سن لی ہیں؟

③ ...... کیا آپ نے **بہارِ شریعت یا رسائل عطاریہ** حصہ اوّل سے پڑھ یا سن کر اپنے **وضو، غسل اور نماز درست** کر کے کسی سنی عالم یا ذمہ دار مبلغ کو سنا دیئے ہیں؟

④ ...... کیا آج آپ نے **نمازِ تہجد اشراق و چاشت اور اوابین** ادا فرمائی؟

⑤ ...... کیا آج آپ نے **جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، تکبر اور وعدہ خلافی سے** حتی الامکان بچنے کی کوشش کی؟

اجمالی فہرست

ثواب سے محروم

طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ **اللہ** عزوجل کے **محبوب**، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم نے فرمایا:

کچھ لوگوں کو **جنت** کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالٰی نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔

پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو، جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے، کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ''ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے، لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور **ثواب** سے محروم کروں گا۔''

("المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۱۹۹، ج۱۵، ص۸۵، و "مجمع الزوائد"، كتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء، الحديث: ۱۷٦٤۹، ج۱۰، ص۳۷۷.)

تفصیلی فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

حظر و اباحت کا بیان [1]

اس کتاب میں ان چیزوں کا بیان ہے جو شرعاً ممنوع یا مباح ہیں۔ اصطلاح شرح میں مباح اس کو کہتے ہیں، جس کے کرنے اور چھوڑنے دونوں کی اجازت ہو، نہ اس میں ثواب ہے نہ اس میں عذاب ہے۔ مکروہ کی دونوں قسموں کی تعریفیں حصہ دوم [2] میں ذکر کردی گئیں وہاں سے معلوم کریں۔

اس کتاب کے مسائل چند ابواب پر منقسم ہیں۔ سب سے پہلے کھانے پینے سے جن مسائل کا تعلق ہے، وہ بیان کیے جاتے ہیں کہ انسانی زندگی کا تعلق کھانے پینے سے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝۸۷ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸ ﴾ [3]

”اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) نے جو تمھارے لیے حلال کیا ہے اسے حرام نہ کرو اور حد سے نہ گزرو، بے شک اللہ (عزوجل) حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور اللہ (عزوجل) نے جو تمہیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے، اس میں سے کھاؤ اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔“

اور فرماتا ہے:

﴿ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۱۴۲ ﴾ [4]

”کھاؤ اس میں سے جو اللہ (عزوجل) نے تمھیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۳۱ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً

---

1 ...... یعنی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان۔

2 ...... یعنی بہارشریعت، ج ۱، حصہ دوم۔

3 ...... پ ۷، المآئدۃ: ۸۷ ۔ ۸۸.

4 ...... پ ۸، الانعام: ۱۴۲.

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ [1]

''اے بنی آدم! اپنی زینت لو، جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور اسراف (زیادتی) نہ کرو، بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اے محبوب! تم فرمادو، کس نے حرام کی اللہ (عزوجل) کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور ستھرا رزق، تم فرمادو کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن تو خاص انھیں کے لیے ہے، اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔ تم فرمادو کہ میرے رب (عزوجل) نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں ظاہر ہیں اور جو چھپی ہیں اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ (عزوجل) کا شریک کرو جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اُتاری اور یہ کہ اللہ (عزوجل) پر وہ بات کہو جس کا تمھیں علم نہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ﴾ [2]

''نہ اندھے پر تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر مضایقہ اور نہ بیمار پر حرج اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے یہاں یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے یہاں [3] یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمھارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں، تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ مجتمع ہو کر کھاؤ یا الگ الگ۔''

پہلے کھانے کے متعلق چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے، شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے۔'' [4] یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

---

1 ......پ۸، الاعراف: ۳۱ ۔ ۳۳.

2 ......پ۱۸، النور: ٦١.

3 ...... بہارشریعت میں اس مقام پر ''اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ'' کا ترجمہ ''یا اپنے ماموؤں کے یہاں'' موجود نہیں تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے لہذا متن میں کنزالایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے... **علمیه**

4 ......''صحیح مسلم''، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب...إلخ، الحدیث: ۱۰۲ـ(۲۰۱۷)، ص۱۱۱٦.

حدیث۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذُرِّیَّت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمھیں رہنا ملے گا نہ کھانا اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے، اب تمھیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی ملا۔'' (1)

حدیث۳: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمر بن ابی سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی پرورش میں تھا (یعنی یہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) کے ربیب اور اُم المومنین اُم سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے فرزند ہیں) کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ''بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ، جو تمھارے قریب ہے۔''(2)

حدیث۴: ابوداود و ترمذی و حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کرے یعنی بِسْمِ اللہ پڑھے اور اگر شروع میں بِسْمِ اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ ۔''(3)

اور امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی کی روایت میں یوں ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ . (4)

حدیث۵: امام احمد و ابوداود و ابن ماجہ و حاکم وحشی بن حرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ارشاد فرمایا: ''مجتمع ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو، تمھارے لیے اس میں برکت ہوگی۔''(5) ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ارشاد فرمایا کہ ''شاید تم الگ الگ کھاتے ہوگے۔ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: اکٹھے ہو کر کھاؤ اور بِسْمِ اللہ پڑھو، برکت ہوگی۔''(6)

حدیث۶: شرح سُنہ میں ابوایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے، کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی، مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی،

---

(1) ......"صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب... إلخ، الحدیث: ۱۰۳۔(۲۰۱۸)، ص۱۱۱٦.

(2) ......المرجع السابق، الحدیث: ۱۰۸۔(۲۰۲۲)، ص۱۱۱۸.

(3) ......"سنن أبي داود"، کتاب الأطعمة، باب التسمیة علی الطعام، الحدیث: ۳۷٦۷، ج۳، ص۴۸۷.

(4) ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الأطعمة، باب التسمیة عند الطعام، الحدیث: ۳۲٦۴، ج۴، ص۱۱.

(5) ......"سنن أبي داود"، کتاب الأطعمة، باب في الإجتماع علی الطعام، الحدیث: ۳۷٦۴، ج۳، ص۴۸٦.

(6) ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الأطعمة، باب الإجتماع علی الطعام، الحدیث: ۳۲۸٦، ج۴، ص۲۱.

ہم نے عرض کی، یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم)! ایسا کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا: ''ہم سب نے کھانے کے وقت بِسْمِ اللہ پڑھی تھی، پھرایک شخص بغیر بِسْمِ اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا،اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔'' (1)

حدیث ۷: ابوداود نے اُمَیَّہ بن مَخْشی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص بغیر بِسْمِ اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا، جب کھا چکا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا، یہ لقمہ اٹھایا اور یہ کہا: **بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ** رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے تبسم کیا اور یہ فرمایا کہ ''شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا، جب اس نے اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کیا جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اُگل دیا۔'' (2) اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بسم اللہ نہ کہنے سے کھانے کی برکت جو چلی گئی تھی واپس آ گئی۔

حدیث ۸: صحیح مسلم میں حُذَیفَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: جب ہم لوگ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو جب تک حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) شروع نہ کرتے، کھانے میں ہم ہاتھ نہیں ڈالتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) کے پاس حاضر تھے، ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی، جیسے اسے کوئی ڈھکیل رہا ہے، اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا، حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا جیسے اسے کوئی ڈھکیل رہا ہے، حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔

اور یہ فرمایا کہ ''جب کھانے پر اللہ (عزوجل) کا نام نہیں لیا جاتا تو وہ کھانا شیطان کے لیے حلال ہوجاتا ہے۔ شیطان اس لڑکی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اس کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے، اس کے بعد حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) نے اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کیا یعنی بسم اللہ کہی اور کھانا کھایا۔ (3) اسی کے مثل امام احمد وابوداود ونسائی وحاکم نے بھی روایت کی ہے۔

حدیث ۹: ابن عساکر نے عُقْبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ ''جس کھانے پر اللہ (عزوجل) کا نام ذکر نہ کیا ہو، وہ بیماری ہے اور اس میں برکت نہیں ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اگر ابھی دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو تو بِسْمِ اللہ پڑھ کر کچھ کھالے اور دسترخوان اٹھایا گیا ہو تو بِسْمِ اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے۔'' (4)

---

1 ...... "شرح السنة"، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الأكل... إلخ، الحديث: ٢٨١٨، ج٦، ص٦١-٦٢.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، الحديث: ٣٧٦٨، ج٣، ص٣٨٨.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب... إلخ، الحديث: ١٠٢-(٢٠١٧)، ص١١١٦.

4 ...... "تاريخ دمشق" لابن عساكر، رقم: ١٢٤٧٤، ج٦٠، ص٣٢٥.

حدیث۱۰: دَیلمی نے اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب کھائے یاپیے تو یہ کہہ لے: بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ .[1] پھراس سے کوئی بیماری نہ ہوگی، اگر چہ اس میں زہر ہو۔'' [2]

حدیث۱۱: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پیے تو داہنے ہاتھ سے پیے۔'' [3]

حدیث۱۲: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی ہے کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے، نہ پانی پیے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔''[4]

حدیث۱۳: ابن ماجہ نے ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''دہنے ہاتھ سے کھائے اور دہنے ہاتھ سے پیے اور دہنے ہاتھ سے لے اور دہنے ہاتھ سے دے، کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے، بائیں سے پیتا ہے اور بائیں سے لیتا ہے اور بائیں سے دیتا ہے۔''[5]

حدیث۱۴: ابن النجّار نے ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''تین انگلیوں سے کھانا انبیا علیہم السلام کا طریقہ ہے۔'' [6]

اور حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت کی، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔'' [7]

حدیث۱۵: صحیح مسلم میں کَعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیتے۔[8]

---

1 ......ترجمہ: اللہ تعالٰی کے نام سے شروع کرتا ہوں، جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی، اے ہمیشہ زندہ وقائم رہنے والے!

2 ......"الفردوس بمأ ثور الخطاب"، الحدیث: ۱۱۱۳، ج۱، ص۱٦۸.

3 ......"صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشرب...إلخ، الحدیث: ۱۰۵۔(۲۰۲۰)، ص۱۱۱۷.

4 ......المرجع السابق، الحدیث: ۱۰٦۔(۲۰۲۰)، ص۱۱۱۷.

5 ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الأطعمة، باب الأکل بالیمین، الحدیث: ۳۲٦٦، ج٤، ص۱۲.

6 ......"الجامع الصغیر" للسیوطي، الحدیث: ۳۰۷٤، ص۱۸٤.

7 ......"کنز العمال"، کتاب المعیشة...إلخ، رقم: ٤۰۸۷۲، ج۱٥، ص۱۱٥.

8 ......"صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الاصابع...إلخ، الحدیث: ۱۳۲۔(۲۰۳۲)، ص۱۱۲۲.

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے انگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ ''تمھیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (1)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کھانے کے بعد ہاتھ کو نہ پونچھے، جب تک چاٹ نہ لے یا دوسرے کو چٹا نہ دے۔'' (2) یعنی ایسے شخص کو چٹا دے جو کراہت و نفرت نہ کرتا ہو، مثلاً تلامذہ و مریدین کہ یہ استاد و شیخ کے جھوٹے کو تبرک جانتے ہیں اور بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں۔

حدیث ۱۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے نُبیشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے گا وہ برتن اس کے لیے استغفار کرے گا۔'' (3)

رزین کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ وہ برتن یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی تجھ کو جُہَنَّم سے آزاد کرے، جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔ (4)

حدیث ۱۹: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے کھانے اور پانی میں پھونکنے سے ممانعت فرمائی۔ (5)

حدیث ۲۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''شیطان تمھارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے۔ کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھالے اسے شیطان کے لیے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّے میں برکت ہے۔'' (6)

حدیث ۲۱: ابن ماجہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ مَعْقِل بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ کھانا کھا رہے

---

(1) ......''صحیح مسلم''، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الاصابع...إلخ، الحدیث: ۱۳۳ـ(۲۰۳۳)، ص۱۱۲۲.

(2) ......''صحیح البخاري''، کتاب الأطعمة، باب لعق الاصابع...إلخ، الحدیث: ۵۴۵٦، ج۳، ص۵٤۲.

(3) ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند البصریین، حدیث نبیشة الهذلی، الحدیث: ۲۰۷۵۰، ج۷، ص۳۸۲.

(4) ......''مشکاة المصابیح''، کتاب الأطعمة، الفصل الثالث، الحدیث: ٤۲٤۲، ج۲، ص٤۵۵.

(5) ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن العباس، الحدیث: ۲۸۱۸، ج۱، ص٦٦۲.

و''المعجم الأوسط'' باب المیم، الحدیث: ۵۱۳۸، ج٤، ص٤۰.

(6) ......''صحیح مسلم''، کتاب الأشربة، باب استحباب لعق الاصابع...إلخ، الحدیث: ۱۳۵ـ(۲۰۳۳)، ص۱۱۲۳.

تھے، ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا، انہوں نے اٹھالیا اور صاف کر کے کھالیا۔ یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا (کہ یہ کتنی حقیر و ذلیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو انھوں نے کھالیا) کسی نے ان سے کہا، خدا امیر کا بھلا کرے (معقل بن یسار وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھالیا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے۔ انھوں نے فرمایا ان عجمیوں کی وجہ سے میں اس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے، ہم کو حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے، اسے صاف کر کے کھا جائے، شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔ (1)

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مکان میں تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، اس کو لے کر پونچھا پھر کھالیا اور فرمایا: ''عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔'' (2) یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔

حدیث ۲۳: طبرانی نے عبداللہ ابن اُم حرام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ ''روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے، جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا، اس کی مغفرت ہوجائے گی۔'' (3)

حدیث ۲۴: دارمی نے اسما رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ جب ان کے پاس ثرید لایا جاتا تو حکم کرتیں کہ چھپا دیا جائے کہ اس کی بھاپ کا جوش ختم ہوجائے اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنا ہے کہ اس سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔ (4)

حدیث ۲۵: حاکم جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابوداود اسما رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ ارشاد فرمایا: ''کھانے کو ٹھنڈا کرلیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔'' (5)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری شریف میں ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ جب دسترخوان اٹھایا جاتا، اُس وقت نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب اللقمة إذا سقطت، الحديث: ٣٢٧٨، ج٤، ص١٧.

2 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب النهى عن إلقاء الطعام، الحديث: ٣٣٥٣، ج٤، ص٤٩.

3 ......"الجامع الصغير" للسيوطي، الحديث: ١٤٢٦، ص٨٨.

4 ......"سنن الدارمي"، كتاب الأطعمة، باب النهى عن اكل الطعام الحار، الحديث: ٢٠٤٧، ج٢، ص١٣٧.

5 ......"المستدرك" للحاكم، كتاب الأطعمة، باب أبردوا الطعام الحار، الحديث: ٧٢٠٧، ج٥، ص١٦٢.

مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا .[1]

حدیث ۲۷: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی اس بندہ سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اس پر اللہ (عزوجل) کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس پر اس کی حمد کرتا ہے۔'' [2]

حدیث ۲۸: ترمذی وابوداود وابن ماجہ ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کھانے سے فارغ ہوکر یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ . [3]

حدیث ۲۹: ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''کھانے والا شکر گزار ویسا ہی ہے جیسا روزہ دار صبر کرنے والا۔''[4]

حدیث ۳۰: ابوداود نے ابوایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب کھاتے یا پیتے، یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا. [5]

حدیث ۳۱: ضیا نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا: ''آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اور اٹھانے سے پہلے اس کی مغفرت ہوجاتی ہے۔''[6] اس کی صورت یہ ہے کہ جب رکھا جائے بسم اللہ کہے اور جب اٹھایا جانے لگے الحمد للہ کہے۔

حدیث ۳۲: نسائی وغیرہ نے ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأطعمة، باب ما يقول إذا فرغ من طعامه، الحديث: ٥٤٥٨، ج٣، ص٥٤٣.
و"سنن الترمذي"، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، الحديث: ٣٤٦٧، ج٥، ص٢٨٣.
ترجمہ: اللہ تعالٰی کے لیے بے شمار تعریفیں، نہایت پاکیزہ اور بابرکت نہ کفایت کی گئی نہ چھوڑی گئی اور نہ اس سے لاپرواہی برتی گئی۔ اے ہمارے رب! (قبول فرما)

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب الذكر والدعاء... إلخ، باب استحباب حمد الله ... إلخ، الحديث: ٨٩-(٢٧٣٤)، ص١٤٦٣.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب ما يقول الرجل إذا طعم، الحديث: ٣٨٥٠، ج٣، ص٥١٣.
ترجمہ: اللہ تعالٰی کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔
نوٹ: بہارِ شریعت کے بعض نسخوں میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَامِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. لکھا ہے۔ جبکہ بہارِ شریعت مطبوعہ مکتبہ رضویہ، باب المدینہ کراچی، ابوداود (الحدیث: 3850)، ترمذی (الحدیث: 3457) اور ابن ماجہ (الحدیث: 3283) میں یہ دعا ان الفاظ کے ساتھ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ .

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب: ٤٣، الحديث: ٢٤٩٤، ج٤، ص٢١٩.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب ما يقول الرجل اذا طعم، الحديث: ٣٨٥١، ج٣، ص٥١٣.
ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جس نے کھلایا، پلایا اور اسے با آسانی اتارا اور اس کے نکلنے کا راستہ بنایا۔

6 ......"الاحاديث المختارة"، مسند انس بن مالك، الحديث: ٢٣٠٠، ج٦، ص٢٨٦.

الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَیْنَا فَهَدٰنَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ رَّبِّیْ وَلَا مُکَافًی وَّلَا مَکْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَکَسَانَا مِنَ الْعُرْیِ وَهَدَانَا مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰی وَفَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ تَفْضِیْلًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.[1]

حدیث ۳۳: امام احمد وابوداود وترمذی وابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَاَبْدِلْنَا خَیْرًا مِّنْهُ.[2] اور جب دودھ پیے تو یہ کہے: اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ.[3] کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کی قائم مقام ہو۔''[4]

حدیث ۳۴: ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے کھانے پر سے اُٹھنے کی ممانعت کی، جب تک کھانا اٹھانہ لیا جائے۔[5]

حدیث ۳۵: ابن ماجہ نے عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جب دسترخوان چنا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اٹھے، جب تک دسترخوان نہ اٹھالیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھاچکا ہو، جب تک سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کیے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہوگا، وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔''[6]

---

1 ......''کنزالعمال''، کتاب المعیشة، رقم:۴۰۸۴۳، ج۱۵، ص۱۱۳.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جو کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا، اس نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں ہدایت دی اور ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں ہر نعمت خوب عطا کی۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، اس حال میں کہ نہ تو وہ نعمت چھوڑی گئی نہ اس کا بدلہ دیا گیا اور نہ ناشکری کی گئی اور نہ اس سے لاپرواہی برتی گئی۔ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جس نے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور برہنگی میں کپڑا پہنایا اور گمراہی سے ہدایت دی اور اندھے پن سے بینا کیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہمیں فضیلت دی تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

2 ......ترجمہ: اے اللہ! عزوجل ہمارے لیے اس (کھانے) میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بہتر بدل عطا فرما۔

3 ......ترجمہ: اے اللہ! عزوجل ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں مزید عطا فرما۔

4 ......''شعب الایمان''، باب في المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۹۵۷، ج۵، ص۱۰۴.

5 ......''سنن ابن ماجه''، کتاب الأطعمة، باب النهی ان یقام عن الطعام حتی یرفع...إلخ، الحدیث: ۳۲۹۴، ج۴، ص۲۴.

6 ......المرجع السابق، الحدیث: ۳۲۹۵، ج۴، ص۲۴.

اسی حدیث کی بناء پر علما یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت پیش کرے تا کہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔

حدیث ۳۶: ترمذی و ابوداود نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے توراۃ میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے۔ اس کو میں نے نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے ذکر کیا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: ''کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے۔''(1) (اس حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے)۔

حدیث ۳۷: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ ارشاد فرمایا: ''کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (ہاتھ مونھ دھونا) محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین (علیہم السلام) کی سنتوں میں سے ہے۔''(2)

حدیث ۳۸: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا: ''جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالٰی اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے، وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت وضو کرے۔''(3) یعنی ہاتھ مونھ دھولے۔

حدیث ۳۹: ابن ماجہ ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ ''اکٹھے ہو کر کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔'' (4)

حدیث ۴۰: ترمذی نے عِکراش بن ذُوَیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثرید اور بوٹیاں لائی گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا۔ پھر حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عِکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔ اسکے بعد طَبَق میں طرح طرح کی کھجوریں لائی گئیں، میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع کیں اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا۔

پھر فرمایا کہ عِکراش جہاں سے چاہو کھاؤ، کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں۔ پھر پانی لایا گیا حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے مونھ اور کلائیوں اور سر پر مسح کرلیا اور فرمایا کہ ''عِکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو

(1)......"سنن الترمذي"، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في الوضوء قبل الطعام وبعده، الحديث: ۱۸۵۳، ج۴، ص۳۳۴.

(2)......"المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ۷۱۶۶، ج۵، ص۲۳۱.

(3)......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب الوضوء عند الطعام، الحديث: ۳۲۶۰، ج۴، ص۹.

(4)......المرجع السابق، باب الإجتماع على الطعام، الحديث: ۳۲۸۷، ج۴، ص۲۱.

آگ سے پکائی گئی ہو،اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔'' (1)

حدیث ۴۱: ترمذی وابوداود وابن ماجہ نے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کسی کے ہاتھ میں چکنائی کی بُو ہواور بغیر ہاتھ دھوئے سوجائے اوراس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خوداپنے ہی کوملامت کرے۔''(2) اسی کی مثل حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۴۲: حاکم نے ابوعبس بن جبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ارشادفرمایا: ''کھانے کے وقت جوتے اتار لوکہ یہ سنتِ جمیلہ (اچھاطریقہ) ہے۔''(3) اورانس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں ہے، کہ ''کھانا رکھا جائے تو جوتے اتارلو، کہ اس سے تمھارے پاؤں کے لیے راحت ہے۔'' (4)

حدیث ۴۳: ابوداود عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ارشادفرمایا کہ (کھاتے وقت) گوشت کوچھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، اس کودانت سے نوچ کرکھاؤ کہ یہ خوش گواراورزود ہضم ہے۔(5)

یہ اس وقت ہے کہ گوشت اچھی طرح پک گیا ہو۔ ہاتھ یا دانت سے نوچ کرکھایا جاسکتا ہو۔آج کل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کانٹے سے کھاتے ہیں، یہ مذموم طریقہ ہےاوراگر بوجہ ضرورت چھری سے گوشت کاٹ کرکھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوانہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جاسکے یا دانتوں سے نوچا جاسکے یا مثلاً مسلّم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دقت ہوگی تو چھری سے کاٹ کرکھانے میں حرج نہیں،اسی قسم کے بعض مواقع پرحضوراقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کا چھری سے گوشت کاٹ کرتناول فرمانا آیاہے،اس سے آج کل کے چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں۔

حدیث ۴۴: صحیح بخاری میں اَبُو جُحَیْفَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''میں تکیہ لگا کرکھانا نہیں کھاتا۔'' (6)

حدیث ۴۵: صحیح بخاری میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے خوان پرکھانا

---

1 ......"سنن الترمذي"،كتاب الأطعمة،باب ماجاء في التسمية،الحديث:١٨٥٥،ج٣،ص٣٣٥.

2 ......"سنن أبي داود"،كتاب الأطعمة،باب في غسل اليد من الطعام،الحديث:٣٨٥٢،ج٣،ص٥١٤.

3 ......"المستدرك"للحاكم،كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم،باب دعا النبي...إلخ، الحديث: ٥٥٥٠،ج٤،ص٤٢٣.

4 ......"سنن الدارمي"،كتاب الأطعمة،باب في خلع النعال عند الاكل، الحديث:٢٠٨٠،ج٢،ص١٤٨.

5 ......"سنن أبي داود"،كتاب الأطعمة،باب في أكل اللحم، الحديث: ٣٧٧٨،ج٣ص٤٩٠.

6 ......"صحيح البخاري"،كتاب الأطعمة،باب الأكل متكئاً، الحديث:٥٣٩٨،ج٣،ص٥٢٨.

نہیں تناول فرمایا، نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا اور نہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کے لیے پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔

دوسری روایت میں یہ ہے، کہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے؟ کہا کہ دستر خوان پر۔ (1)

خوان تپائی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے، جس پر امراء کے یہاں کھانا چنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے، اس پر کھانا کھانا متکبّرین کا طریقہ تھا۔ جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے ہیں، چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا کھانا بھی اُمراء کا طریقہ ہے کہ ان کے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے ہیں، چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں۔

حدیث ۴۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا (یعنی بُرا نہیں کہا)، اگر خواہش ہوئی کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔ (2)

حدیث ۴۷: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ ''ایک شخص کا کھانا، دو۲ کے لیے کفایت کرتا ہے اور دو۲ کا کھانا، چار کے لیے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا، آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔'' (3)

حدیث ۴۸: صحیح بخاری میں مقدام بن مَعدِیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اپنے اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو، تمھارے لیے اس میں برکت ہوگی۔'' (4)

حدیث ۴۹: ابن ماجہ و ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی خدمت میں ایک برتن میں ثرید پیش کیا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ ''کناروں سے کھاؤ، بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ بیچ میں برکت اترتی ہے۔'' (5) ثرید ایک قسم کا کھانا ہے، روٹی توڑ کر شوربے میں مَل دیتے ہیں۔ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ کھانا پسند تھا۔

حدیث ۵۰: طبرانی نے عبدالرحمٰن بن موقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''کوئی ظرف (6) جو بھرا جائے، پیٹ سے زیادہ برا نہیں اگر تمھیں پیٹ میں کچھ ڈالنا ہی ہے تو ایک تہائی میں کھانا ڈالو اور ایک تہائی میں

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الاطعمة، باب ما کان النبي صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و اصحابه یأ کلون، باب شاة مسموطة ... إلخ، الحدیث: ٥٤١٥، ٥٤٢١، ج٣، ص٥٣٢، ٥٣٣.

2 ......"صحیح البخاري"، کتاب الأطعمة، باب ما عاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم طعاما، الحدیث: ٥٤٠٩، ج٣، ص٥٣١.

3 ......"صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب فضیلة المواساة...إلخ، الحدیث: ١٧٩-(٢٠٥٩)، ص١١٤٠.

4 ......"صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب ما یستحب من الکیل، الحدیث: ٢١٢٨، ج٢ ص٢٧.
و"مشکاة المصابیح"، کتاب الأطعمة، الفصل الاول، الحدیث: ٤١٩٨، ج٢، ص٤٤٨.

5 ...... "سنن الدارمي"، کتاب الأطعمة، باب النهي عن اکل وسط الثرید...إلخ، الحدیث: ٢٠٤٦، ج٢، ص١٣٧.
و"مشکاة المصابیح"، کتاب الأطعمة، الفصل الثاني، الحدیث: ٤٢١١، ج٢، ص٤٤٩.

6 ...... برتن۔

پانی اور ایک تہائی ہوا اور سانس کے لیے رکھو۔'' (1)

حدیث ۵۱: ترمذی و ابن ماجہ نے مقدام بن معدِیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ، کہتے ہیں : میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پانی کے لیے اور تہائی سانس کے لیے۔'' (2)

حدیث ۵۲: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی، فرمایا: ''اپنی ڈکار کم کر، اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔'' (3)

حدیث ۵۳: صحیح مسلم میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔ (4)

حدیث ۵۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا، جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لے لے۔ (5)

حدیث ۵۵: صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جن کے یہاں کھجوریں ہیں، اس گھر والے بھوکے نہیں۔'' (6) دوسری روایت میں یہ ہے، کہ ''جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں، اس گھر والے بھوکے ہیں۔'' (7)

یہ اس زمانے اور اس مُلک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لیے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انھیں کھالیں گے، بھوکے نہیں رہیں گے۔

(1)……"كنز العمال"، كتاب المعيشة...إلخ، رقم: ٤٠٨١٣، ج١٥، ص١١٠.

(2)……"سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء في كراهية كثرة الاكل، الحديث: ٢٣٨٧، ج٤، ص١٦٨.

(3)……"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة...إلخ، باب حديث أكثرهم شبعا في الدنيا...إلخ، الحديث: ٢٤٨٦، ج٤، ص٢١٧.

(4)……"صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب إستحباب تواضع الأكل...إلخ، الحديث: ١٤٨-(٢٠٤٤)، ص١١٣٠.

(5)……المرجع السابق، باب نهى الآكل مع جماعة عن قران تمرتين...إلخ، الحديث: ١٥١-(٢٠٤٥)، ص١١٣١.

(6)……المرجع السابق، باب في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، الحديث: ١٥٢-(٢٠٤٦)، ص١١٣١.

(7)……المرجع السابق، الحديث: ١٥٣-(٢٠٤٦)، ص١١٣١.

حدیث ۵۶: صحیح مسلم میں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تو تناول فرمانے کے بعد اس کا بقیہ (اولش) میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک دن کھانے کا برتن میرے پاس بھیج دیا، اس میں سے کچھ نہیں تناول فرمایا تھا کیونکہ اس میں لہسن پڑا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا، کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: ''نہیں، مگر میں بُو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' میں نے عرض کی، جس کو حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) ناپسند فرماتے ہیں، میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔ (1)

حدیث ۵۷: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا: وہ ہماری مسجد سے علیحدہ رہے یا اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی، جس میں سبز ترکاریاں تھیں۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ ''بعض صحابہ کو پیش کردو اور ان سے فرمایا کہ تم کھالو، اس لیے کہ میں ان سے باتیں کرتا ہوں کہ تم ان سے باتیں نہیں کرتے۔'' (2) یعنی ملائکہ سے۔

حدیث ۵۸: ترمذی و ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے لہسن کھانے سے منع فرمایا، مگر یہ کہ پکا ہوا ہو۔ (3)

حدیث ۵۹: ترمذی نے اُم ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ میرے یہاں حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) تشریف لائے، فرمایا: ''کچھ تمھارے یہاں ہے۔ میں نے عرض کی، سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں، فرمایا: لاؤ، جس گھر میں سرکہ ہے، اس گھر والے سالن سے محتاج نہیں۔'' (4)

حدیث ۶۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے گھر والوں سے سالن کو دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا، ہمارے یہاں سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے اسے طلب فرمایا اور اس سے کھانا شروع کیا اور بار بار فرمایا کہ ''سرکہ اچھا سالن ہے۔'' (5)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب إباحة أكل الثوم... إلخ، الحديث: ۱۷۰ ـ (۲۰۵۳)، ص ۱۱۳۵.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الاذان، باب الإنفتال و الإنصراف... إلخ، الحديث: ۸۵۵، ج ۱، ص ۲۹۷.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في أكل الثوم، الحديث: ۳۸۲۸، ج ۳، ص ۵۰٦.

4 ...... "سنن الترمذي" الشمائل المحمدية، باب ماجاء في إدام رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۱۷۲، ج ۵، ص ۵۳۲.
و "سنن الترمذي"، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في الخل، الحديث: ۱۸٤۸، ج ۳، ص ۳۳۲.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب فضيلة الخل... إلخ، الحديث: ۱٦٦ ـ (۲۰۵۲)، ص ۱۱۳٤.

حدیث ۶۱: ابن ماجہ نے اَسما بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے ہم پر پیش فرمایا، ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے۔ فرمایا: ''بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو۔'' (1)

یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھالے یہ نہ کہے کہ بھوک نہیں ہے کہ کھانا بھی نہ کھانا اور جھوٹ بھی بولنا دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ بعض تکلف کرنے والے ایسا کیا کرتے ہیں اور بہت سے دیہاتی اس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جب تک ان سے بار بار نہ کہا جائے، کھانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں ہے، جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث ۶۲: صحیح مسلم میں ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم باہر تشریف لائے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے، ارشاد فرمایا: کیا چیز تمھیں اس وقت گھر سے باہر لائی؟ عرض کی، بھوک۔ فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چیز تمھیں گھر سے باہر لائی، وہی مجھے بھی لائی۔ ارشاد فرمایا: اُٹھو! وہ لوگ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے، دیکھا تو وہ گھر میں نہیں ہیں، انصاری کی بی بی نے جو ہیں ان حضرات کو دیکھا مرحبا و اَہلاً کہا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے دریافت فرمایا کہ فلاں شخص کہاں ہے؟ کہا کہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔

اتنے میں انصاری آ گئے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کو اور شیخین کو دیکھ کر کہا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آج مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں، جس کے یہاں ایسے معزز مہمان آئے ہوں پھر وہ کھجور کا ایک خوشہ لائے، جس میں ادھ پکی اور خشک کھجوریں بھی تھیں اور رطب بھی تھے اور ان حضرات سے کہا، کہ کھایئے اور خود چھری نکالی (یعنی بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا) حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: دودھ والی کو نہ ذبح کرنا۔ انصاری نے بکری ذبح کی، ان حضرات نے بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں، پانی پیا۔ جب کھا پی کر فارغ ہوئے، ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اس نعمت کا سوال ہوگا، تمھیں بھوک گھر سے لائی اور واپس ہونے سے پہلے یہ نعمت تم کو ملی۔'' (2)

حدیث ۶۳: مسلم و ابوداود نے اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ اُتارتا ہے۔'' (3)

---

(1)...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب عرض الطعام، الحديث: ٣٢٩٨، ج٤، ص٢٦.

(2)...... "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب جواز استتباعه غيره... إلخ، الحديث: ١٤٠-(٢٠٣٨)، ص١١٢٥.

(3)...... "صحيح مسلم"، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم إستعمال أواني الذهب... إلخ، الحديث: ١-(٢٠٦٥)، ص١١٤٢.

حدیث ۶۴: ابوداود وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شِفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے۔''[1] یعنی وہی بازو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے، لہٰذا پوری کو غوطہ دیدو۔

حدیث ۶۵: ابوداود و ابن ماجہ و دارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص کھانا کھائے (اور دانتوں میں کچھ رہ جائے) اسے اگر خلال سے نکالے تو تھوک دے اور زبان سے نکالے تو نگل جائے، جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔''[2]

مسائل فقهيه

بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب۔ اگر بھوک کا اتنا غَلَبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے سے مر جائے گا تو اتنا کھالینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار رہا۔ اتنا کھالینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھالینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱: اِضطِرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مُؤاخذہ نہیں، بلکہ نہ کھا کر مر جانے میں مؤاخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان[4] دینا ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے، تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی، تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في الذباب يقع في الطعام، الحديث: ٣٨٤٤، ج٣، ص ٥١١.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الاستتار في الخلاء، الحديث: ٣٥، ج١، ص٤٦.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٥٩.

4 ...... یعنی جو کچھ نقصان ہوا، وہ ادا کرے۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٥٩.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٥٩.

مسئلہ۳: دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے، تو قیمت سے خرید کر کھا پی لے وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اس کی جان پر بنی ہے، تو اس سے زبردستی چھین لے اور اگر اس کے لیے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لیے چھوڑ دے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: ایک شخص اِضطِرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے یہ کہتا ہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر اس کا گوشت کھالو۔ اس کے لیے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں ہے، یعنی انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے، یعنی حالتِ اِضطِرار میں مردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے، مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیونکہ مردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہوجائے گا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھالینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ، کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہوسکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھالینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھالینا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے، مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہوجائے گی۔[4] (درمختار)

مسئلہ۷: اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لیے کھالیا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا روزہ میں کمزوری نہیں پیدا ہوگی تو حرج نہیں، جبکہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہوگی، دوسرے کاموں میں دقت ہوگی۔ یوہیں اگر مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرما جائے گا اور سیر ہوکر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھالینے کی اجازت ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ۸: سیر ہوکر کھانا اس لیے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے پڑھانے میں کمزوری پیدا نہ ہوگی، اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکے گا یہ مندوب ہے اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ شکم خراب ہوجائے یہ مکروہ ہے۔ عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدرِ مُباح تناول کرے یا بقدرِ مَندوب، مگر اسے یہ نیت کرنی چاہیے کہ اس کے لیے کھاتا ہوں

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵۵۹.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵۶۰.

5 ...... المرجع السابق، ص۵۶۱.

کہ عبادت کی قوت پیدا ہو[1] کہ اس نیت سے کھانا ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اس کا مقصود تَلَذُّذ و تَنَعُّم نہ ہو[2] کہ یہ بری صفت ہے۔

قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی، کہ کھانے سے ان کا مقصود تَمَتُّع و تَنَعُّم[3] ہوتا ہے اور حدیث میں کثرت خوری کفار کی صفت بتائی گئی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۹: ریاضت و مُجاہَدہ میں ایسی تقلیل غذا[5] کہ عباداتِ مَفروضہ[6] کی ادا میں ضُعف پیدا ہوجائے، مثلاً اتنا کمزور ہوگیا کہ کھڑا ہوکر نماز نہ پڑھ سکے گا یہ ناجائز ہے اور اگر اس حد کی کمزوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ۱۰: زیادہ کھالیا اس لیے کہ قے کرڈالے گا اور یہ صورت اس کے لیے مفید ہو تو حرج نہیں کیونکہ بعض لوگوں کے لیے یہ طریقہ نافع ہوتا ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۱: طرح طرح کے میوے کھانے میں حرج نہیں، اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔[9] (درمختار)

مسئلہ۱۲: جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہوکر کھائے گا تو غلبۂ شہوت ہوگا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبۂ شہوت نہ ہو، مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو۔[10] (عالمگیری) اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبۂ شہوت

---

1 ...... مزید نیتوں کے لیے امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کی طرف سے **فیضانِ سنت** (تخریج شدہ) میں بیان کردہ کھانے کی **7 نیتیں** پیشِ خدمت ہیں:

﴿۱﴾ تلاوت۔ ﴿۲﴾ والدین کی خدمت۔ ﴿۳﴾ تحصیلِ علمِ دین۔ ﴿۴﴾ سنّتوں کی تربیت کی خاطر مَدَنی قافلے میں سفر۔ ﴿۵﴾ علاقائی دَورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت۔ ﴿۶﴾ اُمورِ آخرت اور ﴿۷﴾ حسبِ ضَرورت کسبِ حلال کیلئے بھاگ دوڑ پر قوّت حاصل کروں گا (یہ نیّتیں اُسی صورت میں مُفید ہوں گی جبکہ بھوک سے کم کھائے، خوب ڈٹ کر کھانے سے اُلٹا عبادت میں سُستی پیدا ہوتی، گناہوں کی طرف رُجحان بڑھتا اور پیٹ کی خرابیاں جَنَم لیتی ہیں) (ماخوذ از: فیضان سنت (تخریج شدہ) ج۱، ص۱۸۲)

2 ...... یعنی صرف حصولِ لذّت اور خواہش کی تکمیل کے لیے نہ ہو۔

3 ...... یعنی صرف لطف و لذّت اٹھانا۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵٦٠.

5 ...... یعنی کھانے میں کمی کرنا۔

6 ...... یعنی فرض کی ہوئی عبادت۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص٥٦١.

8 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص٥٦١.

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص٥٦١.

10 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الحادي عشر في الکراهية، ج٥، ص٣٣٦.

ہوتا ہے، وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔

مسئلہ۱۳: ایک قسم کا کھانا ہوگا تو بقدر حاجت نہ کھاسکے گا طبیعت گھبرا جائے گی، لہٰذا کئی قسم کے کھانے طیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کرلے گا اس مقصد کے لیے متعدد قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لیے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے، وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اِسراف ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۱۴: کھانے کے آداب وسُنَن یہ ہیں۔

(۱) کھانے سے پہلے اور

(۲) بعد میں ہاتھ دھونا

(۳) کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر پونچھے نہ جائیں اور

(۴) کھانے کے بعد ہاتھ دھوکر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔[2]

مسئلہ۱۵: سنت یہ ہے کہ قبلِ طعام اور بعدِ طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں، بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۱۶: مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے، دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے۔[4] (عالمگیری)

(۵) کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں، کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے، بھوسی یا آٹے یا بیسن سے ہاتھ دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانے میں صابون سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں، کھانے کے لیے مونھ دھونا سنت نہیں یعنی اگر کسی نے نہ دھویا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کردی، ہاں جُنب نے اگر مونھ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔

(۶) کھانے سے قبل جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے ہاتھ دھلائے جائیں، اس کے بعد جوانوں کے۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٦.

2 ......المرجع السابق، ص٣٣٧. 3 ...... المرجع السابق.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٧.

(۷) یہی حکم علما و مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے پہلے دھلائے جائیں۔

(۸) کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور

(۹) ختم کر کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھیں اگر بِسْمِ اللہ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آجائے یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ.

(۱۰) بسم اللہ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سن کر انھیں یاد آجائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آہستہ کہے۔ مگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ سن کر شکر خدا بجالائیں۔

(۱۱) روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے، بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی رکھ دیتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہیے نمک اگر کاغذ میں ہے تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔

(۱۲) ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں۔

(۱۳) تکیہ لگا کر یا

(۱۴) ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے۔

(۱۵) بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔

(۱۶) روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھا لینا اِسراف ہے، بلکہ پوری روٹی کھائے، ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں، اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھالیں گے، ضائع نہ ہوں گے تو توڑنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اسے کھا لیتا ہے، باقی کو چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۷) روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کر دے سالن کا انتظار نہ کرے، اسی لیے عموماً دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔

(۱۸) دہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔

(۱۹) ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا، اسے چھوڑ دینا اسراف ہے بلکہ پہلے اس کو اٹھا کر کھائے۔

(۲۰) رکابی یا پیالے کے بیچ میں سے ابتداءً نہ کھائے، بلکہ ایک کنارہ سے کھائے اور

(۲۱) جو کنارہ اس کے قریب ہے، وہاں سے کھائے۔

(۲۲) جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے۔ ہاں اگر طباق میں مختلف قسم کی چیزیں لاکر رکھی گئیں، اِدھر اُدھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک چیز نہیں۔

(۲۳) کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھادے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔

(۲۴) گرم کھانا نہ کھائے اور

(۲۵) نہ کھانے پر پھونکے۔

(۲۶) نہ کھانے کو سونگھے۔

(۲۷) کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے، بالکل چپ رہنا مجوسیوں[1] کا طریقہ ہے، مگر بیہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔

(۲۸) کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے، ان میں جھوٹا نہ لگا رہنے دے اور

(۲۹) برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث میں ہے، ''کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے تو وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ اللہ (عزوجل) تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا۔''[2] اور ایک روایت میں ہے، ''برتن اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔''[3]

(۳۰) کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور

(۳۱) ختم بھی اسی پر کریں، اس سے ستر بیماریاں دفع ہوجاتی ہیں۔[4] (بزازیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔[5]

مسئلہ ۱۸: دَسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے جمع ہوگئے اگر کھانا ہے تو کھالے ورنہ مرغی، گائے، بکری وغیرہ کو کھلادے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے، کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں گی راستہ پر نہ پھینکے۔[6] (بزازیہ)

---

1 ......یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں۔

2 ......''کنزالعمال''، کتاب المعیشة...إلخ، رقم:۴۰۸۲۲، ج۱۵، ص۱۱۱.

3 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث:۲۰۷۵۰، ج۷، ص۳۸۲.

4 ......''البزازیة'' ھامش علی ''الفتاوی الھندیة''، کتاب الکراھیة، الفصل الخامس في الأکل، ج٦، ص۳٦۵.
و''ردالمحتار''، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵٦۱، وغیرھما.

5 ......''الفتاوی الھندیة''، کتاب الکراھیة، الباب الحادي عشر في الکراھیة، ج۵، ص۳۳۷، وغیرھا.

6 ......''البزازیة'' ھامش علی ''الفتاوی الھندیة''، کتاب الکراھیة، الفصل الخامس في الأکل، ج٦، ص۳٦۵-۳٦٦.

مسئلہ۱۹: کھانے میں عیب نہ بتانا چاہیے نہ یہ کہنا چاہیے کہ برا ہے۔ ''حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا، اگر پسند آیا تناول فرمایا، ورنہ نہ کھایا۔'' [1]

مسئلہ۲۰: کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں، کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ، اگر نہ پوچھیں تو طعن [2] کرتے ہیں کہ انھوں نے پوچھا تک نہیں، یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لیے بلانا اچھی بات ہے، مگر بلانے والے کو یہ چاہیے، کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے۔

یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے بِسْمِ اللہ، یہ نہ کہنا چاہیے، کہ یہاں بِسْمِ اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں، اس موقع پر بِسْمِ اللہ کہنے کو علما نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے، مثلاً اللہ تعالٰی برکت دے، زیادہ دے۔

مسئلہ۲۱: باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے، اگر احتیاج [3] اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس دام [4] نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر دام ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے، یہ اس وقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ۲۲: ایک شخص بھوک سے اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتا، کہ لوگوں سے اپنی حالت بیان کرے تو جس کو اس کی یہ حالت معلوم ہے، اُس پر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے تاکہ گھر سے نکلنے کے قابل ہو جائے، اگر ایسا نہیں کیا اور وہ بھوک سے مرگیا تو جن لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے اور اگر یہ شخص جس کو اس کا حال معلوم تھا اس کے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اس پر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ مانگ لائے اور ایسا نہ ہوا اور وہ مرگیا تو یہ سب لوگ جن کو اس کے حال کی خبر تھی گنہگار ہوئے۔

اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جاسکتا ہے مگر کمانے پر قادر نہیں تو جاکر لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو، اس پر دینا واجب ہے اور اگر وہ محتاج شخص کما سکتا ہے تو کام کرکے پیسے حاصل کرے، اس کے لیے مانگنا حلال نہیں، محتاج شخص اگر کمانے پر قادر نہیں ہے مگر یہ کرسکتا ہے کہ دروازوں پر جاکر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے، ایسا نہ کیا

---

1 ......انظر: "صحیح البخاري"، کتاب الأطعمة، باب ما عاب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم طعاما، الحدیث: ۵۴۰۹، ج۳، ص۵۳۱.

2 ......ملامت۔ 3 ......یعنی ضرورت۔ 4 ......یعنی روپیہ۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الحادي عشر في الکراهية، ج۵، ص۳۳۸.

اور بھوک سے مرگیا تو گنہگار ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسوگر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے، کھایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہوگئی وہ پیا جاسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: روٹی میں اگر اُپلے کا ٹکڑا[3] ملا اور وہ سخت ہے تو اتنا حصہ توڑ کر پھینک دے، پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا اور اگر اس میں نرمی آگئی ہے تو بالکل نہ کھائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: نالی وغیرہ کسی ناپاک جگہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو اس پر یہ لازم نہیں کہ اسے نکال کر دھوئے اور کسی دوسری جگہ ڈال دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: گیہوں[6] کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا، اس آٹے کو نہ خود کھا سکتا ہے نہ جانوروں کو کھلا سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے ہیں، تو جب تک مالکِ باغ کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھا سکتا اور اجازت دونوں طرح ہوسکتی ہے۔ صراحۃً اجازت ہو، مثلاً مالک نے کہہ دیا ہو کہ گرے ہوئے پھلوں کو کھاسکتے ہو یا دلالۃً اجازت ہو یعنی وہاں ایسا عرف وعادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے لوگوں کو منع نہیں کرتے۔

درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں، مگر جبکہ پھلوں کی کثرت ہو معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو ناگواری نہیں ہوگی تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے، مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اٹھا لائے۔[9] (عالمگیری) ان سب صورتوں میں عُرف وعادت کا لحاظ ہے اور اگر عرف وعادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کو ناگواری ہوگی تو کھانا جائز نہیں۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٨.

2 ......المرجع السابق.

3 ......وہ گوبر جس کو جَلانے کے لیے سکھاتے ہیں اس کا ٹکڑا۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٩.

5 ...... المرجع السابق.

6 ......گندم۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٣٩.

8 ......المرجع السابق.

9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۹: خریف[1] کے موسم میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں، اگر وہ پتے کام کے ہوں تو اٹھالانا ناجائز ہے اور مالک کے لیے بیکار ہوں جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گر جاتے ہیں اور مالک ان کو کام میں نہیں لاتا، بھاڑ[2] جلانے والے اٹھالاتے ہیں ایسے پتوں کو اٹھالانے میں حرج نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: دوست کے گھر گیا جو چیز پکی ہوئی ملی، خود لے کر کھالی یا اس کے باغ میں گیا اور پھل توڑ کر کھالیے، اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو کھانا جائز ہے، مگر یہاں اچھی طرح غور کر لینے کی ضرورت ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا حالانکہ اسے ناگوار ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے، مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ ہاں اگر ضرورت ہو، مثلاً ڈبل روٹی کہ چھری سے کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیرمال دی جاتی ہے، ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے۔ اسی طرح اگر مُسلّم ران بھنی ہوئی ہو اور چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۲: مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں، میز کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے، اس سے اجتناب چاہیے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہیے، غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳: خمیری روٹی پکوانے میں نانبائی[5] سے خمیر لے لیتے ہیں پھر ان کے آٹے میں سے اسی انداز سے نانبائی لے لیتا ہے اس میں حرج نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: بہت سے لوگوں نے چندہ کر کے کھانے کی چیز طیار کی اور سب مل کر اسے کھائیں گے، چندہ سب نے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں اس میں بھی حرج نہیں، اگرچہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں

---

1 ...... یعنی خزاں۔ 2 ...... بھٹی، تنور۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص٣٤٠.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی روٹی پکانے والا۔

6 ......

اور بعض کی ویسی نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اسے پھینک دے اور نگل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکا یا جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے، بلکہ اسے لیے رہے جب اس کے سامنے طشت[2] آئے، اس میں ڈال دے پھول اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے۔[3] (عالمگیری)

خلال کے لیے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ اس کی تلخی سے مونھ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کے لیے بھی مفید ہے جھاڑو کی سینکیں[4] بھی اس کام میں لاسکتے ہیں جبکہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

پانی پینے کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم پانی پینے میں تین بار سانس لیتے تھے۔"[5]

اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ فرماتے تھے کہ "اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید اور خوشگوار ہے۔"[6]

حدیث ۲: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے، بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب برتن کو مونھ سے ہٹاؤ تو اللہ (عزوجل) کی حمد کرو۔"[7]

حدیث ۳: ابوداود و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔[8]

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهية، ج٥، ص ٣٤١.

2 ......یعنی ہاتھ دھونے کا برتن، تھال۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص ٣٤٥.

4 ......یعنی جھاڑو کی تیلیاں۔

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الاناء... إلخ، الحديث: ١٢٣-(٢٠٢٨)، ص ١١٢٠.

6 ......المرجع السابق.

7 ......"سنن الترمذي"، كتاب الاشربة، باب ماجاء في التنفس في الاناء، الحديث: ١٨٩٢، ج٣، ص ٣٥٢.

8 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأشربة، باب في النفخ في الشراب... إلخ، الحديث: ٣٧٢٨، ج٣ ص ٤٧٤.

حدیث۴: ترمذی نے ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی، کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے، فرمایا: ''اسے گرادو۔'' اس نے عرض کی، کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں، فرمایا: ''برتن کو مونھ سے جدا کر کے سانس لو۔''(1)

حدیث۵: ابوداود نے ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے پیالے میں جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے، وہاں سے پینے کی اور پینے کی چیز میں پھونکنے کی ممانعت فرمائی۔(2)

حدیث۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا۔(3)

حدیث۷: صحیح بخاری و مسلم و سنن ترمذی میں ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مشک کے دہانے کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔(4)

ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) کے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات میں اُٹھا اور مشک کا دہانہ پانی پینے کے لیے موڑا، اس میں سے سانپ نکلا۔(5)

حدیث۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا۔(6)

حدیث۹: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''کھڑے ہوکر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پیے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے، وہ قے کر دے۔''(7)

---

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الأشربة، باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب، الحديث: ١٨٩٤، ج٣، ص٣٥٣.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأشربة، باب في الشرب من ثلمة القدح، الحديث: ٣٧٢٢، ج٣، ص٤٧٣.

و"سنن الدارمي"، كتاب الأشربة، باب من شرب بنفس واحد، الحديث: ٢١٢١، ج٢، ص١٦١.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأشربة، باب الشرب من فم السقاء، الحديث: ٥٦٢٩، ج٣، ص٥٩٢.

4 ...... المرجع السابق، باب إختناث الأسقية، الحديث: ٥٦٢٦، ج٣، ص٥٩٢.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأشربة، باب اختناث الأسقية، الحديث: ٣٤١٩، ج٤، ص٧٨.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب في الشرب قائما...إلخ، الحديث: ١١٣ـ(٢٠٢٤)، ص١١١٩.

7 ...... المرجع السابق، الحديث: ١١٦ـ(٢٠٢٦)، ص١١١٩.

حدیث۱۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں آبِ زمزم کا ایک ڈول نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر لایا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔[1]

حدیث۱۱: صحیح بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور لوگوں کی حاجات پوری کرنے کے لیے رحبۂ کوفہ[2] میں بیٹھ گئے، جب عصر کا وقت آیا ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انھوں نے پیا اور وضو کیا پھر وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور یہ فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں اور جس طرح میں نے کیا نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے بھی ویسا ہی کیا تھا۔[3]

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مطلقاً کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں حالانکہ وضو کے پانی کا یہ حکم نہیں بلکہ اس کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ اسی طرح آبِ زمزم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ یہ دونوں پانی اس حکم سے مستثنٰی ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے، مگر یہ دونوں برکت والے ہیں اور ان سے مقصود ہی تبرک ہے، لہٰذا ان کا تمام اعضاء میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ مسلم کا جھوٹا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا چاہیے، مگر میں نے کسی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا، صرف دو ہی پانیوں کا کتابوں میں استثناء مذکور پایا۔ **وَالْعِلْمُ عِنْدَاللہ۔**

حدیث۱۲: ترمذی نے کبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میرے یہاں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف لائے، مشک لٹکی ہوئی تھی، اس کے دہانے سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ (حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے اس فعل کو علما نے بیانِ جواز پر محمول کیا ہے)، میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا۔[4] ان کا کاٹ کر رکھ لینا بغرضِ تبرک تھا، کہ چونکہ اس سے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کا دہن اقدس لگا ہے، یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوگی۔

حدیث۱۳: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے وہ اپنے باغ میں پیڑوں کو پانی دے رہے تھے ارشاد فرمایا: ''کیا تمھارے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے؟ (اگر ہو تو لاؤ) ورنہ ہم مونھ لگا کر پانی پی لیں۔'' انھوں نے کہا، میرے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے، اپنی جھونپڑی میں گئے اور برتن میں پانی انڈیل کر اس میں بکری کا دودھ دوہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے

---

1. ......"صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائما، الحديث:١١٧ـ(٢٠٢٧)، ص١١١٩.
2. ......یعنی کوفہ کی جامع مسجد کے صحن۔
3. ......"صحيح البخاري"، كتاب الأشربة، باب الشرب قائما، الحديث: ٥٦١٦، ج٣، ص٥٨٩.
4. ......"سنن الترمذي"، كتاب الأشربة، باب ماجاء في الرخصة...إلخ، الحديث:١٨٩٩، ج٣، ص٣٥٥.

پیا پھر دوبارہ انھوں نے پانی لے کر دودھ دوہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے ساتھی نے پیا۔ [1]

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے لیے بکری کا دودھ دوہا گیا اور انس کے گھر میں جو کوآں تھا، اس کا پانی اس میں ملایا گیا یعنی لسی بنائی گئی پھر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے نوش فرمایا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے اور دہنی طرف ایک اعرابی تھے، حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو دیجیے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ دہنی جانب تھے اور ارشاد فرمایا: ''دہنا مستحق ہے پھر اسکے بعد جو دہنے ہو، دہنے کو مقدم رکھا کرو۔'' [2]

حدیث ۱۵: بخاری و مسلم میں سَہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے نوش فرمایا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی دہنی جانب سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دوں۔'' انہوں نے عرض کی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے اولش [3] میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دوں گا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ان کو دے دیا۔ [4]

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں حُذَیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ ان کے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمھارے لیے آخرت میں ہیں۔'' [5]

حدیث ۱۷: ترمذی نے زُہری سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔ [6]

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأشربة، باب شرب اللبن بالماء، الحديث: ٥٦١٣، ج٣، ص٥٨٨.
و باب الكرع في الحوض، الحديث: ٥٦٢١، ج٣، ص٥٩٠.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المساقاة، باب من رأى صدقة الماء... إلخ، الحديث: ٢٣٥٢، ج٢، ص٩٥.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب الأطعمة، باب الاشربة، الحديث: ٤٢٧٣، ج٢، ص٤٦٢.

3 ...... یعنی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے تبرک۔

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المساقاة، باب من رأى صدقة الماء... إلخ، الحديث: ٢٣٥١، ج٢، ص٩٥.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأطعمة، باب الاكل في إناء... إلخ، الحديث: ٥٤٢٦، ج٣، ص٥٣٥.
و كتاب الأشربة، باب الشرب في آنية الذهب، الحديث: ٥٦٣٢، ج٣، ص٥٩٣.

6 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الأشربة، باب ماجاء اى الشراب... إلخ، الحديث: ١٩٠٣، ج٣، ص٣٥٧.

حدیث ۱۸: ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے پیٹ کے بل جھک کر پانی میں مونھ ڈال کر پینے سے منع فرمایا اور نہ ایک ہاتھ سے چلو لے کر پیے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں، جن پر خدا ناراض ہے اور رات میں جب کسی برتن میں پانی پیے تو اسے ہلالے، مگر جبکہ وہ برتن ڈھکا ہو تو ہلانے کی ضرورت نہیں اور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے، اللہ تعالٰی اس کے لیے نیکیاں لکھتا ہے جتنی اس کے ہاتھ میں انگلیاں ہیں۔ ہاتھ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا برتن تھا کہ انھوں نے اپنا پیالہ بھی پھینک دیا اور یہ کہا کہ یہ بھی دنیا کی چیز ہے۔''(1)

حدیث ۱۹: ابن ماجہ نے ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہاتھوں کو دھوؤ اور ان میں پانی پیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔'' (2)

حدیث ۲۰: مسلم و احمد و ترمذی نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ سب کے آخر میں پیے گا۔''(3)

حدیث ۲۱: دیلمی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) نے فرمایا: ''پانی کو چوس کر پیو کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔'' (4)

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں؟ فرمایا: ''پانی اور نمک اور آگ۔'' کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) پانی کو تو ہم نے سمجھ لیا، مگر نمک اور آگ کا منع کرنا کیوں حلال نہیں؟ فرمایا: ''اے حُمَیراء! جس نے آگ دے دی گویا اس نے اُس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا اور جس نے نمک دے دیا گویا اُس نے تمام اُس کھانے کو صَدَقہ کیا جو اس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمان کو اُس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا(5) اور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اُسے زندہ کر دیا۔''(6)

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأشربة، باب الشرب بالاكف والكرع، الحديث: ٣٤٣١، ج٤، ص٨٢.

2 ......المرجع السابق، الحديث: ٣٤٣٣، ج٤، ص٨٤.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفائتة... إلخ، الحديث: ٣١١-(٦٨١)، ص٣٤٤.
و"سنن الترمذي"، كتاب الأشربة، باب ماجاء أن ساقي القوم... إلخ، الحديث: ١٩٠١، ج٣، ص٣٥٦.

4 ...... "كنز العمال"، كتاب المعيشة... إلخ، رقم: ٤١٠٤٢، ج١٥، ص١٢٦.

5 ......یعنی غلام آزاد کیا۔

6 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الرهون، باب المسلمون شركاء في ثلاث، الحديث: ٢٤٧٤، ج٣، ص١٧٧.

مسائل فقهيه

مسئلہ ۱: پانی بِسْمِ اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیے اور تین سانس میں پیے، ہر مرتبہ برتن کو مونھ سے ہٹا کر سانس لے۔ پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے۔ اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیے، غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیے، جب پی چکے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے۔

اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلافِ تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیبِ نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب دَہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جھوٹا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا، یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں، مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اِسراف ہے۔

مسئلہ ۲: مَشک کے دہانے میں مونھ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے۔ کیا معلوم کوئی مُضِر[1] چیز اس کے حلق میں چلی جائے۔[2] (عالمگیری) اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا مگر جبکہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ صراحی میں مونھ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۳: سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جاسکتا۔ کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے۔ ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جاسکتا ہے۔[3] (عالمگیری) جاڑوں[4] میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں، اس سے وضو و غسل کریں، یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جاسکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جاسکتے، بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۴: لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں، یہ ناجائز و اِسراف ہے۔

---

1 ......نقصان دہ۔

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة، ج٥، ص٣٤١.

3 ......المرجع السابق.

4 ......سردیوں۔

مسئلہ۵: وضو کا پانی اور آبِ زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے، باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔[1]

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

حدیث۱: صحیح بخاری و مسلم میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے عبدالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ تعالٰی عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خَلُوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا) عرض کی، میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی)، فرمایا: ''اللہ تعالٰی تمھارے لیے مبارک کرے، تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔''[2]

حدیث۲: بخاری و مسلم نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا، ایسا ولیمہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔[3] یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انھیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جَحْش رضی اللہ تعالٰی عنہا کے زِفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا، لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔[4]

حدیث۳: صحیح بخاری میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں: خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے زِفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے قیام فرمایا، میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلا لایا، ولیمہ میں نہ گوشت تھا، نہ روٹی تھی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے حکم دیا، دسترخوان بچھا دیے گئے، اُس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔[5]

امام احمد و ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ حضرت صَفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں۔[6]

---

1 ......انظر "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائما، الحديث: ١١٧ ـ (٢٠٢٧)، ص١١١٩.
و "صحيح البخاري"، كتاب الأشربة، باب الشرب قائما، الحديث: ٥٦١٦، ج٣، ص٥٨٩.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب كيف يدعى للمتزوج، الحديث: ٥١٥٥، ج٣، ص٤٤٩.

3 ......المرجع السابق، باب الوليمة ولو بشاة، الحديث: ٥١٦٨، ج٣، ص٤٥٣.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب قوله ﴿لا تدخلوا بيوت النبي... إلخ﴾، الحديث: ٤٧٩٤، ج٣، ص٣٠٦.

5 ......"صحيح البخاري"، كتاب المغازى، باب غزوة خيبر، الحديث: ٤٢١٣، ج٣، ص٨٦.

6 ......"سنن الترمذي"، كتاب النكاح، باب ماجاء في الوليمة، الحديث: ١٠٩٧، ج٢، ص٣٤٩.

حدیث۴: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہیے۔''[1]

حدیث۵: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے کھائے، چاہے نہ کھائے۔''[2]

حدیث۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں اور فقرا چھوڑ دیے جاتے ہیں اور جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلاسبب انکار کردیا) اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی نافرمانی کی۔''[3]

مسلم کی ایک روایت میں ہے، ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اسے منع کرتا ہے۔ اور اس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی نافرمانی کی۔[4]

حدیث۷: ابوداود نے عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا۔''[5]

حدیث۸: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''(شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے، اسے کرنا ہی چاہیے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سمعہ ہے (یعنی سنانے اور شہرت کے لیے ہے)۔ جو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا، اللہ تعالٰی اس کو سنائے گا۔''[6] یعنی اس کی سزا دے گا۔

حدیث۹: ابوداود نے عِکرَمہ سے روایت کی، کہ ایسے دو شخص جو مقابلہ اور تفاخُر کے طور پر دعوت کریں، رسول اللہ

---

1. ''صحیح البخاري''، کتاب النکاح، باب حق إجابة الولیمة...إلخ، الحدیث:٥١٧٣، ج٣، ص٤٥٤.
2. ''صحیح مسلم''، کتاب النکاح، باب الأمر بإجابة الداعي...إلخ، الحدیث:١٠٥-(١٤٣٠)، ص٧٤٩.
3. ''صحیح البخاري''، کتاب النکاح، باب من ترك الدعوة...إلخ، الحدیث: ٥١٧٧، ج٣، ص٤٥٥.
4. ''صحیح مسلم''، کتاب النکاح، باب الامر بإجابة الداعي...إلخ، الحدیث:١٠٧-(١٤٣٢)، ص٧٤٩.
5. ''سنن أبي داود''، کتاب الأطعمة، باب ماجاء في إجابة الدعوة، الحدیث:٣٧٤١، ج٣، ص٤٧٩.
6. ''سنن الترمذي''، کتاب النکاح، باب ماجاء في الولیمة، الحدیث:١٠٩٩، ج٢، ص٣٤٩.

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے یہاں کھانے سے منع فرمایا۔ (1)

حدیث ۱۰: امام احمد وابوداود نے ایک صحابی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب دو شخص دعوت دینے بیک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمھارے دروازہ سے قریب ہو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کی قبول کرو۔'' (2)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری ومسلم میں ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابوشُعیب تھی، انھوں نے اپنے غلام سے کہا، کہ اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کے لیے کفایت کرے۔ میں نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی مع چار اصحاب کے دعوت کروں گا۔ تھوڑا سا کھانا طیار کیا اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) کو بلانے آئے، ایک شخص حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) کے ساتھ ہولیے، نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''ابوشعیب ہمارے ساتھ یہ شخص چلا آیا، اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہ اجازت دو، انھوں نے عرض کی، میں نے ان کو اجازت دی۔'' (3)

یعنی اگر کسی کی دعوت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بغیر بلائے چلا آئے تو ظاہر کردے کہ میں نہیں لایا ہوں اور صاحب خانہ کو اختیار ہے، اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے، کیونکہ ظاہر نہ کرے گا تو صاحبِ خانہ کو یہ ناگوار ہوگا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو کیوں لایا۔

حدیث ۱۲: بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔ (4)

حدیث ۱۳: صحیح بخاری ومسلم میں ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھلی بات بولے یا چپ رہے۔'' (5)

---

(1) ......"سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في طعام المتبارين، الحديث: ٣٧٥٤، ج٣، ص٤٨٣.

(2) ......المرجع السابق، باب اذا إجتمع داعيان...إلخ، الحديث: ٣٧٥٦، ج٣، ص٤٨٤.

و"المسند"، حديث رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٢٣٥٢٦، ج٩، ص١٢٢.

(3) ......"صحيح البخاري"، كتاب الأطعمة، باب الرجل يدعى إلى الطعام...إلخ، الحديث: ٥٤٦١، ج٣، ص٥٤٣.

(4) ......"شعب الإيمان"، باب في المطاعم والمشارب، فصل في طيب المطعم...إلخ، الحديث: ٥٨٠٣، ج٥، ص٦٨.

(5) ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار...إلخ، الحديث: ٧٧-(٣٨)، ص٤٤.

"مشكاة المصابيح"، كتاب الأطعمة، باب الضيافة، الحديث: ٤٢٤٣، ج٢، ص٤٥٦.

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔'' (1)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابوشُریح کَعبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کا اکرام کرے، ایک دن رات اُس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطر داری کرے، اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلّف کا کھانا طیار کرائے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ماحضَر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے، مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔'' (2)

حدیث ۱۵: ترمذی ابی الاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) یہ فرمایئے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا، اس نے میری مہمانی نہیں کی، اب وہ میرے یہاں آئے تو اس کی مہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا: ''بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔'' (3)

حدیث ۱۶: ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''سنت یہ ہے کہ مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنے جائے۔'' (4)

مسائل فقہیہ

دعوتِ ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شب زِفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اَقارِب اور محلّہ کے لوگوں کی حسبِ استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا طیار کرانا جائز ہے اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا اس کے لیے مسرت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب۔ علما کے دونوں قول ہیں، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِجابت سنت مؤکدہ ہے۔

ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحبِ خانہ کے لیے دعا کرے اور ولیمہ کے سوا

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب إكرام الضيف... إلخ، الحديث: ٦١٣٨، ج٤، ص١٣٦.

2 ......المرجع السابق، الحديث: ٦١٣٥، ج٤، ص١٣٦.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان والعفو، الحديث: ٢٠١٣، ج٣، ص٤٠٥.

4 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب الضيافة، الحديث: ٣٣٥٨، ج٤، ص٥٢.

دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے، ورنہ اس کے لیے دعا کرے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: دعوتِ ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے، اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنت ہو اور اگر مقصود تفاخُر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے، تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہلِ علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: دعوت میں جانا اس وقت سُنّت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا، لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں، اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو، مثلاً علما و مشائخ، یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اُس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳: اگر وہاں لہو ولعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیّت سے جانا چاہیے کہ اس کے جانے سے منکراتِ شرعیہ روک دیے جائیں گے اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے، کیونکہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضَرُوری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: دعوتِ ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو۲ ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے، اس

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٣.
و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٧٤.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٧٤.

3 ...... "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل و الشرب، ج٢، ص٣٦٥.
و "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٧٤.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٣.

کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔[1] (عالمگیری) ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔سنت سے آگے بڑھنا ریا وسُمعَہ[2] ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ۵: ایک دسترخوان پر جولوگ کھانا تناول کرتے ہیں، ان میں سے ایک شخص کوئی چیز اٹھا کر دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے، جبکہ معلوم ہو کہ صاحبِ خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا اور اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں، بلکہ اگر مُشتبہَ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے۔[3] (عالمگیری)

بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر مُعزَّزِین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لیے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے۔مگر اس صورت میں جس کے پاس کوئی اچھی چیز ہے، اس نے ایسے کو دے دی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صاحبِ خانہ کو ناگوار ہوگا کیونکہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اس کے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے، لہٰذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے، مثلاً روٹی، گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہوگئی، دوسرے نے اپنے پاس سے اٹھا کر دے دی تو ظاہر یہی ہے کہ صاحبِ خانہ کو ناگوار نہ ہوگا۔

مسئلہ۶: دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے، سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیونکہ اس نے اس کے کھانے کے لیے رکھا ہے، اس کو مالک نہیں کردیا کہ جس کو چاہے دیدے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۷: دو دسترخوان پر کھانا کھایا جارہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے۔مگر جبکہ یقین ہو کہ صاحبِ خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۸: کھاتے وقت صاحبِ خانہ کا بچہ آگیا تو اس کو یا صاحبِ خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۹: کھانا ناپاک ہوگیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٣.

2 ......ریا یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا اور سُمعَہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٤.

4 ......المرجع السابق.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق.

7 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں۔

(۱) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔

(۲) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو، یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔

(۳) بغیر اجازتِ صاحبِ خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔

(۴) اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دعا کرے۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے، کہ کہیں اِصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے مُضِر ہو، میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے، بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحبِ وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔

میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو، خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سنت ہے اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مُروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جب کھا کر فارغ ہوں ان کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لیے طَشت پیش کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال وحرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے، جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی ہے حلال ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: جس شخص پر اس کا دَین[4] ہے، اگر اس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس دن میں کرتا ہے یا اب اُس نے کھانے میں تکلّفات

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٤ ـ ٣٤٥.

2 ...... المرجع السابق، ص٣٤٥.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٤٢.

4 ...... اُدھار یعنی قرض۔

بڑھا دیے، تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے۔[1] (عالمگیری)

ظروف کا بیان

مسئلہ ۱: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطر دان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بَخُور کرنا[2] منع ہے اور یہ ممانعت مرد وعورت دونوں کے لیے ہے۔ عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲: سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں مونھ دیکھنا، ان کی قلم دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا، مرد عورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سونے چاندی کی آرسی[5] پہننا عورت کے لیے جائز ہے، مگر اُس آرسی میں مونھ دیکھنا عورت کے لیے بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۴: سونے چاندی کی چیزوں کے استعمال کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ ان کو استعمال کرنا ہی مقصود ہو اور اگر یہ مقصود نہ ہو تو مُمانَعت نہیں، مثلاً سونے چاندی کی پلیٹ یا کٹورے میں کھانا رکھا ہوا ہے اگر یہ کھانا اسی میں چھوڑ دیا جائے تو اضاعتِ مال ہے اُس کو اُس میں سے نکال کر دوسرے برتن میں لے کر کھائے یا اُس میں سے پانی چلّو میں لے کر پیا یا پیالی میں تیل تھا، سر پر پیالی سے تیل نہیں ڈالا بلکہ کسی برتن میں یا ہاتھ پر تیل اس غرض سے لیا کہ اُس سے استعمال ناجائز ہے، لہٰذا تیل کو اُس میں سے لے لیا جائے اور اب استعمال کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر ہاتھ میں تیل کا لینا بغرضِ استعمال ہو جس طرح پیالی سے تیل لے کر سر یا داڑھی میں لگاتے ہیں، اس طرح کرنے سے ناجائز استعمال سے بچنا نہیں ہے کہ یہ بھی استعمال ہی ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٢.

2 ...... یعنی دھونی لینا۔

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٦٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... ایک زیور جو عورتیں ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنتی ہیں، اس میں شیشہ جڑا ہوتا ہے۔

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٦٤.

مسئلہ۵: چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے، کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش و زینت کے لیے ہوں، مثلاً قرینہ سے[2] یہ برتن و قلم و دوات لگا دیے، کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں۔ یوہیں سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے، ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۷: بچوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لا کر رکھتے ہیں، یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتیں، بلکہ پڑھانے والے کو دے دیتے ہیں، اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ۸: سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے، مثلاً تانبے، پیتل، سیسہ، بلَّور وغیرہا۔ مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر کہ حدیث میں ہے کہ ''جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنوائے، فرشتے اُس کی زیارت کو آئیں گے۔'' تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہیے، بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۹: جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اس کا استعمال جائز ہے، جبکہ موضع استعمال[5] میں سونا چاندی نہ ہو، مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اس جگہ مونھ نہ لگے جہاں سونا یا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے، اور قول اول اَصح ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: چھڑی کی موٹھ[7] سونے چاندی کی ہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے، لہٰذا موضع استعمال میں سونا چاندی ہوئی اور اگر اُس کی شام[8] سونے چاندی کی ہو، دستہ سونے چاندی کا نہ ہو تو استعمال میں حرج نہیں، کیونکہ ہاتھ رکھنے کی جگہ پر سونا چاندی نہیں ہے۔ اسی طرح قلم کی نب اگر سونے چاندی کی ہو تو اس سے لکھنا ناجائز ہے کہ وہی موضعِ استعمال ہے اور اگر قلم کے بالائی حصہ میں ہو تو ناجائز نہیں۔

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵٦٥.

2 ...... یعنی سجا کر، ترتیب سے رکھنا۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵٦٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... استعمال کی جگہ۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵٦٧.

7 ...... یعنی چھڑی کا دستہ۔

8 ...... یعنی چھڑی کے سروں پر چڑھایا جانے والا کسی دھات کا چھلے کی طرح کا خول۔

مسئلہ ۱۱: چاندی سونے کا کرسی یا تخت میں کام بنا ہوا ہے یا زین میں کام بنا ہوا ہے تو اس پر بیٹھنا جائز ہے، جبکہ سونے چاندی کی جگہ سے بچ کر بیٹھے۔ محصل[1] یہ ہے کہ جو چیز خالص سونے چاندی کی ہے، اُس کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے اور اگر اس میں جگہ جگہ سونا چاندی ہے تو اگر موضع استعمال میں ہے تو ناجائز، ورنہ جائز۔ مثلاً چاندی کی انگیٹھی سے بَخُور کرنا مطلقاً ناجائز ہے، اگرچہ دھونی لیتے وقت اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔ اسی طرح اگر حقہ کی فرشی[2] چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے، اگرچہ یہ شخص فرشی پر ہاتھ نہ لگائے۔

اسی طرح حقہ کی مونھ نال[3] سونے چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے اور اگر نیچہ[4] پر جگہ جگہ چاندی سونے کا تار ہو تو اس سے حُقّہ پی سکتا ہے، جبکہ استعمال کی جگہ پر تار نہ ہو۔ کرسی میں استعمال کی جگہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور اس کا تکیہ ہے جس سے پیٹھ لگاتے ہیں اور اس کے دستے ہیں جن پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ تخت میں موضع استعمال بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اسی طرح زین میں اور رکاب بھی سونے چاندی کی ناجائز ہے اور اس میں کام بنا ہوا ہو تو موضعِ استعمال میں نہ ہو۔ یہی حکم لگام اور دُمچی[5] کا ہے۔[6] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: برتن پر سونے چاندی کا مُلَمَّع ہو[7] تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: آئینہ کا حلقہ جو بوقتِ استعمال پکڑنے میں نہ آتا ہو اس میں سونے چاندی کا کام ہو، اس کا بھی وہی حکم ہے۔[9] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۴: تلوار کے قبضے میں اور چھری یا پیش قبض[10] کے دستے میں چاندی یا سونے کا کام ہے تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔[11] (ہدایہ، درمختار)

---

1 ......خلاصہ۔ 2 ......یعنی پینْدا۔ 3 ......دھات وغیرہ کی بنی ہوئی چھوٹی سی نلی جسے حقے میں لگاتے ہیں۔

4 ......حقہ کی نلیاں۔ 5 ......یعنی تسمہ جو زین کے پچھلے حصے سے جڑا ہوتا ہے، دُم کے نیچے سے گزرتا اور زین کو آگے کی طرف سے جانے سے روکتا ہے۔

6 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب، ج٢، ص٣٦٣.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٦٧.

7 ......یعنی برتن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا ہوا ہو۔

8 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب، ج٢، ص٣٦٤.

9 ......المرجع السابق.

و"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٦٨.

10 ...... یعنی خنجر۔

11 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب، ج٢، ص٣٦٤.

و"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٦٨.

مسئلہ ۱۵: کپڑے میں سونے چاندی کے حروف بنائے گئے، اس کے استعمال کا بھی وہی حکم ہے۔[1] (درمختار) اس میں تفصیل ہے جو لباس کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ۱۶: ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی یا سونے کے تار سے جوڑنا، جائز ہے اور اُس کا استعمال بھی جائز ہے، جبکہ اُس جگہ سے استعمال نہ کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا لکڑی کا پیالہ تھا، وہ ٹوٹ گیا تو چاندی کے تار سے جوڑا گیا۔[2] اور یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔[3]

خبر کہاں معتبر ہے؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ۝ ﴾[4]

''اے ایمان والو! اگر فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اُسے خوب جانچ لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ناواقفی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچادو پھر تمھیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔''

مسئلہ ۱: اپنے نوکر یا غلام کو گوشت لانے کے لیے بھیجا، اگرچہ یہ مجوسی یا ہندو ہو وہ گوشت لایا اور کہتا ہے کہ مسلمان یا کتابی سے خرید کر لایا ہوں تو یہ گوشت کھایا جاسکتا ہے اور اگر اس نے آکر یہ کہا کہ مشرک مثلاً مجوسی یا ہندو سے خرید کر لایا ہوں تو اس گوشت کا کھانا حرام ہے کہ خریدنا بیچنا معاملات میں ہے اور معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہے، اگرچہ حِلّت و حُرمت[5] دِیانات[6] میں سے ہیں اور دیانات میں کافر کی خبر نامقبول ہے، مگر چونکہ اصل خبر خریدنے کی ہے اور حِلّت و حُرمت اس مقام پر ضمنی چیز ہے، لہٰذا جب وہ خبر معتبر ہوئی تو ضمناً یہ بھی ثابت ہوجائے گی اور اصل خبر حِلّت وحرمت کی ہوتی تو نامعتبر ہوتی۔[7] (ہدایہ، درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵٦۸.

2 ......"صحيح البخاري"، کتاب فرض الخمس، باب ما ذکر...إلخ، الحديث:۳۱۰۹، ج۲، ص۳٤٤.

3 ......"صحيح البخاري"، کتاب الأشربة، باب الشرب...إلخ، الحديث:٥٦۳۸، ج۳، ص٥۹٥.

4 ......پ۲٦، الحجرات: ٦.

5 ......یعنی حلال وحرام ہونا۔

6 ...... اس کی وضاحت صفحہ 400 پر آرہی ہے۔

7 ......"الهداية"، کتاب الکراهية، فصل في الأکل و الشرب، ج۲، ص۳٦٤.

و"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص٥٦۹.

مسئلہ ۲: معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہونا اس وقت ہے، جب غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان اس کا جھوٹا ہونا ہو تو اس پر عمل نہ کرے۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۳: گوشت خریدا پھر یہ معلوم ہوا کہ جس سے خریدا ہے وہ مشرک ہے، پھیرنے[2] کو لے گیا، اس نے کہا کہ اس جانور کو مسلم نے ذبح کیا ہے، اب بھی اس گوشت کو کھانا ممنوع ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: لونڈی غلام اور بچے کی ہدیہ کے متعلق خبر معتبر ہے، مثلاً بچے نے کسی کے پاس کوئی چیز لاکر یہ کہا کہ میرے والد نے آپ کے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے، وہ شخص چیز کو لے سکتا ہے اور اس میں تصرف کرسکتا ہے، کھانے کی چیز ہو تو کھا سکتا ہے۔ اسی طرح لونڈی غلام نے کوئی چیز دی اور یہ کہا کہ میرے مولیٰ نے یہ چیز ہدیہ بھیجی ہے، بلکہ یہ دونوں خود اپنے متعلق اس کی خبر دیں کہ ہمارے مولیٰ نے خود ہمیں ہدیہ کیا ہے یہ خبر بھی مقبول ہے۔ فرض کرو لونڈی نے یہ خبر دی تو اس سے یہ شخص وطی بھی کرسکتا ہے۔[4] (زیلعی)

مسئلہ ۵: ان لوگوں نے یہ خبر دی کہ ہمارے ولی یا مولیٰ نے ہمیں خریدنے کی اجازت دی ہے یہ خبر بھی معتبر ہے، جبکہ غالب گمان ان کی سچائی ہو، لہٰذا بچہ نے کوئی چیز خریدی مثلاً نمک، مرچ، ہلدی، دھنیا اور کہتا ہے ہم کو اس کی اجازت ہے تو اس کے ہاتھ اس چیز کو بیچ سکتے ہیں اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے۔ مثلاً اسے چند پیسوں کی مٹھائی یا پھل وغیرہ خریدنا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ مجھے اجازت ہے اس کا اعتبار نہ کیا جائے، جبکہ اس صورت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ اُس کو پیسے اس لیے نہیں ملے ہیں کہ مٹھائی وغیرہ خرید کر کھالے۔[5] (درمختار، ردالمحتار) یعنی جبکہ گمان غالب یہ ہو کہ اسے خریدنے کی اجازت نہیں ہے، مثلاً یہ گمان ہے کہ چھپا کر لایا ہے، مٹھائی خرید رہا ہے، اس کے گھر والے ایسے کہاں ہیں کہ مٹھائی کھانے کو پیسے دے دیں اس صورت میں اس کے ہاتھ مٹھائی کا بیچنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۶: کافر یا فاسق نے یہ خبر دی کہ میں فلاں شخص کا اس چیز کے بیچنے میں وکیل ہوں، اس کی خبر اعتبار کی جاسکتی ہے اور اُس چیز کو خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر معاملات میں بھی ان کی خبریں مقبول ہیں، جبکہ ظنِّ غالب یہ ہو کہ سچ کہتا ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......الجوهرة النيرة، كتاب الحظر والاباحة، جز۲، ص۳۶۲.

2 ...... واپس کرنے۔

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵۶۹.

4 ......"تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، ج۷، ص۲۸.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵۷۰.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۵۷۰.

مسئلہ۷: دِیانات میں مخبر[1] کا عادل ہونا ضروری ہے۔ دیانات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق بندہ اور رب کے مابین ہے۔ مثلاً حلت، حرمت، نجاست، طہارت اور اگر دیانت کے ساتھ زوالِ ملک بھی ہو مثلاً میاں بی بی کے متعلق کسی نے یہ خبر دی کہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں تو اس کے ثبوت کے لیے فقط عدالت کافی نہیں، بلکہ عدد اور عدالت دونوں چیزیں درکار ہیں یعنی خبر دینے والے دو۲ مرد یا ایک مرد دو۲ عورتیں ہوں اور یہ سب عادل ہوں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۸: پانی کے متعلق کسی مسلم عادل نے یہ خبر دی کہ یہ نجس ہے تو اس سے وضو نہ کرے، بلکہ اگر دوسرا پانی نہ ہو تو تیمّم کرے اور اگر فاسق یا مَستُور[3] نے خبر دی کہ پانی نجس ہے تو تحری (غور) کرے اگر دل پر یہ بات جمتی ہے کہ سچ کہتا ہے تو پانی کو پھینک دے اور تیمّم کرے وضو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ جھوٹ کہتا ہے تو وضو کرے اور احتیاط یہ ہے کہ وضو کے بعد تیمّم بھی کرلے اور اگر کافر نے نجاست کی خبر دی اور غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے جب بھی بہتر یہ ہے کہ اسے پھینک دے پھر تیمّم کرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۹: ایک عادل نے یہ خبر دی کہ پاک ہے اور دوسرے عادل نے نجاست کی خبر دی یا ایک نے خبر دی کہ یہ مسلم کا ذبیحہ ہے اور دوسرے نے یہ کہ مشرک کا ذبیحہ ہے، اس میں بھی تحری کرے، جدھر غالب گمان ہو اُس پر عمل کرے۔[5] (ردالمحتار)

لباس کا بیان

حدیث۱: امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم: ''تُو جو چاہے کھا اور تُو جو چاہے پہن، جب تک دو باتیں نہ ہوں، اسراف و تکبر۔'' [6]

حدیث۲: امام احمد و نسائی و ابن ماجہ بروایت عَمْرو بن شعیب عن ابیہ عن جَدِّہٖ راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کھاؤ اور پیو اور صَدَقہ کرو اور پہنو، جب تک اِسراف و تکبر کی آمیزش نہ ہو۔''[7]

---

1 ......خبر دینے والا۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، ج۹، ص۵۷۱.

3 ...... **مستور:** یعنی وہ شخص جس کا عادل یا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحۃ، ج۹، ص۵۷۱.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، ج۹، ص۵۷۳.

6 ......"صحیح البخاري"، کتاب اللباس، باب قول اللّٰہ تعالٰی: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾، ج٤، ص٤٥.

7 ......"سنن ابن ماجه"، کتاب اللباس، باب البس ما شئت...إلخ، الحدیث:٣٦٠٥، ج٤، ص١٦٢.

و"سنن النسائي"، کتاب الزکاۃ، باب الإختیال في الصدقۃ، الحدیث:٢٥٥٥، ص٤٢٠.

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو حِبرہ بہت پسند تھا۔ یہ ایک قسم کی دھاری دار چادر ہوتی تھی جو یمن میں بنتی تھی۔ [1]

حدیث ۴: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے چاندنی رات میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو دیکھا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سرخ حُلّہ [2] پہنے ہوئے تھے یعنی اس میں سرخ دھاریاں تھیں، میں کبھی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔ [3]

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو بردہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا تہبند نکالا اور یہ کہا، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی وفات انھیں میں ہوئی۔ [4] (یعنی بوقت وفات اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے)۔

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: کہ ''جو شخص تکبر کے طور پر تہبند گھسیٹے (یعنی اتنا نیچا کرلے کہ زمین سے لگ جائے) اُس کی طرف اللہ تعالٰی نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔'' [5] ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت میں ہے، ''جو اترانے کے طور پر کپڑا گھسیٹے گا، اس کی طرف اللہ (عزوجل) نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔'' [6] صحیح بخاری کی انھیں سے روایت ہے، کہ ''ایک شخص اترانے کے طور پر تہبند گھسیٹ رہا تھا، زمین میں دھنسا دیا گیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔'' [7]

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جو حصہ ہے، وہ آگ میں ہے۔'' [8]

حدیث ۸: ابوداود و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب البرود والحبرة...إلخ، الحديث: ٥٨١٣، ج ٤، ص ٥٤.

2 ......**حُلّہ**: چادر و تہبند کے مجموعہ کو کہتے ہیں یعنی جوڑا۔

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في الرخصة في لبس الحمرة للرجال، الحديث: ٢٨٢٠، ج ٤، ص ٣٧٠.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الأكسية والخمائص، الحديث: ٥٨١٨، ج ٤، ص ٥٥.

5 ......المرجع السابق، باب من جر ثوبه من الخيلاء، الحديث: ٥٧٨٨، ج ٤، ص ٤٦.

6 ...... المرجع السابق، الحديث: ٥٧٩١، ج ٤، ص ٤٧.

7 ......المرجع السابق، الحديث: ٥٧٩٠، ج ٤، ص ٤٧.

8 ......المرجع السابق، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، الحديث: ٥٧٨٧، ج ٤، ص ٤٦.

وسلَّم فرماتے ہیں: ''مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور اس کے اور ٹخنوں کے درمیان میں ہو، اس میں بھی حرج نہیں اور اس سے جو نیچے ہو آگ میں ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا، جو تہبند کو ازراہِ تکبر گھسیٹے۔''(1)

حدیث۹: ابوداود ونسائی وابن ماجہ نے ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اسبال یعنی کپڑے کے نیچا کرنے کی مُمانعت تہبند وقمیص وعمامہ سب میں ہے۔حضرت اُم سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنھا نے عرض کی، عورتوں کے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: ایک بالشت لٹکالیں (یعنی آدھی پنڈلی کے نیچے ایک بالشت لٹکائیں) عرض کی، اب تو عورتوں کے قدم کھل جائیں گے، ارشاد فرمایا: ایک ہاتھ لٹکالیں اس سے زیادہ نہیں۔''(2)

حدیث۱۰: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنھما سے مروی، کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس سے گزرا اور میرا تہبند کچھ لٹک رہا تھا، ارشاد فرمایا: ''عبداللہ! اپنے تہبند کو اونچا کرو۔'' میں نے اونچا کرلیا پھر فرمایا: ''زیادہ اونچا کرو۔'' میں نے زیادہ کرلیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ کسی نے عبداللہ سے پوچھا، کہاں تک اونچا کیا جائے؟ کہا، نصف پنڈلی تک۔(3)

حدیث۱۱: صحیح بخاری میں ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنھما سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچا کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میرا تہبند لٹک جاتا ہے، مگر اس وقت کہ میں پورا خیال رکھوں (یعنی ان کے شکم پر تہبند رکتا نہیں تھا، سرک جاتا تھا)۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''تم ان میں سے نہیں جو براہِ تکبر لٹکاتے ہیں۔'' (4)(یعنی جو بالقصد تہبند کو نیچا کرتے ہیں، اُن کے لیے وہ وعید ہے۔)

حدیث۱۲: ابوداود نے عِکرمہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما کو دیکھا کہ ان کے تہبند کا حاشیہ پشت قدم پر تھا، میں نے کہا: آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔''(5)

---

1. ......"سنن ابن ماجه"، كتاب اللباس، باب موضع الإزار أين هو، الحديث: ٣٥٧٣، ج٤، ص١٤٨.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الحديث: ٤٣٣١، ج٢، ص٤٧٢.
2. ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في قدر موضع الإزار، الحديث: ٤٠٩٤، ج٤، ص٨٣.
وباب في قدر الذيل، الحديث: ٤١١٧، ج٤، ص٨٩.
3. ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء...إلخ، الحديث: ٤٧ ـ (٢٠٨٦)، ص١١٥٦.
4. ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب من جر إزاره من غير خيلاء، الحديث: ٥٧٨٤، ج٤، ص٤٥.
5. ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في قدرموضع الازار، الحديث: ٤٠٩٦، ج٤، ص٨٣.

حدیث ۱۳: ترمذی وابوداود نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی۔ (1)

حدیث ۱۴: امام احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ نے سَمُرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''سپید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاک اور ستھرے ہیں اور انھیں میں اپنے مردے کفناؤ۔'' (2)

حدیث ۱۵: ابن ماجہ نے ابوداود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''سب میں اچھے وہ کپڑے جنھیں پہن کر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو، سپید ہیں یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے۔''(3)

حدیث ۱۶: ترمذی وابوداود نے عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرے اور انھوں نے حضور (صلّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلّم) کو سلام کیا، حضور (صلّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلّم) نے سلام کا جواب نہیں دیا۔''(4)

حدیث ۱۷: ابوداود نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی، کہ اسماء رضی اللہ تعالی عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور (صلّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلّم) کے سامنے آئیں، حضور (صلّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلّم) نے مونھ پھیر لیا اور یہ فرمایا: ''اے اسماء! جب عورت بالغ ہوجائے تو اُس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے، سوا مونھ اور ہتھیلیوں کے۔''(5)

حدیث ۱۸: امام مالک عُلقمہ بن ابی عُلقمہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں، کہ حَفصہ بنتِ عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس باریک دوپٹا اوڑھ کر آئیں، حضرت عائشہ نے ان کا دوپٹا پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹا دے دیا۔ (6)

حدیث ۱۹: ترمذی نے ابن عُمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔ (7)

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب ما جاء في القميص، الحديث: ٤٠٢٧، ج٤، ص٦١.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الحديث: ٤٣٢٩، ج٢، ص٤٧٢.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند البصريين، حديث سمرة بن جندب، الحديث: ٢٠١٧٤، ج٧، ص٢٦٠.

3 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب اللباس، باب البياض من الثياب، الحديث: ٣٥٦٨، ج٤، ص١٤٦.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجال، الحديث: ٢٨١٦، ج٤، ص٣٦٨.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب فيما تبدى المرأة من زينتها، الحديث: ٤١٠٤، ج٤، ص٨٥.

6 ......"الموطأ" للإمام مالك، كتاب اللباس، باب مايكره للنساء لبسه من الثياب، الحديث: ١٧٣٩، ج٢، ص٤١٠.

7 ......"سنن الترمذي"، كتاب اللباس، باب في سدل العمامة بين الكتفين، الحديث: ١٧٤٢، ج٣، ص٢٨٦.

حدیث ۲۰: بیہقی نے شعب الایمان میں عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔'' (1)

حدیث ۲۱: ترمذی نے رُکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ ''ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔''(2)

حدیث ۲۲: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے مجھ سے یہ فرمایا: ''عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مال داروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو، جب تک پیوند نہ لگالو۔''(3)

حدیث ۲۳: ابوداود نے ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''کیا سنتے نہیں ہو، کیا سنتے نہیں ہو؟ ردی حالت میں ہونا(4) ایمان سے ہے، ردی حالت میں ہونا ایمان سے ہے۔'' (5)

حدیث ۲۴: امام احمد وابوداود وابن ماجہ نے ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے، قیامت کے دن اللہ تعالٰی اُس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔'' (6)

لباس شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش نہ ہو، وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے درویش سمجھیں یا عالم نہ ہو اور علما کے سے کپڑے پہن کر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو۔

حدیث ۲۵: ابوداود نے ایک صحابی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے، اللہ تعالٰی اس کو کرامت کا حُلّہ پہنائے گا۔''(7)

حدیث ۲۶: امام احمد ونسائی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ہمارے

---

1 ......"شعب الإيمان"،باب في الملابس،فصل في العمائم،الحديث:٦٢٦٢،ج٥،ص١٧٦.

2 ......"سنن الترمذي"،كتاب اللباس، باب العمائم على القلانس،الحديث:١٧٩١،ج٣،ص٣٠٥.

3 ......المرجع السابق، باب ما جاء في ترقيع الثوب،الحديث:١٧٨٧،ج٣ص٣٠٢.

4 ......یعنی لباس کی سادگی۔

5 ......"سنن أبي داود"،كتاب الترجل، باب النهي عن كثير من الإرفاه،الحديث:٤١٦١،ج٤،ص١٠٣.

6 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب،الحديث:٥٦٦٨،ج٢،ص٤٠٣.

7 ......"سنن أبي داود"،كتاب الادب، باب من كظم غيظا،الحديث:٤٧٧٨،ج٤،ص٣٢٦.

یہاں تشریف لائے، ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، فرمایا: ''کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کرلے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا: کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی، جس سے کپڑے دھولے۔''(1)

حدیث ۲۷: ترمذی نے عبداللہ ابن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر ظاہر ہو۔''(2)

حدیث ۲۸: امام احمد ونسائی نے ابوالاحوص سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کی، ہاں ہے۔ فرمایا: کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کی، خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے، غلام۔ فرمایا: جب خدا نے تمھیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت وکرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہیے۔'' (3)

حدیث ۲۹: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عُمر وانس وابن زُبیر وابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی، نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا، وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔'' (4)

حدیث ۳۰: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔'' (5)

حدیث ۳۱: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی، مگر اتنا۔ اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دو۲ انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔'' (6)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے خطبہ میں فرمایا: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ریشم کی ممانعت فرمائی ہے، مگر دو۲ یا تین یا چار اُنگلیوں کی برابر یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی ریشم کی گوٹ لگائی جاسکتی ہے۔ (7)

حدیث ۳۲: صحیح مسلم میں اَسماء بنتِ ابی بکْر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے، انھوں نے ایک کِسْرَوانی جبہ نکالا،

---

1 ......"سنن أبي داود"، کتاب اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، الحدیث: ٤٠٦٢، ج٤، ص٧٢.

2 ......"سنن الترمذي"، کتاب الأدب، باب ماجاء ان اللہ تعالی یحب أن یری أثر نعمته علی عبده، الحدیث: ٢٨٢٨، ج٤، ص٣٧٤.

3 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند المكيين، حديث مالك بن نضلة أبي الأحوص، الحديث: ١٥٨٨٨، ج٥، ص٣٨٣.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الحديث: ٤٣٥٢، ج٢، ص٤٧٥.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب لبس الحرير... إلخ، الحديث: ٥٨٣٤، ج٤، ص٥٩.

5 ......المرجع السابق، الحديث: ٥٨٣٥، ج٤، ص٥٩.

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم إستعمال إناء الذهب، الحديث: ١٢ـ(٢٠٦٩)، ص١١٤٨.

7 ......المرجع السابق، الحديث: ١٥ـ(٢٠٦٩)، ص١١٤٩.

جس کا گریبان دیباج کا تھا اور دونوں چاکوں میں دیباج کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور یہ کہا کہ یہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا۔ جب حضرت عائشہ کا انتقال ہوگیا میں نے لے لیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر بیماروں کو بغرضِ شِفا پلاتے ہیں۔[1]

حدیث ۳۳: ترمذی و نسائی نے ابو موسیٰ اُشعَری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔''[2]

حدیث ۳۴: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، فرمایا: ''یہ کافروں کے کپڑے ہیں، انھیں تم مت پہنو۔'' میں نے کہا، انھیں دھوڈالوں۔ فرمایا کہ ''جلادو۔''[3]

حدیث ۳۵: ترمذی ابو الملیح سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا ہے۔[4]

حدیث ۳۶: ترمذی نے ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب قمیص پہنتے تو دہنے سے شروع کرتے۔[5]

حدیث ۳۷: ترمذی و ابوداود نے ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب نیا کپڑا پہنتے، اُس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے: **اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْهِ اَسْأَ لُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ.**[6]

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب اللباس، باب تحریم إستعمال إناء الذھب، الحدیث: ١٠-(٢٠٦٩)، ص١١٤٧.
و"مشکاۃ المصابیح"، کتاب اللباس، الحدیث: ٤٣٢٥، ج٢، ص٤٧١.

2 ...... "سنن النسائي"، کتاب الزینة من السنن، باب تحریم الذھب علی الرجال، الحدیث: ٥١٥٨، ص٧٢١.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب اللباس، باب النھی عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحدیث: ٢٧، ٢٨-(٢٠٧٧)، ص١١٥١.

4 ...... "سنن الترمذي"، کتاب اللباس، باب ماجاء في النھی عن جلود السباع، الحدیث: ١٧٧٧، ج٣، ص٢٩٩.

5 ...... المرجع السابق، باب ماجاء في القمص، الحدیث: ١٧٧٢، ج٣ ص٢٩٧.

6 ...... المرجع السابق، باب مایقول إذا لبس ثوبا جدیدا، الحدیث: ١٧٧٣، ج٣، ص٢٩٧.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا، ویسے ہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حدیث ۳۸: ابوداود نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ [1] تو اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' [2]

حدیث ۳۹: امام احمد نے ابومطر سے روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تین درہم میں کپڑا خریدا، اُس کو پہنتے وقت یہ پڑھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ. [3]

پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہی پڑھتے ہوئے سنا۔ [4]

حدیث ۴۰: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ. [5] پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنا ہے، کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کردے، وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالٰی کے کَنَف و حفظ و ستر میں رہے گا۔ [6] تینوں لفظ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اللہ تعالٰی اُس کا حافظ و نگہبان ہے۔

حدیث ۴۱: امام احمد و ابوداود نے ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص جس قوم سے تَشَبُّہ کرے، وہ انھیں میں سے ہے۔'' [7] یہ حدیث ایک اصل کلی ہے۔ لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے۔ کفار و فُسّاق و فجار سے مشابہت بری ہے اور اہلِ صلاح و تقوٰی کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انھیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فُسّاق سے تَشَبُّہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے، مسلمان اپنے کو ان لوگوں سے مُمتاز رکھے کہ پہچانا جاسکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہوسکے۔

---

1 ......تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ (لباس) پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر یہ عطا فرمایا۔

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب مايقول اذا لبس ثوبا جديدا، الحديث: ٤٠٢٣، ج٤، ص٥٩.
و"المستدرك" للحاكم، كتاب اللباس، باب الدعاء عند فراغ الطعام، الحديث: ٧٤٨٦، ج٥، ص٢٧٠.
و"مشكوة المصابيح" كتاب اللباس، الفصل الثاني، الحديث ٤٣٤٣، ج٢، ص١١٧.

3 ......اللہ تعالٰی کا شکر ہے، جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت کرتا ہوں۔

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند علي بن أبي طالب، الحديث: ١٣٥٢، ج١، ص٣٣١.

5 ......تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں، جس نے مجھے وہ لباس عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں زینت کرتا ہوں اور اپنا ستر ڈھانپتا ہوں۔

6 ......"سنن الترمذي"، احاديث شتى، باب١٠٧: (١٢١)، الحديث: ٣٥٧١، ج٥، ص٣٢٧.

7 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، الحديث: ٤٠٣١، ج٤، ص٦٢.

حدیث ۴۲: ابوداود نے ابن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔[1]

حدیث ۴۳: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس مرد پر لعنت کی، جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی، جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔[2]

حدیث ۴۴: ابوداود عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں، جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو (یعنی چار انگل سے زائد)، سن لو! مردوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں رنگ ہو، بو نہ ہو۔''[3]

یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے، اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہیے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہو جائیں اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خَلُوق سے حاصل ہوتی ہے، تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔

حدیث ۴۵: ترمذی نے ابورِمثہ تیمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔[4]

حدیث ۴۶: ابوداود نے دَحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں چند قبطی کپڑے لائے گئے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ایک مجھے دیا اور یہ فرمایا کہ ''اس کے دو ٹکڑے کرلو، ایک ٹکڑے کی قمیص بنوالو اور ایک اپنی بی بی کو دے دینا، وہ اوڑھنی بنالے گی۔'' جب یہ چلے تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ ''اپنی بی بی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا لگالے تاکہ بدن نہ جھلکے۔''[5]

حدیث ۴۷: صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے، چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔''[6]

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لباس النساء، الحديث:٤٠٩٧، ج٤، ص٨٣.

2 ......المرجع السابق، الحديث:٤٠٩٨، ج٤، ص٨٣.

3 ......المرجع السابق، باب من كرهه، الحديث:٤٠٤٨، ج٤، ص٦٨.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في الثوب الأخضر، الحديث:٢٨٢١، ج٤، ص٣٧١.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لبس القباطي للنساء، الحديث:٤١١٦، ج٤، ص٨٨.

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب التواضع في اللباس... إلخ، الحديث:٣٨-(٢٠٨٢)، ص١١٥٣.

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔'' [1]

حدیث ۴۸: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''ایک بچھونا مرد کے لیے اور ایک اُس کی زوجہ کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے۔'' [2] یعنی گھر کے آدمیوں اور مہمانوں کے لیے بچھونے جائز ہیں اور حاجت سے زیادہ نہ چاہیے۔

مسئلہ ۱: اتنا لباس جس سے ستر عورت ہوجائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جبکہ اللہ (عزوجل) نے دیا ہے تو اُس کی نعمت کا اظہار کیا جائے۔ یہ مستحب ہے خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اِترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے، لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔

اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے، تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بری صفت ہے۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: بہتر یہ ہے کہ اونی یا سوتی یا کتان کے کپڑے بنوائے جائیں جو سنت کے موافق ہوں، نہ نہایت اعلٰی درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا، بلکہ مُتوَسِّط [4] قسم کے ہوں کہ جس طرح بہت اعلٰی درجہ کے کپڑوں سے نمود [5] ہوتی ہے، بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی نمائش ہوتی ہے۔ لوگوں کی نظریں اُٹھتی ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحبِ کمال اور تارِکُ الدنیا شخص ہیں۔ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ [7] (ردالمحتار) اس زمانہ میں بہت سے مسلمان پاجامہ کی جگہ جانگھیا [8] پہننے لگے ہیں۔ اس

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب اللباس، باب التواضع في اللباس... إلخ، الحدیث: ۳۷۔(۲۰۸۲)، ص ۱۱۵۳.

2 ......المرجع السابق، باب کراھة مازاد علی الحاجة... إلخ، الحدیث: ۴۱۔(۲۰۸۴)، ص ۱۱۵۴.

3 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۷۹.

4 ......درمیانہ۔ 5 ...... نمائش۔

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۷۹.

7 ......المرجع السابق. 8 ...... یعنی نیکر۔ گھٹنوں سے اوپر کا پاجامہ۔

کے ناجائز ہونے میں کیا کلام کہ گھٹنے کا کھلا ہونا حرام ہے اور بہت لوگوں کے کُرتے کی آستینیں کہنی کے اوپر ہوتی ہیں یہ بھی خلافِ سنت ہے اور یہ دونوں کپڑے نصاریٰ کی تقلید میں پہنے جاتے ہیں، اس چیز نے ان کی قباحت میں اور اضافہ کردیا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے، کہ وہ کفار کی تقلید اور ان کی وضع قطع سے بچیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد جو آپ نے لشکریوں کے لیے بھیجا تھا، جن میں بیشتر حضرات صحابہ کرام تھے، اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے: اِیَّاکُمْ وَزِیَّ الْاَعَاجِمِ [1]

عجمیوں کے بھیس سے بچو، ان جیسی وضع قطع نہ بنالینا۔

مسئلہ۴: ریشم کے کپڑے مرد کے لیے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں، ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لیے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جبکہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا، اس صورت میں حاصل نہ ہوگا۔ [2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ۵: تانا ریشم ہو اور بانا سوت، مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اس کا پہننا مکروہ ہے۔ [3] (عالمگیری) بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں، اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے، اس کی ٹوپی اور صدری [4] وغیرہ نہ پہنی جائے۔

مسئلہ۶: ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا، لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے، اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے۔ [5] (عالمگیری) مگر درمختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے [6] اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔

مسئلہ۷: ٹَسَر، کہ ایک قسم کے ریشم کا نام ہے، بھاگلپوری کپڑے ٹسر کے کہلاتے ہیں۔ وہ موٹا ریشم ہوتا ہے، اس کا حکم بھی وہی ہے، جو باریک ریشم کا ہے۔ کاشی سِلک اور چینا سِلک بھی ریشم ہی ہے، اس کے پہننے کا بھی وہی حکم ہے۔ سن اور رام بانس

---

1 ...... "المقاصد الحسنة" للسخاوي، حرف الهمزة، رقم: ٢٧٢، ص ١٤٢.

2 ...... "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ج٢، ص ٣٦٥.

و"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٨٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج٥، ص ٣٣١.

4 ...... یعنی واسکٹ۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج٥، ص ٣٣١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٨٧.

کے کپڑے جو بظاہر بالکل ریشم معلوم ہوتے ہوں، ان کا پہننا اگرچہ ریشم کا پہننا نہیں ہے مگر اس سے بچنا چاہیے۔ خصوصاً علما کو کہ لوگوں کو بدظنی کا موقع ملے گا یا دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ بنے گا۔ اس زمانہ میں کیلے کا ریشم چلا ہے۔ یہ ریشم نہیں ہے بلکہ کسی درخت کی چھال سے اس کو بناتے ہیں اور یہ بہت ظاہر طور پر شناخت میں آتا ہے، اس کو پہننے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۸: ریشم کا لحاف اوڑھنا ناجائز ہے کہ یہ بھی لبس میں داخل ہے۔ ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے۔ کپڑے بیچنے والے نے ریشم کے کپڑے کندھے پر ڈال لیے جیسا کہ پھیری کرنے والے کندھوں پر ڈال لیا کرتے ہیں، یہ ناجائز نہیں کہ یہ پہننا نہیں ہے اور اگر جبہ یا کرتہ ریشم کا ہو اور اُس کی آستینوں میں ہاتھ ڈال لیے، اگرچہ بیچنے ہی کے لیے لے جارہا ہے یہ ممنوع ہے۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو۔ [2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۰: مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ [3] (درمختار، ردالمحتار) یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔ عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بُنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے، لہٰذا یہ پلّو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۱: آستین یا گریبان یا دامن کے کنارہ پر ریشم کا کام ہو تو وہ بھی چار انگل ہی تک ہو صَدری یا جبہ کا ساز ریشم کا ہو تو چار انگل تک جائز ہے اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں۔ ٹوپی کا طُرّہ بھی چار انگل کا جائز ہے، پائجامہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے، اچکن یا جبہ میں شانوں اور پیٹھ پر ریشم کے پان یا کیری چار انگل تک کے جائز ہیں۔ [4] (ردالمحتار) یہ حکم اس وقت ہے کہ پان [5] وغیرہ مُغرّق ہوں [6] کہ کپڑا دکھائی نہ دے اور اگر مُغرّق نہ ہوں تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲: ریشم کے کپڑے کا پیوند کسی کپڑے میں لگایا اگر یہ پیوند چار انگل تک کا ہو جائز ہے اور زیادہ ہو تو ناجائز۔ ریشم کو روئی کی طرح کپڑے میں بھر دیا گیا مگر اَبرا [7] اور اَستر [8] دونوں سوتی ہوں تو اس کا پہننا جائز ہے اور اگر اَبرا یا اَستر دونوں

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج٥، ص٣٣١.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٨٠.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٨١.

5 ......پان کے پتے کی شکل۔

6 ......یعنی ریشم سے بالکل ڈھکا ہوا ہوں۔

7 ......یعنی دوہرے کپڑے کی اوپری تہ۔

8 ......یعنی دوہرے کپڑے کی نیچے کی تہ۔

میں سے کوئی بھی ریشم ہوتو ناجائز ہے۔اسی طرح ٹوپی کا اَستر بھی ریشم کا ناجائز ہے اور ٹوپی میں ریشم کا کنارہ چار انگل تک جائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا، اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۴: متفرق جگہوں پر ریشم کا کام ہے، تو اس کو جمع نہیں کیا جائے گا یعنی اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہیں ہے مگر جمع کریں تو زیادہ ہو جائے گا یہ ناجائز نہیں، لہٰذا کپڑے کی بناوٹ میں جگہ جگہ ریشم کی دھاریاں ہوں تو جائز ہے، جبکہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ چوڑی کوئی دھاری نہ ہو۔ یہی حکم نقش ونگار کا ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔

اور اگر پھول یا کام اس طرح بنایا ہے کہ ریشم ہی ریشم نظر آتا ہو جس کو مغرّق کہتے ہیں، جس میں کپڑا نظر ہی نہیں آتا تو اس کام کو متفرق نہیں کہا جاسکتا۔ اس قسم کا ریشم یا زری کا کام ٹوپی یا اچکن یا صدری یا کسی کپڑے پر ہو اور چار انگل سے زائد ہو تو ناجائز ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار) دھاریوں کے لیے چار انگل سے زیادہ نہ ہونا، اس وقت ضروری ہے کہ بانے میں دھاریاں ہوں اور اگر تانے میں ہوں اور بانا سوت ہو تو چار انگل سے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵: کپڑا اس طرح بُنا گیا کہ ایک تاگا سوت ہے اور ایک ریشم، مگر دیکھنے میں بالکل ریشم معلوم ہوتا ہے یعنی سوت نظر نہیں آتا یہ ناجائز ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: سونے چاندی سے کپڑا بُنا جائے جیسا کہ بنارسی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے۔ کمخواب اور پوت میں زَرِی ہوتی ہے اور اسی طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے، ورنہ جائز، مگر کمخواب اور پوت میں چونکہ تانا بانا[4] دونوں ریشم ہوتا ہے، لہٰذا زری اگرچہ چار انگل سے کم ہو، جب بھی ناجائز ہے۔

ہاں اگر سوتی کپڑا ہوتا یا تانا ریشم اور بانا سوت ہوتا اور اُس میں زری بنی جاتی تو چار اُنگل تک جائز ہوتا۔ جیسا کہ عمامہ سوت کا ہوتا ہے اور اس میں زَرِی بنی جاتی ہے، اس کا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار اُنگل سے زیادہ ناجائز ہے، یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے ریشم اور سونا چاندی پہننا جائز ہے، ان کے لیے چار اُنگل کی تخصیص نہیں۔ اسی طرح عورتوں کے لیے

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۱.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ۹، ص۵۸۲.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۲.

4 ...... وہ دھاگے جو کپڑا بُننے میں لمبائی اور چوڑائی میں دیئے جاتے ہیں۔

گوٹے لچکے[1]، اگرچہ کتنے ہی چوڑے ہوں جائز ہیں اور مغرّق[2] اور غیر مغرق کا فرق بھی مردوں ہی کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے مطلقاً جائز ہے۔[3] (المستفاد من ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: زَرِی کی بُناوٹ کا جو حکم ہے وہی اس کے نقش ونگار کا بھی ہے، اب بھی زری کی ٹوپیاں بعض لوگ پہنتے ہیں، اگر کام کے درمیان سے کپڑا نظر آتا ہو تو چونکہ ایک جگہ چار انگل نہیں ہے جائز ہے اور مغرق ہو کہ بالکل کام لِسا ہوا ہو[4] تو چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے۔ اسی طرح کامدانی[5] کہ کپڑا زَرِی کے کام سے چھپ گیا ہو تو چار انگل سے زیادہ جب ایک جگہ ہو ناجائز ہے، ورنہ جائز۔

مسئلہ ۱۸: کمر کی پیٹی ریشم کی ہو تو ناجائز ہے اور اگر سوتی ہو، اس میں ریشم کی دھاری ہو اور چار انگل تک ہو تو جائز ہے۔[6] (عالمگیری) کلابتُّو[7] کی پیٹی ناجائز ہے۔ بعض رؤسا اپنے سپاہیوں اور چپراسیوں کی پیٹیاں اس قسم کی بنواتے ہیں، ان کو بچنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۹: ریشم کی مچھر دانی مردوں کے لیے بھی جائز ہے، کیونکہ اس کا استعمال پہننے میں داخل نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: ریشم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے۔ اسی طرح سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ کھدا ہوا ہو، یہ بدرجۂ اَولیٰ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۱: ریشم کی ٹوپی اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو، یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے، اگرچہ عمامہ کے نیچے ہو۔[9] (درمختار، ردالمحتار) زریں کُلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے، ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲: ریشم کا کمربند ممنوع ہے۔ ریشم کے ڈورے میں تسبیح گوندھی جائے تو اُس کو گلے میں ڈالنا منع ہے۔ اسی طرح گھڑی کا ڈورا ریشم کا ہو تو اس کو گلے میں ڈالنا یا ریشم کی چین کاج میں ڈال کر لٹکانا بھی ممنوع ہے، ریشم کا ڈورا یا فیتا کلائی پر

---

1 ......دیکھئے اعلام۔ 2 ......سونے چاندی سے اس طرح لپا ہو کہ اس میں کپڑا نظر نہ آئے۔

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۲. وغیرہ

4 ......یعنی بالکل ڈھکا ہوا ہو۔

5 ......یعنی وہ ریشمی کپڑا جس پر سونے چاندی کے تاروں سے بوٹے کاڑھے گئے ہوں۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع فى اللبس مايكره...إلخ، ج۵، ص۳۳۲.

7 ......یعنی چاندی یا سونے کے تاروں کی ڈور۔

8 ......"الدرالمختار" كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۳.

9 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۴.

باندھنا بھی منع ہے۔ ان سب میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ چیز چار اُنگل سے کم ہے کیونکہ یہ چیز پوری ریشم کی ہے۔ سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے۔[1] (ردالمحتار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے، پیتل، لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ ان دھاتوں کا بھی پہننا ناجائز ہے اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے سے ممانعت ہے، جیب میں رکھنا منع نہیں۔

مسئلہ ۲۳: قرآن مجید کا جزدان ایسے کپڑے کا بنایا جس کا پہننا ممنوع ہے تو اس میں قرآن مجید رکھ سکتا ہے، مگر اُس میں فیتا لگا کر گلے میں ڈالنا ممنوع ہے یعنی مُمانعت اُسی صورت میں ہے کہ جزدان ریشم یا زری کا ہو۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: ریشم کی تھیلی میں روپیہ رکھنا منع نہیں، ہاں اس کو گلے میں لٹکانا منع ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: ریشم کا بٹوا گلے میں لٹکانا منع ہے اور اُس میں چھالیا، تمباکو رکھ کر اُسے جیب میں رکھنا اور اُس میں سے کھانا منع نہیں کہ اُس کا پہننا منع ہے نہ کہ مطلقاً استعمال اور زری کے بٹوے کا مطلقاً استعمال منع ہے، کیونکہ سونے چاندی کا مطلقاً استعمال منع ہے، اس میں سے چھالیا، تمباکو کھانا بھی منع ہے۔

مسئلہ ۲۶: فَصَّاد فَصْد لیتے وقت[4] پٹی باندھتا ہے تا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں، یہ پٹی ریشم کی ہو تو مرد کو باندھنا ناجائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ریشم کے مُصلّے پر نماز پڑھنا حرام نہیں۔[6] (ردالمحتار) مگر اس پر پڑھنا نہ چاہیے۔

مسئلہ ۲۸: مکان کو ریشم، چاندی، سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں، دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف و آلات[7] رکھنا، جس سے مقصود مَحض آرائش و زیبائش ہو تو کَراہت ہے اور اگر تکبُّر و تفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے۔[8] (ردالمحتار) غالباً کَراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداءً تکبر سے نہ ہوں، مگر

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٨٤.

2 ...... المرجع السابق، ص٥٨٥

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٨٤.

4 ...... یعنی فصد کھولنے والا رَگ سے خون نکالتے وقت۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج٥، ص٣٣٢.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٨٥.

7 ...... یعنی برتن اور اَوزار۔

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٨٥.

بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۹: فُقَہا وعُلَما کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تا کہ لوگوں کو ان سے اِستِفَادَہ[1] کا موقع ملے اور علم کی وُقْعَت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔[2] (ردالمحتار) اور اگر اُس کو اپنا ذاتی تشخص وامتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے۔

مسئلہ ۳۰: کھانے کے وقت بعض لوگ گھٹنوں پر کپڑا ڈال لیتے ہیں تا کہ اگر شوربا ٹپکے تو کپڑے خراب نہ ہوں، جو کپڑا گھٹنوں پر ڈالا گیا اگر ریشم ہے تو ناجائز ہے۔ ریشم کا رومال ناک وغیرہ پونچھنے یا وضو کے بعد ہاتھ مونھ پونچھنے کے لیے جائز ہے یعنی جبکہ اس سے پونچھنے کا کام لے، رومال کی طرح اُسے نہ رکھے اور تکبر بھی مقصود نہ ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اَچکَن میں لگانا جائز ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔[4] (درمختار) یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔

مسئلہ ۳۲: آشوبِ چشم[5] کی وجہ سے مونھ پر سیاہ ریشم کا نقاب ڈالنا جائز ہے کہ یہ عذر کی صورت ہے۔[6] (درمختار) اس زمانے میں رنگین چشمے بکتے ہیں، جو دھوپ اور روشنی کے موقع پر لگائے جاتے ہیں، ایسا چشمہ ہوتے ہوئے ریشم کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔

مسئلہ ۳۳: نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہے اور گناہ پہنانے والے پر ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: کُسُم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بَسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... یعنی فائدہ حاصل کرنے۔ نفع اٹھانے۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۶.

3 ...... المرجع السابق، ص۵۸۷۔۵۸۸.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۶.

5 ...... یعنی آنکھ دُکھنا۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۶.

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج۵، ص۳۳۱.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۰.

اور یہ مُمانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے، لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔

مسئلہ ۳۵: جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہارِ غم میں سیاہ کپڑے پہننا، ناجائز ہے۔[1] (عالمگیری) سیاہ بِلّے لگانا[2] بھی ناجائز ہے کہ اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے، دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے۔

ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں، سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سُرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے، کہ وہ معاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لیے سُرخ پہنتے ہیں۔[3] (اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ)

مسئلہ ۳۶: اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے۔ حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلّت ہے اور آخرت میں نور ہے۔[4] (عالمگیری)

اور صوف یعنی اون کے کپڑے، اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی، مگر دل مخزنِ انوارِ الٰہی اور معدنِ اسرارِ نامتناہی ہوتا، مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے، یہ چیزیں فُقرا اور غُربا کو کہاں ملیں، انھیں تو اُمرا اور رُؤسا استعمال کرتے ہیں۔

فقہا اور حدیث کا مقصد غالباً ان بیش قیمت اونی کپڑوں سے پورا نہ ہوگا، بلکہ وہی معمولی دیسی کمبل جو کم وقعت سمجھے جاتے ہیں، ان کے استعمال سے وہ بات پوری ہوگی۔

مسئلہ ۳۷: پاجامہ پہننا سنت ہے، کیونکہ اس میں بہت زیادہ سترِعورت ہے۔[5] (عالمگیری) اس کو سنت بایں معنیٰ کہا گیا ہے کہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اسے پسند فرمایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا۔ خود حضورِ اقدس

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج۵، ص۳۳۳.

2 ......یعنی بازو پر سیاہ پٹی لگانا۔

3 ......**ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۲، ص۱۸۵۔**

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج۵، ص۳۳۳.

5 ......المرجع السابق.

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تہبند پہنا کرتے تھے، پاجامہ پہننا ثابت نہیں۔

مسئلہ ۳۸: مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جس کے پائنچے کے اگلے حصے پشت قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے۔ کپڑوں میں اِسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ، جبہ، پاجامہ، تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے، یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں۔[1] (عالمگیری)

مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل وہابیوں کا طریقہ ہے، لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے۔ اس زمانے میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کردیے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں، حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے، یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''ٹخنے سے جو نیچا ہو، وہ جہنم میں ہے۔''[2]

اور بعض لوگ اتنا اونچا پہنتے ہیں کہ گھٹنے بھی کھل جاتے ہیں جس کو نیکر کہتے ہیں، یہ نصرانیوں سے سیکھا ہے، اونچا پہنتے ہیں تو گھٹنے کھول دیتے ہیں اور نیچا پہنتے ہیں تو ایڑیاں چھپا دیتے ہیں۔ اِفراط وتَفریط سے علیحدہ ہوکر مَسنون طریقہ نہیں اختیار کرتے۔

بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں، اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیأت نظر آتی ہے۔ عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے، عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں، ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپے اچھا ہے۔

مسئلہ ۳۹: موٹے کپڑے پہننا اور پرانا ہوجائے تو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے۔[3] (عالمگیری) حدیث میں فرمایا کہ ''جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو، کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔''[4]

اور بہت باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے، خصوصاً تہبند کہ اگر یہ باریک ہے تو سترعورت نہ ہوسکے گا۔ اس زمانہ میں ایک یہ بلا بھی پیدا ہوگئی ہے کہ ساڑی کا تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل سترعورت نہیں ہوتا اور اسی کو پہن کر بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور ان کی نماز بھی نہیں ہوتی کہ سترعورت نماز میں فرض ہے۔ بعض لوگ پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوتی باندھتے ہیں، دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے سترعورت بھی نہیں ہوتا، چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے۔

مسئلہ ۴۰: سَدْل یعنی سر یا شانے پر کپڑا ڈال کر اس کے کنارے لٹکائے رکھنا نماز میں مکروہ ہے، جس کا بیان گزر چکا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب ما اسفل من الكعبين فهو في النار، الحديث: ٥٧٨٧، ج٤، ص٤٦.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.

4 ...... "سنن الترمذی"، كتاب اللباس، باب ماجاء فی ترقيع الثوب، الحديث: ١٧٨٧، ج٣، ص٣٠٢.

مگر نماز میں نہ ہو تو مکروہ ہے یا نہیں اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کرتہ یا پاجامہ یا تہبند پہنے ہوئے ہے اور چادر کو سر یا شانوں سے لٹکا دیا تو مکروہ نہیں اور اگر کرتہ نہیں پہنے ہوئے ہے تو سدل مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: پوستین[2] پہننا جائز ہے۔ بزرگانِ دین، علما و مشائخ نے پہنی ہے۔ جو جانور حلال نہیں، اگر اس کو ذبح کرلیا ہو یا اس کے چمڑے کی دباغت کرلی ہو تو اُس کی پوستین بھی پہنی جاسکتی ہے اور اس کی ٹوپی اوڑھی جاسکتی ہے، مثلاً لومڑی کی پوستین یا سَمُّور کی پوستین کہ بلی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جس کی پوستین بنائی جاتی ہے۔ اسی طرح سَنجاب کی پوستین، یہ گھونس[3] کی شکل کا جانور ہوتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: درندہ جانور شیر چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اس کو پہن سکتے ہیں، اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔[5] (عالمگیری) اگرچہ افضل اس سے بچنا ہے۔ حدیث میں ''چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے۔''[6]

مسئلہ ۴۳: ناک مونھ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ مونھ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے، اسی طرح پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہ تکبر ہو تو منع ہے۔[7] (عالمگیری)

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے، خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اوپر ذکر کی جاچکی ہیں۔

مسئلہ ۱: عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکالے۔ شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔[8] (عالمگیری) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے، یہ سُنّت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گُھرس دیتے ہیں، یہ بھی نہ چاہیے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.

2 ...... یعنی کھال کا کوٹ یا کُرتہ۔

3 ...... یعنی بڑا چوہا۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "المصنف" لعبد الرزاق، کتاب الطهارة، باب جلود السباع، رقم: ٢٢٠، ج١، ص٥٤.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.

8 ...... المرجع السابق، ص٣٣٠.

مسئلہ۲: عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے، بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح اودھیڑا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۳: ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے ثابت ہے۔[2] (عالمگیری) مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ''ہم میں اوراُن میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔''[3] یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں، اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔

بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے، مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ مشرکینِ عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔[4] بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے، اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے۔ بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں، ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں، جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں، اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

متفرق مسائل: بزرگانِ دین، اولیا وصالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کی وقعت نظرِ عوام میں پیدا ہو، اُن کا ادب کریں اُن کے برکات حاصل کریں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: یادداشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں، یہ جائز ہے اور بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ۵: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسماءِ الٰہیہ[7] یا اَدعیہ[8] سے تعویذ کیا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب التاسع في اللبس...إلخ،ج٥،ص٣٣٠.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "سنن الترمذي"، كتاب اللباس، باب العمائم على القلانس،الحديث:١٧٩١، ج٣،ص٣٠٥.

4 ...... "مرقاة المفاتيح"شرح"مشكاة المصابيح"،كتاب اللباس،الباب الثاني،تحت الحديث:٤٣٤٠، ج٨، ص١٤٨.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس،ج٩،ص٥٩٩.

6 ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس،ج٩،ص٥٩٩.

7 ...... اللہ تعالیٰ کے ناموں۔

8 ...... دعاؤں۔

جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے، اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانۂ جاہلیت میں کیے جاتے تھے، اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث واَدعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جُنُب وحائض ونُفَسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ غلاف میں ہوں۔ [1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: بچھونے یا مُصلّے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو [2] یا روشنائی سے لکھی ہو، اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مُفرَدہ [3] کا بھی احترام ہے۔ [4] (ردالمحتار) اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا، اُن پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں، ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۷: بعض کاشتکار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں، اس سے مقصود نظرِ بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی، اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اُس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی، ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے:

تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ .

یا اردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ (عزوجل) برکت کرے۔ اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ [5] (ردالمحتار)

جوتا پہننے کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوئے ہے، گویا وہ سوار ہے یعنی کم تھکتا ہے۔'' [6]

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو میں نے ایسی

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ۶۰۰.

2 ......یعنی کڑھائی کی گئی ہو۔ 3 ...... یعنی جُدا جُدا لکھے ہوئے حروف۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ۶۰۰.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ۶۰۱.

6 ......"صحیح مسلم"، کتاب اللباس، باب إستحباب لبس النعال... إلخ، الحدیث: ۶۷-(۲۰۹۷)، ص ۱۱۶۱.

نعلین پہنے دیکھا، جن میں بال نہ تھے۔[1]

حدیث ۳: صحیح بخاری میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی نعلین میں دو قبال تھے۔[2] یعنی انگلیوں کے مابین دو تسمے تھے۔

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جب جوتا پہنے تو پہلے دہنے پاؤں میں پہنے اور جب اوتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اُتارے کہ دہنا پہننے میں پہلے ہو اور اُتارنے میں پیچھے۔''[3]

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''ایک جوتا پہن کر نہ چلے، دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے۔''[4]

حدیث ۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط ایک جوتا پہن کر نہ چلے بلکہ تسمہ کو درست کرلے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔''[5]

حدیث ۷: ترمذی نے جابر سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے کھڑے ہوکر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔[6]

یہ حکم ان جوتوں کا ہے جن کو کھڑے ہوکر پہننے میں دِقت ہوتی ہے، جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بوٹ جوتا بھی بیٹھ کر پہنے کہ اس میں بھی فیتہ باندھنا پڑتا ہے اور کھڑے ہوکر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہ ہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چپل جس میں تسمہ باندھنا نہیں ہوتا، ان کو کھڑے ہوکر پہننے میں مُضایقہ نہیں۔

حدیث ۸: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کبھی ایک نعل پہن کر بھی چلے ہیں۔[7] یہ بیان جواز کے لیے ہوگا یا دو ایک قدم چلنا ہوا ہوگا مثلاً حجرے کا دروازہ کھولنے کے لیے۔

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، الحديث: ٥٨٥١، ج٤، ص٦٤.

2 ......المرجع السابق، باب قبالان في نعل... إلخ، الحديث: ٥٨٥٧، ج٤، ص٦٦.

3 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ١٠٠١٠، ج٣، ص٤٩٤.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب لايمشي في نعل واحدة، الحديث: ٥٨٥٦، ج٤، ص٦٦.

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب النهى عن اشتمال الصماء، الحديث: ٧١ـ(٢٠٩٩)، ص١١٦٢.

6 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب اللباس، باب الإنتعال قائما، الحديث: ٣٦١٨، ج٤، ص١٦٧.

7 ......"سنن الترمذي"، كتاب اللباس، باب ماجاء في الرخصة في المشي... إلخ، الحديث: ١٧٨٤، ج٣، ص٣٠١.

حدیث۹: ابوداود نے ابن ابی مُلَیکہ سے روایت کی، کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ [1]

یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہیے، بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے، ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے، نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے، نہ عورت مرد کی۔

حدیث۱۰: ابوداود نے عبداللہ بن بُرَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ کسی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ہم کو کثرتِ ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے۔ اُس نے کہا، کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔ [2]

مسئلہ۱: بال کے چمڑے کی جوتیاں جائز ہیں، بلکہ حضورِ اقدس صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے بعض مرتبہ اس قسم کی نعلین استعمال فرمائی ہیں۔ لوہے کی کیلوں سے سلے ہوئے جوتے جائز ہیں، بلکہ اس زمانے میں ایسے بہت جوتے بنتے ہیں جن کی سلائی کیلوں سے ہوتی ہے۔ [3] (عالمگیری)

انگوٹھی اور زیور کا بیان

حدیث۱: صحیح مسلم میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسریٰ وقیصر ونجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے یہ عرض کی، کہ وہ لوگ بغیر مُہر کے خط کو قبول نہیں کرتے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جس میں یہ نقش تھا ''محمد رسول اللہ۔'' [4]

امام بخاری کی روایت میں ہے، کہ ''انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا۔

ایک سطر میں محمد، دوسری میں رسول، تیسری میں اللہ۔'' [5]

حدیث۲: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عُمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لباس النساء...إلخ، الحديث:٤٠٩٩، ج٤، ص٨٤.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب النهي عن كثير من الارفاه...إلخ، الحديث:٤١٦٠، ج٤، ص١٠٢.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس...إلخ، ج٥، ص٣٣٣.

4 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب في اتخاذ النبي صلى الله عليه وسلم خاتما...إلخ، الحديث:٥٦-(٢٠٩٢)، ص١١٥٩.

5 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة أسطر، الحديث:٥٨٧٨، ج٤، ص٧١.

نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ [1]

اور ایک روایت میں ہے، کہ اس کو دہنے ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جس میں یہ نقش تھا۔ محمد رسول اللہ اور یہ فرمایا کہ ''کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کے موافق اپنی انگوٹھی میں نقش کندہ نہ کرائے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) جب انگوٹھی پہنتے تو نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا۔ [2]

حدیث ۳: صحیح بخاری میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُس کا نگینہ بھی تھا۔ [3]

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں انھیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے۔ [4]

حدیث ۵: مسلم کی روایت انھیں سے ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یعنی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں۔ [5]

حدیث ۶: صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس میں یا اس میں یعنی بیچ والی میں یا کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے مجھے منع فرمایا۔ [6]

حدیث ۷: ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور ابوداود و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ [7] اور ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ [8]

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال... إلخ، الحديث: ٥٣ ـ (٢٠٩١)، ص١١٥٧.

2 ......المرجع السابق، باب لبس النبي صلى الله عليه وسلم خاتما، الحديث: ٥٥ ـ (٢٠٩١)، ص١١٥٨.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب فص الخاتم، الحديث: ٥٨٧٠، ج٤، ص٦٩.

4 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب في خاتم الورق فصه حبشي، الحديث: ٦٢ ـ (٢٠٩٤)، ص١١٦٠.

5 ......المرجع السابق، باب في لبس الخاتم في الخنصر من اليد، الحديث: ٦٣ ـ (٢٠٩٥)، ص١١٦٠.

6 ......المرجع السابق، باب النهى عن التختم في الوسطى... إلخ، الحديث: ٦٥ ـ (٢٠٩٥)، ص١١٦١.

7 ......"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في التختم في اليمين أو اليسار، الحديث: ٤٢٢٦، ج٤، ص١٢٣.

8 ......المرجع السابق، الحديث: ٤٢٢٧، ج٤، ص١٢٤.

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دہنے میں پہنی اور کبھی بائیں میں، مگر بیہقی نے کہا کہ دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔[1]

حدیث ۸: ابوداود ونسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے دہنے ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا پھر یہ فرمایا کہ ''یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں'' [2]

حدیث ۹: صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے قَسّی (یہ ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔[3]

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اُس کو اُتار کر پھینک دیا اور یہ فرمایا کہ کیا کوئی اپنے ہاتھ میں انگارہ رکھتا ہے؟ جب حضور (صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) تشریف لے گئے۔ کسی نے ان سے کہا، اپنی انگوٹھی اٹھالو اور کسی کام میں لانا۔ انھوں نے کہا، خدا کی قسم! میں اُسے کبھی نہ لوں گا، جبکہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اُسے پھینک دیا۔[4]

حدیث ۱۱: ابوداود ونسائی نے معاویہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے اور سونا پہننے سے ممانعت فرمائی مگر ریزہ ریزہ کر کے یعنی اگر کپڑے میں سونے کے باریک ریزہ لگائے جائیں تو ممنوع نہیں۔[5]

حدیث ۱۲: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا میں فرماتے ہیں، کہ بچوں کو سونا پہنانا براجانتا ہوں، کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ''رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے سونے کی انگوٹھی سے مُمانعت فرمائی۔''[6] لہٰذا مردوں کے لیے برا ہے، چھوٹے اور بڑے دونوں کے لیے۔

حدیث ۱۳: ترمذی وابوداود ونسائی نے بُرَیدَہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے

---

1 ......انظر:"التوشيح"شرح"الجامع الصحيح"للسيوطي، كتاب اللباس، باب من جعل فص الخاتم في بطن كفه، تحت الحديث:٥٨٧٦، ج٨، ص٣٥٩٨.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء، الحديث:٤٠٥٧، ج٤، ص٧١.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحديث:٢٩-(٢٠٧٨)، ص١١٥٢.

4 ......المرجع السابق، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال... إلخ، الحديث:٥٢-(٢٠٩٠)، ص١١٥٧.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في الذهب للنساء، الحديث:٤٢٣٩، ج٤، ص١٢٧.

6 ......"الموطأ" للإمام مالك، كتاب اللباس، باب ماجاء في لبس الثياب المصبغة والذهب، الحديث:١٧٣٧، ج٢، ص٤٠٩.

ہوئے تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی ہو۔'' (1)

ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ ''کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں۔'' (2) یعنی سونا تو اہلِ جنت جنت میں پہنیں گے۔

حدیث ۱۴: ابوداود و نسائی نے **عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) دس۱۰ چیزوں کو برا بتاتے تھے:

① زردی یعنی مرد کو خَلُوق استعمال کرنا۔ ② سپید بالوں میں سیاہ خِضاب کرنا۔ ③ تہبند لٹکانا۔ ④ سونے کی انگوٹھی پہننا۔ ⑤ بے محل عورت کا زینت کو ظاہر کرنا یعنی شوہر اور محارم کے سوا دوسروں کے سامنے اظہارِ زینت۔ ⑥ پانسا پھینکنا یعنی چوسر اور شطرنج وغیرہ کھیلنا۔ ⑦ جھاڑ پھونک کرنا، مگر معوذات سے یعنی جس میں ناجائز الفاظ ہوں ان سے جھاڑ پھونک منع ہے۔ اور ⑧ تعویذ باندھنا یعنی وہ تعویذ باندھنا جس میں خلاف شرع الفاظ ہوں۔ اور ⑨ پانی کو غیر محل میں گرانا یعنی وطی کے بعد منی کو باہر گرانا کہ یہ آزاد عورت میں بغیر اجازت ناجائز ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد لِواطت ہو۔ اور ⑩ بچہ کو فاسد کردینا، مگر اس دسویں کو حرام نہیں کیا یعنی بچہ کے دودھ پینے کے زمانے میں اس کی ماں سے وطی کرنا کہ اگر وہ حاملہ ہوگئی تو بچہ خراب ہوجائے گا۔ (3)

حدیث ۱۵: ابوداود نے **عبداللہ بن زُبیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر کی لڑکی کو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائی اور اُس کے پاؤں میں گھنگرو تھے۔ حضرت عمر نے انھیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے سنا ہے کہ ''ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔'' (4)

حدیث ۱۶: ابوداود نے روایت کی، کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک لڑکی آئی، جس کے پاؤں میں

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، الحديث: ٤٢٢٣، ج٤، ص١٢٢.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب اللباس، باب ماجاء في خاتم الحديد، الحديث: ١٧٩٢، ج٣، ص٣٠٥.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الذهب، الحديث: ٤٢٢٢، ج٤، ص١٢١.

4 ......المرجع السابق، باب ماجاء في الجلاجل، الحديث: ٤٢٣٠، ج٤، ص١٢٤.

گھنگرو بج رہے تھے، فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لانا، جب تک اس کے گھنگرو کاٹ نہ لینا۔ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنا ہے کہ ''جس گھر میں جرس یعنی گھنٹی یا گھنگرو ہوتے ہیں، اس میں فرشتے نہیں آتے۔'' [1]

مسئلہ ۱: مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پرتلے [2] میں چاندی لگائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے، دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بُو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ انھوں نے اس کو بھی اتار دیا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا کہ ''چاندی کی اور اس کو ایک مثقال پورا نہ کرنا۔'' [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بعض علما نے یَشْب [5] اور عقیق [6] کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں۔

لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے، خصوصاً جبکہ صاحبِ ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان ان سب کے عدمِ جواز [7] کی طرف ہے۔

مسئلہ ۴: انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں، نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہوسکتا ہے۔ عقیق، یاقوت، زُمُرُّد، فیروزہ وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے۔ [8] (درمختار)

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في الجلاجل،الحديث: ٤٢٣١، ج٤، ص١٢٥.

2 ......یعنی وہ پیٹی یا چوڑا تسمہ جس میں تلوار لٹکی رہتی ہے۔

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٢.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٣.

"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، الحديث: ٤٢٢٣، ج٤، ص١٢٢.

5 ......یعنی ایک قیمتی پتھر کا نام جو مائل بہ سبزی ہوتا ہے۔ 6 ...... یعنی ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر۔ 7 ...... یعنی ناجائز ہونے۔

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٥.

مسئلہ ۵: جب ان چیزوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں تو ان کا بنانا اور بیچنا بھی ممنوع ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت[1] ہے۔ ہاں بیع کی[2] ممانعت ویسی نہیں جیسی پہننے کی ممانعت ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو، اس انگوٹھی کے پہننے کی ممانعت نہیں۔[4] (عالمگیری) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پتّر چڑھا دیتے ہیں، اس کا پہننا جائز ہے۔

مسئلہ ۷: انگوٹھی کے نگینہ میں سوراخ کرکے اس میں سونے کی کیل ڈال دینا جائز ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۸: انگوٹھی اُنھیں کے لیے مسنون ہے جن کو مُہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے، جیسے سلطان و قاضی اور علما جو فتوی پر مُہر کرتے ہیں، ان کے سوا دوسروں کے لیے جن کو مہر کرنے کی حاجت نہ ہو مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مرد کو چاہیے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے اور عورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھیں کہ ان کا پہننا زینت کے لیے ہے اور زینت اسی صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کی جانب رہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: دہنے یا بائیں جس ہاتھ میں چاہیں انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور چھنگلیا میں پہنی جائے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: انگوٹھی پر اپنا نام کَندہ کرا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کا نام پاک بھی کندہ کرا سکتا ہے، مگر ''محمد رسول اللہ'' یعنی یہ عبارت کَندہ نہ کرائے کہ یہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کی انگشتری پر تین سطروں میں کندہ تھی، پہلی سَطر محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم)، دوسری رسول، تیسری اسم جلالت اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمادیا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کَندہ نہ کرائے۔ نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ

---

1 ......مدد۔ 2 ......یعنی فروخت کرنے کی۔

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۵.

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب العاشر في إستعمال الذھب والفضة، ج۵، ص۳۳۵.

5 ......"الھدایة"، کتاب الکراھیة، فصل في اللبس، ج٤، ص۳٦۷.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب العاشر في إستعمال الذھب والفضة، ج۵، ص۳۳۵.

7 ......"الھدایة"، کتاب الکراھیة، فصل في اللبس، ج٤، ص۳٦۷.

8 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹٦.

9 ......المرجع السابق.

وہ چاندی ہی کی ہو، مرد کے لیے ناجائز ہے۔[1] (ردالمحتار) اسی طرح مردوں کے لیے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں، عورتیں چھلے پہن سکتی ہیں۔

مسئلہ ۱۳: ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوانا جائز ہے اور اگر کسی کی ناک کٹ گئی ہو تو سونے کی ناک بنوا کر لگا سکتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں ضرورت کی وجہ سے سونے کو جائز کہا گیا، کیونکہ چاندی کے تار سے دانت باندھے جائیں یا چاندی کی ناک لگائی جائے تو اس میں تعفن[2] پیدا ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دانت گر گیا اسی دانت کو سونے یا چاندی کے تار سے بندھوا سکتا ہے، دوسرے شخص کا دانت اپنے میں نہیں لگا سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا، وہ گنہگار ہوگا۔ اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلاضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے، مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہوگی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا یہ فرمایا کہ جب شام ہوجائے تو بچوں کو سمیٹ لو کہ اُس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے، اب اُنھیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازے بند کرلو کہ اس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان نہیں کھول سکتا اور بسم اللہ کہہ کر مشکوں کے دہانے باندھو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو، ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھا دو۔''[6]

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے، کہ ''برتن چھپا دو اور مشکوں کے مونھ بند کردو اور دروازے بھیڑ دو اور بچوں کو

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۷.

[2] ...... بدبو۔

[3] ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الكراهية، الباب العاشر في إستعمال الذهب والفضة، ج٥، ص٣٣٦.

[4] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الكراهية، الباب العاشر في إستعمال الذهب والفضة، ج٥، ص٣٣٦.

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۸.

[6] ......"صحيح مسلم"، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء...إلخ، الحديث:۹۷-(۲۰۱۲)، ص۱۱۱٤.

سمیٹ لو، شام کے وقت کیونکہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھا دو کہ کبھی چوہا بتی گھسیٹ کرلے جاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے۔" (1)

مسلم کی ایک روایت میں ہے، "برتن چھپا دو اور مشک کا مونھ باندھ دو اور دروازے بند کر دو اور چراغ بجھا دو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولے گا اور نہ دروازہ اور برتن کھولے گا، اگر کچھ نہ ملے تو بِسْمِ اللہ کہہ کر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھ دے۔" (2)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ "سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں وبا اترتی ہے، جو برتن چھپا ہوا نہیں ہے یا مشک کا مونھ باندھا ہوا نہیں ہے، اگر وہاں سے وہ وبا گزرتی ہے تو اس میں اتر جاتی ہے۔" (3)

حدیث۲: امام احمد و مسلم وابوداود نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: "جب آفتاب ڈوب جائے تو جب تک عشا کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو، کیونکہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔" (4)

حدیث۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو۔" (5)

حدیث۴: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اَشْعَری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ "یہ آگ تمھاری دشمن ہے، جب سویا کرو تو بجھا دیا کرو۔" (6)

حدیث۵: شَرْحُ السنہ میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "جب رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھو کہ وہ اُس چیز کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے اور جب پہچل بند ہو جائے (7) تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ عزوجل رات میں اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے، زمین پر منتشر کرتا ہے۔" (8)

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم... إلخ، الحديث: ٣٣١٦، ج٢، ص٤٠٨.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء... إلخ، الحديث: ٩٦-(٢٠١٢)، ص١١١٤.

3 ...... المرجع السابق، الحديث: ٩٩-(٢٠١٤)، ص١١١٥.

4 ...... المرجع السابق، الحديث: ٩٨-(٢٠١٣)، ص١١١٥.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الإستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم، الحديث: ٦٢٩٣، ج٤، ص١٨٦.

6 ...... المرجع السابق، الحديث: ٦٢٩٤، ج٤، ص١٨٦.

7 ...... یعنی جب لوگوں کی آمدورفت بند ہو جائے۔

8 ...... "شرح السنة"، كتاب الأشربة، باب إيكاء الأسقية وتخمير الآنية، الحديث: ٢٩٥٤، ج٦، ص١٤١-١٤٢.

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ ﴾ [1]

''(لقمان نے بیٹے سے کہا) کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ ٹیڑھا نہ کر اور زمین پر اِتراتا نہ چل، بے شک اللہ (عزوجل) کو پسند نہیں ہے کوئی اِترانے والا، فخر کرنے والا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز پست کر، بے شک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ ﴾ [2]

''اور زمین میں اِتراتا نہ چل، بے شک تو ہرگز نہ تو زمین چیر ڈالے گا اور نہ تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔''

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ ﴾ [3]

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جاہل جب ان سے مخاطبہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں: سلام اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ ﴾ [4]

''اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دے دو، اللہ (عزوجل) تم کو جگہ دے گا اور جب کہا جائے اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو، اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں اور علم والوں کو درجوں بلند کرے گا۔''

---

1 ......پ ٢١، لقمٰن: ١٨ ـ ١٩.

2 ......پ ١٥، بنيٓ اسرآءيل: ٣٧.

3 ......پ ١٩، الفرقان: ٦٣ ـ ٦٤.

4 ......پ ٢٨، المجادلة: ١١.

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اوٹھا کر خود بیٹھ جائے ولیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کر دیا کرو۔''(1) یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہیے کہ آنے والے کے لیے سرک جائیں اور جگہ دے دیں کہ وہ بھی بیٹھ جائے یا یہ کہ آنے والا کسی کو نہ اٹھائے بلکہ ان سے کہے کہ سرک جاؤ، مجھے بھی جگہ دیدو۔

صحیح بخاری میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اسے مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور یہ اس کی جگہ پر بیٹھیں۔(2) حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کا یہ فعل کمال ورع سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جی نہ چاہتا ہو اور محض ان کی خاطر سے جگہ چھوڑ دی ہو۔

حدیث ۲: ابوداود نے سعید بن ابی الحسن سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمارے پاس ایک شہادت میں آئے۔ ایک شخص ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ گیا، انھوں نے اس جگہ پر بیٹھنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ ''کوئی شخص ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ پونچھے جس کو یہ کپڑا اپہنایا نہیں ہے۔''(3)

اس حدیث میں بھی اگر چہ یہ نہیں ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا ہو، بلکہ وہ شخص خود اٹھ گیا تھا اور بظاہر یہ صورت ممانعت کی نہیں ہے مگر یہ کمال احتیاط ہے کہ انھوں نے اس صورت میں بھی بیٹھنا گوارا نہ کیا کہ اگر چہ اٹھنے کو کہا نہیں مگر اٹھنا چونکہ انھیں کے لیے ہوا، لہٰذا یہ خیال کیا کہ کہیں یہ بھی اٹھانے ہی کے حکم میں نہ ہو۔

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا، پھر آ گیا تو اس جگہ کا وہی حق دار ہے۔''(4) یعنی جبکہ جلد آ جائے۔

حدیث ۴: ابوداود نے ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب بیٹھتے اور ہم لوگ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) کے پاس بیٹھتے اور اٹھ کر تشریف لے جاتے مگر واپسی کا ارادہ ہوتا تو نعلین مبارک یا کوئی چیز وہاں چھوڑ جاتے اس سے صحابہ کو یہ پتا چلتا کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) تشریف لائیں گے اور سب لوگ ٹھہرے رہتے۔(5)

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب تحریم إقامة الإنسان من موضعه...إلخ، الحدیث:۲۸۔(۲۱۷۷)، ص۱۱۹۸.

2 ......"صحیح البخاري"، کتاب الإستئذان، باب ﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ...إلخ﴾، الحدیث:۶۲۷۰، ج۴، ص۱۷۹.

3 ......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في الرجل یقوم للرجل من مجلسه، الحدیث:۴۸۲۷، ج۴، ص۳۳۹.

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب إذا قام من مجلسه ثم عاد فهو أحق به، الحدیث:۳۱۔(۲۱۷۹)، ص۱۱۹۹.

5 ......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب إذا قام من مجلسه ثم رجع، الحدیث:۴۸۵۴، ج۴، ص۳۴۶.

حدیث ۵: ترمذی وابوداود نے عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کسی کو یہ حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان جدائی کردے (یعنی دونوں کے درمیان میں بیٹھ جائے)، مگر ان کی اجازت سے۔'' (1)

حدیث ۶: بیہقی نے شعب الایمان میں وَاثِلہ بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلَّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلَّم) مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس کے لیے حضور (صلَّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلَّم) اپنی جگہ سے سرک گئے اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلَّم) جگہ کشادہ موجود ہے، (حضور (صلَّی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلَّم) کو سرکنے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں)۔ ارشاد فرمایا: ''مسلم کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے، اس کے لیے سرک جائے۔'' (2)

حدیث ۷: رزین نے ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے احتبا کرتے۔'' (3)

اِحتبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کرکے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تواضع اور انکسار میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث ۸: ابوداود نے جابر بن سَمُرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ''نبی کریم صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم جب نمازِ فجر پڑھ لیتے چار زانو بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہوجاتا۔'' (4)

حدیث ۹: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہوگیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔'' (5)

حدیث ۱۰: ابوداود نے عمرو بن شَرِید رضی اللہ تعالی عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے کرلیا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی گدی پر ٹیک لگائی۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم

---

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في كراهية الجلوس... إلخ، الحديث: ٢٧٦١، ج٤، ص٣٤٦.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة أهل الدين، فصل في قيام المرء... إلخ، الحديث: ٨٩٣٣، ج٦، ص٤٦٨.

3 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الجلوس... إلخ، الحديث: ٤٧١٣، ج٣، ص٢١.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الرجل يجلس متربعا، الحديث: ٤٨٥٠، ج٤، ص٣٤٥.

5 ...... المرجع السابق، باب في الجلوس بين الظل الشمس، الحديث: ٤٨٢١، ج٤، ص٣٣٧.

میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا: ''کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو، جن پر خدا کا غَضَب ہے۔'' (1)

حدیث ۱۱: ابوداود نے جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے جہاں مجلس ختم ہوتی یعنی مجلس کے کنارہ پر بیٹھتے اسے چیر کر اندر نہیں گھستے۔ (2)

حدیث ۱۲: طبرانی نے ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اس کی خوشنودی کے لیے وہ لوگ جگہ میں وسعت کردیں، تو اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کو راضی کرے۔'' (3)

حدیث ۱۳: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہوکر ان کو تین مرتبہ کہہ لے گا۔ اللہ تعالٰی اس کے گناہ مٹادے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا، تو اللہ عزوجل ان کو اس خیر پر مُہر کردے گا، جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مُہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ.'' (4)

حدیث ۱۴: حاکم نے مُستدرَک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذِکرُ اللہ اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم پر درود پڑھے وہاں سے متفرِّق ہوگئے۔ انھوں نے نقصان کیا اگر اللہ عزوجل چاہے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ (5)

حدیث ۱۵: بزار نے اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب بیٹھو جوتے اتارلو، تمھارے قدم آرام پائیں گے۔'' (6)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے، جبکہ چت لیٹا ہو۔ (7)

---

1. ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الجلسة المكروهة، الحديث: ٤٨٤٨، ج٤، ص٣٤٥.
2. ......المرجع السابق، باب في التحلق، الحديث: ٤٨٢٥، ج٤، ص٣٣٩.
3. ......"كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٣٧٠، ج٩، ص٥٨.
4. ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في كفارة المجلس، الحديث: ٤٨٥٧، ج٤، ص٣٤٧.
5. ......"المستدرك"، كتاب الدعاء والتكبير... إلخ، باب ما عمل آدمي من عمل... إلخ، الحديث: ١٨٦٩، ج٢، ص١٦٨.
6. ......"كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٣٩٠، ج٩، ص٥٩.
7. ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس... إلخ، باب فی منع الإستلقاء.. إلخ، الحديث: ٧٢-(٢٠٩٩)، ص١١٦٢.

حدیث۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم سے روایت ہے، وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں نے دیکھا، حضور(صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا۔'' (1)

یہ بیان جواز کے لیے ہے اور اس صورت میں کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو، اور پہلی حدیث اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے اس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

حدیث۱۸: شرح سنہ میں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب رات میں منزل میں اوترتے تو دہنی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ ہی پہلے اوترتے تو دہنے ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اس کی ہتھیلی پر سر رکھ کر لیٹتے۔'' (2)

حدیث۱۹: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو بائیں کروٹ پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔ (3)

حدیث۲۰: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا، فرمایا: ''اس طرح لیٹنے کو اللہ (عزوجل) پسند نہیں کرتا۔'' (4)

حدیث۲۱: ابوداود و ابن ماجہ نے طخفہ غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، (یہ اصحاب صفہ میں سے تھے) کہتے ہیں، سینے کی بیماری کی وجہ سے میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی شخص اپنے پاؤں سے مجھے حرکت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ''اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالٰی مبغوض رکھتا ہے۔'' میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تھے۔ (5)

حدیث۲۲: ابن ماجہ نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا: ''اے جندب (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔'' (6) یعنی اس طرح کافر لیٹتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اس طرح لیٹیں گے۔

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الإستئذان، باب الإستلقاء، الحديث:٦٢٨٧، ج٤، ص١٨٤.

2 ......"شرح السنة"، كتاب الإستئذان، باب كيفية النوم، الحديث:٣٢٥٢، ج٦، ص٣٨٠.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء، في الاتكاء، الحديث:٢٧٧٩، ج٤، ص٣٥٣.

4 ......المرجع السابق، باب ماجاء في كراهية الإضطجاع على البطن، الحديث:٢٧٧٧، ج٤، ص٣٥٢.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الرجل ينبطح على بطنه، الحديث:٥٠٤٠، ج٤، ص٤٠٢.

6 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب النهى عن الإضطجاع على الوجه، الحديث:٣٧٢٤، ج٤، ص٢١٤.
و"المشكوٰة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الجلوس...إلخ، الحديث ٤٧٣١، ج٢، ص١٧٧.

حدیث ۲۳: ابوداود نے علی بن شیبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے، جس پر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اس سے ذمہ بری ہے۔''[1] یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔

حدیث ۲۴: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر روک نہ ہو۔[2]

حدیث ۲۵: ابویعلیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔''[3]

حدیث ۲۶: امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے تنہائی سے منع فرمایا۔''[4] یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سوئے۔

حدیث ۲۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اِترا کر چل رہا تھا اور گھمنڈ میں تھا، وہ زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔''[5]

حدیث ۲۸: ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا۔''[6]

حدیث ۲۹: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب تمھارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے درمیان میں نہ گزرو، داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔''[7]

مسئلہ ۱: قیلولہ[8] کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔[9] (عالمگیری) غالباً یہ ان لوگوں کے لیے ہوگا جو شب بِیداری کرتے

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في النوم على سطح غير محجر، الحديث: ٥٠٤١، ج٤، ص٤٠٢.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الأدب، باب الجلوس...إلخ، الحديث: ٤٧٢٠، ج٣، ص٢٢.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب...، الحديث: ٢٨٦٣، ج٤، ص٣٨٨.

3 ......"المسند أبي يعلى"، مسند عائشه رضى الله عنها، الحديث: ٤٨٩٧، ج٤، ص٢٧٨.

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ٥٦٥٤، ج٢، ص٤٠١.

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم التبختر في المشي...إلخ، الحديث: ٤٩، ٥٠-(٢٠٨٨)، ص١١٥٦.

6 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في مشي النساء مع الرجال في الطريق، الحديث: ٥٢٧٣، ج٤، ص٤٧٠.

7 ......"شعب الإيمان"، باب في تحريم الفروج، الحديث: ٥٤٤٧، ج٤، ص٣٧١-٣٧٢.

8 ......یعنی دوپہر کی تھوڑی نیند یا دوپہر کا (بغیر سوئے ہوئے) آرام۔

9 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٦.

ہیں، رات میں نمازیں پڑھتے ذِکرِالٰہی کرتے ہیں یا کُتب بِینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہوا قیلولہ سے دفع ہوجائے گا۔

مسئلہ۲: دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب وعشا کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔ سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر دہنی کروٹ پر دہنے ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا، سوتے وقت یادِ خدا میں مشغول ہو تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے یہاں تک کہ سوجائے، کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا۔ سو کر صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اٹھتے ہی یادِ خدا کرے یہ پڑھے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ .** [1] اسی وقت اس کا پکا ارادہ کرے کہ پرہیزگاری و تقویٰ کرے گا کسی کو ستائے گا نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۳: بعد نمازِ عشا باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

اول: علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا یا اس کا جواب دینا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے۔

دوم: جھوٹے قصے کہانی کہنا مسخرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے۔

سوم: موانست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اس کے اُنس کے لیے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکرِالٰہی میں مشغول ہوجائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ۴: دو مرد بَرَہنہ ایک ہی کپڑے کو اوڑھ کر لیٹیں یہ ناجائز ہے۔ اگرچہ بچھونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہو اور دوسرے کنارہ پر دوسرا ہو، اسی طرح دو عورتوں کا بَرَہنہ ہو کر ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا بھی ناجائز ہے۔[3] "حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔"[4]

مسئلہ۵: جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہوجائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے، بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں موت (نیند) کے بعد زندگی دی اور (قیامت کے دن) اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٦.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج٩، ص٦٢٩.

4 ...... انظر: "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، الحديث: ٧٤ـ(٣٣٨)، ص١٨٦.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج٩، ص٦٢٩.

مسئلہ ۶: میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں، لڑکا جب حدِ شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے، مگر جبکہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا، یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے۔ راستہ میں پانی ہے اس کے کنارہ کسی کی زمین ہے، ایسی صورت میں اس زمین میں چل سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشتکار کے نقصان کا سبب ہے، ایسی صورت میں ہرگز اُس میں چلنا نہ چاہیے۔ بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارہ پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کانٹے رکھ دیتے ہیں، یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے۔ مگر اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان کو جاننا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۝۳۰ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۳۱﴾[3]

''مسلمان مردوں سے فرمادو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے بہت سُتھرا ہے بے شک اللہ (عزوجل) کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین

---

1 ......"الدر المختار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج٩، ص٦٣٠.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٣.

3 ......پ١٨، النور: ٣٠ـ٣١.

کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے اور اللہ (عزوجل) کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ﴾ (1)

''اے نبی! اپنی ازواج اور صاحبزادیوں اور مومنین کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنے اوپر اپنی اوڑھنیاں لٹکالیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ (2) وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ایذا نہیں دی جائے گی اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ (3)

''اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنھیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں جبکہ سنگار ظاہر نہ کریں اور اس سے بچنا ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ (عزوجل) سنتا جانتا ہے۔''

حدیث ۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے، جب کسی نے کوئی عورت دیکھی اور وہ پسند آگئی اور اس کے دل میں کچھ واقع ہو تو اپنی عورت سے جماع کرے، اس سے وہ بات جاتی رہے گی جو دل میں پیدا ہوگئی ہے۔'' (4)

حدیث ۲: دارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے کسی عورت کو دیکھا اور وہ پسند آگئی تو اپنی زوجہ کے پاس چلا جائے کہ اس کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جو اس کے پاس ہے۔'' (5)

---

1 ...... پ ۲۲، الاحزاب: ۵۹.

2 ...... بہارِشریعت میں اس مقام پر ''ذٰلِکَ اَدْنٰی'' کا ترجمہ ''یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ'' موجود نہیں تھا، لہٰذا متن میں کنزالایمان سے اس کا اضافہ کردیا گیا ہے۔... علمیہ

3 ...... پ ۱۸، النور: ۶۰.

4 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب النکاح، باب ندب من رأی إمرأة...إلخ، الحدیث: ۹-(۱۴۰۳)، ص ۷۲۶.

5 ...... ''سنن الدارمي''، کتاب النکاح، باب الرجل یری المرأة فیخاف علی نفسه، الحدیث: ۲۲۱۵، ج ۲، ص ۱۹۶.

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا۔ ''حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے حکم دیا کہ اپنی نگاہ پھیرلو۔'' (1)

حدیث ۴: امام احمد وابوداود وترمذی ودارمی نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کہ ''ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلاقصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔'' (2)

حدیث ۵: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے، تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔'' (3) یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے۔

حدیث ۶: امام احمد نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی دفعہ نظر کرے یعنی بلاقصد پھر اپنی آنکھ بیچ لے، اللہ تعالٰی اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کردے گا جس کا مزہ اس کو ملے گا۔'' (4)

حدیث ۷: بیہقی نے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ (عزوجل) کی لعنت۔'' (5) یعنی دیکھنے والا جب بلاعذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلاعذر قصداً دکھائے۔

حدیث ۸: ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی شرم گاہ کی طرف کبھی نظر نہیں کی۔ (6)

حدیث ۹: ترمذی وابوداود وابن ماجہ بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنی عورت یعنی ستر کی جگہ کو محفوظ رکھو، مگر بی بی سے یا اس باندی سے جس کے تم مالک ہو۔ میں نے عرض کی،

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب الآداب، باب نظر الفجاءة، الحدیث:٤٥-(٢١٥٩)، ص١١٩٠.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث بریدة الأسلمي، الحدیث:٢٣٠٥٢، ج٩، ص١٨-١٩.
و"سنن الترمذي"، کتاب الأدب، باب ماجاء في نظرة الفجاءة، الحدیث:٢٧٨٦، ج٤، ص٣٥٦.

3 ......"سنن الترمذي"، کتاب الرضاع، باب:١٨، الحدیث:١١٧٦، ج٢، ص٣٩٢.

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث أبي أمامة الباهلي، الحدیث:٢٢٣٤١، ج٨، ص٢٩٩.

5 ......"شعب الإیمان"، باب الحیاء، فصل في الحمام، الحدیث:٧٧٨٨، ج٦، ص١٦٢.

6 ......"سنن ابن ماجه"، کتاب الطهارة، باب النهي أن یری عورة أخیه، الحدیث:٦٦٢، ج١، ص٣٦٥.

یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) یہ فرمائیے کہ اگر مرد تنہائی میں ہو ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل سے شرم کرنا زیادہ سزاوار ہے۔''(1)

حدیث ۱۰: ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے، تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''(2)

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں ان کے پاس نہ جاؤ، کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہے یعنی شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔ ہم نے عرض کی، اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) سے، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم)۔ فرمایا: اور مجھ سے بھی، مگر اللہ (عزوجل) نے میری اس کے مقابل میں مدد فرمائی، وہ مسلمان ہوگیا یا میں سلامت رہتا ہوں۔''(3) حدیث کے لفظ میں دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔

حدیث ۱۲: صحیح بخاری و مسلم میں عُقْبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔'' ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم)! دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ''دیور موت ہے۔'' (4) یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے۔

حدیث ۱۳: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''برہنہ ہونے سے بچو، کیونکہ تمھارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو جدا نہیں ہوتے مگر صرف پاخانہ کے وقت اور اس وقت جب مرد اپنی عورت کے پاس جاتا ہے، لہٰذا ان سے حیا کرو اور ان کا اکرام کرو۔''(5)

حدیث ۱۴: ترمذی و ابوداود نے جَرْہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے۔'' (6) یعنی چھپانے کی چیز ہے۔

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب النكاح، باب التستر عند الجماع، الحديث: ١٩٢٠، ج٢، ص٤٤٨.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة... إلخ، الحديث: ٣١١٧، ج٢، ص٢٠٨.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ماجاء في لزوم الجماعة، الحديث: ٢١٧٢، ج٤، ص٦٧.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الرضاع، باب: ١٧، الحديث: ١١٧٥، ج٢، ص٣٩١.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب لايخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم... إلخ، الحديث: ٥٢٣٢، ج٣، ص٣٧٢.
و"صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالأجنبية... إلخ، الحديث: ٢٠-(٢١٧٢)، ص١١٩٦.

5 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في الإستتار عند الجماع، الحديث: ٢٨٠٩، ج٤، ص٣٦٥.

6 ......"سنن أبي داود"، كتاب الحمام، باب النهى عن التعرى، الحديث: ٤٠١٤، ج٤، ص٥٦.

حدیث ۱۵: ابوداود وابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ "اے علی! ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کی طرف نظر کرو نہ مردہ کی۔"(1)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں بَرَہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں بُرَہنہ سوئے۔"(2)

حدیث ۱۷: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے حضرت اُم سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ یہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہما حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر تھیں کہ **عبداللہ** بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ آئے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ان دونوں سے فرمایا کہ "پردہ کرلو" کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول **اللہ** (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم)! وہ تو نابینا ہیں، ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: "کیا تم دونوں اندھی ہو، کیا تم انھیں نہیں دیکھو گی۔"(3)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری ومسلم میں **عبداللہ** بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول **اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کا حال بیان کرے، گویا یہ اسے دیکھ رہا ہے۔"(4)

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول **اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "خبردار کوئی مرد ثیب عورت کے یہاں رات کو نہ رہے مگر اس صورت میں کہ اس سے نکاح کرنے والا ہو یا اس کا ذی محرم ہو۔"(5)

حدیث ۲۰: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ ایک شخص نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں یہ عرض کی کہ انصار یہ عورت سے نکاح کا میرا ارادہ ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ "اسے دیکھ لو! کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔"(6) یعنی ان کی آنکھیں کچھ بھوری ہوتی ہیں۔

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، الحديث: ١٤٦٠، ج٢، ص٢٠٠.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، الحديث: ٧٤-(٣٣٨)، ص١٨٦.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في إحتجاب النساء من الرجال، الحديث: ٢٧٨٧، ج٤، ص٣٥٦.

و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث ام سلمة زوج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ٢٦٥٩٩، ج١٠، ص١٨٣.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب لا تباشر المرأة...إلخ، الحديث: ٥٢٤٠، ج٣، ص٤٧٤.

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالأجنبية...إلخ، الحديث: ١٩-(٢١٧٢)، ص١١٩٦.

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب ندب من اراد نكاح إمرأة...إلخ، الحديث: ٧٤-(١٤٢٤)، ص٧٣٩.

حدیث ۲۱: امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ عرض کی، نہیں۔ فرمایا: ''اسے دیکھ لو! کہ اس کی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت ہونے کا پہلو غالب ہے۔''[1]

مسائل فقهيه

اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں۔ مرد کا مرد کو دیکھنا، عورت کا عورت کو دیکھنا، عورت کا مرد کو دیکھنا، مرد کا عورت کو دیکھنا۔

مرد مرد کے ہر حصۂ بدن کی طرف نظر کرسکتا ہے سوا ان اعضا کے جن کا ستر ضروری ہے۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصۂ بدن کا چھپانا فرض ہے، جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے ان کو عورت کہتے ہیں۔ کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے تو سختی سے منع کرے اور شرم گاہ کھولے ہوئے ہو تو اسے سزا دی جائے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱: بہت چھوٹے بچے کے لیے عورت نہیں یعنی اس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں، پھر جب کچھ بڑا ہوگیا تو اس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے۔ پھر جب اور بڑا ہوجائے دس برس سے بڑا ہوجائے تو اس کے لیے بالغ کا سا حکم ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: جس حصۂ بدن کی طرف نظر کرسکتا ہے اس کو چھو بھی سکتا ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: لڑکا جب مراہق[5] ہوجائے اور وہ خوبصورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے اور خوبصورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے وہ اس کے لیے ہے یعنی شہوت کے ساتھ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور شہوت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کرسکتا ہے اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے۔

---

1 ......"سنن النسائی"، کتاب النکاح، باب إباحة النظر قبل التزويج، الحديث: ٣٢٣٢، ص ٥٢٧.

و"مشكاة المصابيح"، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الحديث: ٣١٠٧، ج ٢، ص ٢٠٦.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج ٥، ص ٣٢٧.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج ٩، ص ٦٠٢.

4 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج ٢، ص ٣٧١.

5 ......یعنی بالغ ہونے کے قریب۔

شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شَہوت نہ ہوگی اور اگر اس کا شبہہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے، بوسہ کی خواہش پیدا ہونا بھی شہوت کی حد میں داخل ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: عورت کا عورت کو دیکھنا، اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اَعضا کی طرف نظر کرسکتی ہے۔ بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: عورت صالحہ کو یہ چاہیے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے، یعنی اس کے سامنے دوپٹا وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل وصورت کا ذکر کرے گی، مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے۔[3] (عالمگیری)

گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں ان کے سامنے اسی طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان کو اس سے اِجتناب[4] لازم ہے۔ اکثر جگہ دائیاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں، اگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے ان اعضا کے کھولنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۶: عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو، کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شَہوت نہیں پیدا ہوگی اور اگر اس کا شبہہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، اس کو شہوت ہوسکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی۔[6] (عالمگیری) بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حدِ شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔

---

1. ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج۹، ص۶۰۲.
2. ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۷۰.
3. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيمايحل... إلخ، ج۵، ص۳۲۷.
4. ......بچنا۔
5. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج۵، ص۳۲۷.
6. ......المرجع السابق.

مسئلہ ۸: مرد کا عورت کو دیکھنا، اس کی کئی صورتیں ہیں:

① مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا۔ ② مرد کا اپنے محارم کی طرف نظر کرنا۔ ③ مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا۔
④ مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا۔

پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کرسکتا ہے شہوت اور بلاشہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے، اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے، کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار وردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس باندی سے وطی نہ کرسکتا ہو مثلاً وہ مشرکہ ہے یا مکاتبہ یا مشترکہ یا رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے اس سے وطی حرام ہو وہ اجنبیہ کے حکم میں ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: زوجہ اور اس باندی کے ہر عضو کو چھو بھی سکتا ہے اور یہ بھی اس کے ہر عضو کو چھو سکتی ہے، یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے کی شرم گاہ کو بھی چھو سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جماع کے وقت دونوں بالکل برہنہ بھی ہو سکتے ہیں جبکہ وہ مکان بہت چھوٹا دس پانچ ہاتھ کا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: میاں بی بی جب بچھونے پر ہوں مگر جماع میں مشغول نہ ہوں، اس حالت میں ان کے محارم وہاں اجازت لے کر آسکتے ہیں، بغیر اجازت نہیں آسکتے۔ اسی طرح خادم یعنی غلام اور باندی بھی آسکتی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: باندی کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا اور دروازہ بند کرلیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وطی کرنے کے لیے ایسا کیا ہے یہ مکروہ ہے۔ یوہیں سَوت[6] کے سامنے بی بی سے وطی کرنا مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کرسکتا

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٧.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج٩، ص٦٠٥.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج٩، ص٦٠٤.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٨.

4 ......المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق.

6 ......یعنی ایک خاوند کی دو یا زیادہ بیویاں آپس میں ایک دوسرے کی سَوت کہلاتی ہیں۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٨.

ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شَہوَت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔[1] (ہدایہ) اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔[2] (ردالمحتار) کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت[4] اگر زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ہو جیسے مزنیہ کے اُصول وفروع[5] ان کی طرف نظر کا بھی وہی حکم ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: محارم کے جن اعضا کی طرف نظر کرسکتا ہے ان کو چھو بھی سکتا ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ران اس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چھپی ہو، یعنی کپڑے کے اوپر سے اور بغیر حائل چھونا جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: والدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے۔ حدیث میں ہے ''جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما، تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔''[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: محارم کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اس کے ساتھ ہونا، یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کہ کوئی دوسرا وہاں نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: دوسرے کی باندی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو محارم کا ہے۔ مدبرہ اور مکاتبہ کا بھی یہی حکم ہے۔[10] (ہدایہ)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧٠.
2 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج٩، ص٦٠٦.
3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل...إلخ، ج٥، ص٣٢٨.
4 ......**رضاعت** (یعنی دودھ کے رشتے) اور **مصاہرت** (یعنی سُسرالی رشتے) کی معلومات کے لیے **''بہارِشریعت، جلد دوم، حصہ ۷''**، ملاحظہ فرمائیں۔
5 ......یعنی جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں زانی کے لیے۔
6 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧٠.
7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل...إلخ، ج٥، ص٣٢٨.
8 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج٩، ص٦٠٦.
9 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل...إلخ، ج٥، ص٣٢٨.
10 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧١.

مسئلہ ۲۰: کنیز کو خریدنے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینہ کی طرف نظر کر سکتا ہے، کیونکہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے ان اعضا کو چھو بھی سکتا ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے، کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے۔ بعض علما نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں، اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، لہٰذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: بہت چھوٹی لڑکی جو مشتہاۃ[4] نہ ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۴: اجنبیہ عورت نے کسی کے یہاں کام کاج کرنے روٹی پکانے کی نوکری کی ہے اس صورت میں اس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے۔ کہ وہ کام کاج کے لیے آستین چڑھائے گی کلائیاں اس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیوں کر بچ سکے گا، اسی طرح اس کے دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے، جبکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانہ میں تھے، لہٰذا اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے

---

1 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧١.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٦١٠.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٩.

3 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٦٨، وغيرها.

4 ......یعنی قابلِ شہوت۔

5 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٦٨.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٩.

کہ بوجہ ضرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے۔ کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ ''جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا۔''[1] اسی طرح عورت اُس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے، اگرچہ اندیشۂ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اگر اس کو دیکھنا ناممکن ہو جیسا کہ اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دے دیا تو کسی طرح بھی اسے لڑکی کو نہیں دیکھنے دیں گے یعنی اس سے اتنا زبردست پردہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اتنا پردہ نہیں ہوتا اس صورت میں اس شخص کو یہ چاہیے کہ کسی عورت کو بھیج کر دکھوالے اور وہ آکر اس کے سامنے سارا حلیہ ونقشہ وغیرہ بیان کر دے تاکہ اسے اس کی شکل وصورت کے متعلق اطمینان ہو جائے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اس کی ایک لڑکی بھی ہے اور معلوم ہوا کہ یہ لڑکی بالکل اپنی ماں کی شکل وصورت کی ہے اس مقصد سے کہ اس کی ماں سے نکاح کرنا ہے لڑکی کو دیکھنا جائز نہیں جبکہ یہ مشتہاۃ ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اس کے علاج میں بعض اعضا کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے۔ مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں ورم کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اس صورت میں موضع مرض کی طرف نظر کرنا یا اس ضرورت سے بقدر ضرورت اس جگہ کو چھونا جائز ہے۔

یہ اس صورت میں ہے کوئی عورت علاج کرنے والی نہ ہو، ورنہ چاہیے یہ کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مواقع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف اتنا ہی حصۂ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے باقی حصۂ بدن کو اچھی طرح چھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

---

1 ......"سنن الترمذي"، كتاب النكاح، باب ماجاء في النظر إلى المخطوبة، الحديث: ١٠٨٩، ج٢، ص٣٤٦.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج٩، ص٦١٠.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج٩، ص٦١١.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٦٩، وغيرها.

مسئلہ ۲۹: عمل دینے [1] کی ضرورت ہو تو مرد مرد کے مُوضَعِ حُقْنہ [2] کی طرف نظر کرسکتا ہے یہ بھی بوجہ ضرورت جائز ہے اور ختنہ کرنے میں موضع ختنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اس کا چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی بوجہ ضرورت ہے۔[3] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: عورت کو فصد کرانے [4] کی ضرورت ہے اور کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو اچھی طرح فصد کھولے تو مرد سے فصد کرانا جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: اجنبیہ عورت نے خوب موٹے کپڑے پہن رکھے ہیں کہ بدن کی رنگت وغیرہ نظر نہیں آتی، تو اس صورت میں اس کی طرف نظر کرنا جائز ہے، کہ یہاں عورت کو دیکھنا نہیں ہوا بلکہ ان کپڑوں کو دیکھنا ہوا یہ اس وقت ہے کہ اس کے کپڑے چست نہ ہوں اور اگر چست کپڑے پہنے ہو کہ جسم کا نقشہ کھنچ جاتا ہو مثلاً چست پائجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیئت نظر آتی ہے تو اس صورت میں نظر کرنا ناجائز ہے۔

اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آبِ رواں [6] یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا [7] جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض باریک تنزیب یا جالی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: خصی یعنی جس کے انثیین نکال لیے گئے ہوں یا مجبوب جس کا عضو تناسل کاٹ لیا گیا جب ان کی عمر پندرہ سال کی ہو تو ان کے لیے بھی اجنبیہ کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔ یہی حکم زنخوں [9] کا بھی ہے۔[10] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۳: جس عضو کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہے گا، مثلاً پیڑو کے بال [11] کہ ان کو جدا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اس کے

---

1 ......یعنی دوا دینے۔ 2 ......یعنی کسی دوا کی بتی یا پچکاری چڑھانے کی جگہ (یعنی پیچھے کا مقام)۔

3 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۶۹.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج۵، ص۳۳۰.

4 ......یعنی رگ سے خون نکلوانے۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج۵، ص۳۳۰.

6 ......ایک قسم کا نہایت اچھا اور باریک کپڑا۔ 7 ......دوپٹا۔

8 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج۵، ص۳۲۹.

9 ......یعنی ہیجڑے۔

10 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۷۲.

11 ......یعنی ناف کے نیچے کے بال۔

پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اجنبی شخص اُن کو نہیں دیکھ سکتا۔ عورت کے پاؤں کے ناخن کہ ان کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا اور ہاتھ کے ناخن کو دیکھ سکتا ہے۔[1] (درمختار) اکثر دیکھا گیا ہے کہ غُسل خانہ یا پاخانہ میں موئے زیرِ ناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ ان کو ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے یا زمین میں دفن کر دیں۔ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انھیں کہیں چھپا دیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔

مسئلہ ۳۴: عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہے کہ شہوت کے قابل نہ ہو تو خلوت ہوسکتی ہے۔ عورت کو طلاق بائن دے دی تو اس کے ساتھ تنہا مکان میں رہنا ناجائز ہے اور اگر دوسرا مکان نہ ہو تو دونوں کے مابین پردہ لگا دیا جائے، تاکہ دونوں اپنے اپنے حصہ میں رہیں یہ اس وقت ہے کہ شوہر فاسق نہ ہو اور اگر فاسق ہو تو ضروری ہے کہ وہاں کوئی ایسی عورت بھی رہے جو شوہر کو عورت سے روکنے پر قادر ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: محارم کے ساتھ خلوت جائز ہے، یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہوسکتے ہیں۔ مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جبکہ یہ جوان ہوں۔ یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۷ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝۲۸ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝۲۹ ﴾[5]

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦١٢ ـ ٦١٤.

2 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦١٥.

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦٠٧.

4 ......المرجع السابق، ص٦٠٨.

5 ......پ١٨، النور: ٢٧ ـ ٢٩.

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک تمھیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے، اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ہے اور ان میں تمھارا سامان ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو چھپاتے ہو۔'' اور فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾﴾ [1]

''اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں وہ جن کے تم مالک ہو (غلام) اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نمازِ صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نمازِ عشا کے بعد یہ تین وقت تمھاری شرم کے ہیں، ان تین کے علاوہ کچھ گناہ نہیں تم پر، نہ ان پر، تمھارے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں بعض بعض کے پاس۔ یوہیں اللہ (عزوجل) تمھارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے اور جب تم میں کے لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔ یوہیں اللہ (عزوجل) تمھارے لیے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمارے پاس آئے اور یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے بلایا تھا۔ میں نے ان کے دروازہ پر جا کر تین بار سلام کیا، جب جواب نہیں ملا تو میں واپس چلا آیا۔ اب حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں کہ تم کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور دروازہ پر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو واپس گیا اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور جواب نہ ملے تو واپس جائے۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) یہ فرماتے ہیں کہ گواہ لاؤ کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ایسا فرمایا ہے۔ ابوسعید خُدری (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کہتے ہیں میں نے جا کر گواہی دی۔ [2]

---

1 ...... پ۱۸، النور: ۵۸۔۵۹.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الأدب، باب الاستئذان، الحدیث: ۳۳۔(۲۱۵۳)، ص۱۱۸۶.

حدیث۲: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے ساتھ میں مکان میں گیا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کو پیالے میں دودھ ملا اور فرمایا: ''ابو ہریرہ! اصحاب صفہ کے پاس جاؤ انھیں بلالاؤ۔'' (تاکہ ان کو دودھ دیا جائے) میں انھیں بلالایا، وہ آئے اور اجازت طلب کی، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے اجازت دی تب وہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔ (1)

حدیث۳: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص بلایا جائے اور اسی بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی (بلانا) اس کے لیے اجازت ہے۔'' (2) یعنی اس صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ''آدمی بھیجنا ہی اجازت ہے۔'' (3)

یہ حکم اس وقت ہے کہ فوراً آئے اور قرائن سے معلوم ہو کہ صاحبِ خانہ انتظار میں ہے، مکان میں پردہ ہو چکا ہے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور اگر دیر میں آئے تو اجازت حاصل کرے، جیسا کہ اصحاب صفہ نے کیا تھا۔

حدیث۴: ترمذی و ابو داود نے کَلَدہ بن حنبل سے روایت کی، کہتے ہیں کہ صفوان بن اُمیّہ نے مجھے نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے پاس بھیجا تھا میں بغیر سلام کیے اور بغیر اجازت اندر چلا گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''باہر جاؤ اور یہ کہو **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ءَ اَدْخُلُ** کیا اندر آجاؤں۔ (4)

حدیث۵: امام مالک نے عطا بن یسار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ہاں۔ انھوں نے کہا میں تو اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہی ہوں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ، انھوں نے کہا، میں اس کی خدمت کرتا ہوں یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے۔ پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اجازت لے کر جاؤ، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو؟ عرض کی نہیں، فرمایا: تو اجازت حاصل کرو۔'' (5)

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الإستئذان، باب إذا دعى الرجل فجاء هل يستأذن، الحديث: ٦٢٤٦، ج٤، ص١٧٠.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الرجل يدعى أيكون ذلك إذنه، الحديث: ٥١٩٠، ج٤، ص٤٤٧.

3 ......المرجع السابق، الحديث: ٥١٨٩، ج٤ ص٤٤٧.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان... إلخ، باب ماجاء في التسليم قبل الإستئذان، الحديث: ٢٧١٩، ج٤، ص٣٢٥.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الإستئذان، الحديث: ٤٦٧١، ج٣، ص١٢-١٣.

5 ......"الموطأ" للإمام مالك، كتاب الإستئذان، باب الإستئذان، الحديث: ١٨٤٧، ج٢، ص٤٤٦.

حدیث ۶: بیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جو شخص اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام نہ کرے، اسے اجازت نہ دو۔''[1]

حدیث ۷: ابوداود نے عبداللہ بن بُسْر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں جب رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور یہ فرماتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ''۔[2] اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

حدیث ۸: ترمذی نے ثَوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کسی شخص کو یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت حاصل کیے نظر کرے اور اگر نظر کر لی تو داخل ہی ہو گیا اور یہ نہ کرے کہ کسی قوم کی امامت کرے اور خاص اپنے لیے دعا کرے، ان کے لیے نہ کرے اور ایسا کیا تو ان کی خیانت کی۔''[3]

حدیث ۹: امام احمد و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت لیے جھانکے اور انھوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو نہ دیت ہے نہ قصاص[4]۔''[5]

حدیث ۱۰: ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس نے اجازت سے قبل پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی، اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص ایسے دروازہ پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اس کی نظر گھر والے کی عورت پر پڑ گئی (یعنی بلا قصد) تو اس کی خطا نہیں خطا گھر والوں کی ہے۔''[6] (کہ انہوں نے دروازہ پر پردہ کیوں نہیں لٹکایا)۔

مسائل فقهيه

مسئلہ ۱: جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے، تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے، اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس کے پاس گیا ہے وہ باہر ہے تو اجازت کی ضرورت

1 ......"شعب الإيمان"، باب في مقاربة وموادة أهل الدين، الحديث: ٨٨١٦، ج٦، ص٤٤١.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب كم مرة يسلم الرجل في الاستئذان، الحديث: ٥١٨٦، ج٤، ص٤٤٦.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يخص الإمام نفسه بالدعاء، الحديث: ٣٥٧، ج١، ص٣٧٣.

4 ......یعنی آنکھ پھوڑنے کے عوض نہ مال دیا جائے گا نہ بدلہ میں اس کی آنکھ پھوڑی جائے گی۔

5 ......"سنن النسائي"، كتاب القسامة والقود، باب من إقتص وأخذ حقه دون السلطان، الحديث: ٤٨٧٠، ص٧٨٠.

6 ......"سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان... إلخ، باب ماجاء في الاستئذان قبالة البيت، الحديث: ٢٧١٦، ج٤، ص٣٢٤.

نہیں سلام کرے اس کے بعد کلام شروع کرے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ۲: کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اس نے کہا کون؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ میں جیسا کہ بہت سے لوگ میں کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ناپسند فرمایا۔[2] بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ میں کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ۳: اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحبِ خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہو، اپنے دل میں کدورت[3] نہ لاؤ، خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ۔ ہوسکتا ہے اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

مسئلہ۴: اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْن فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔[4] (ردالمحتار) یا اس طرح کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔[5]

مسئلہ۵: آنے والے نے سلام نہیں کیا اور بات چیت شروع کردی تو اسے اختیار ہے، کہ اسکی بات کا جواب نہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جس نے سلام سے قبل کلام کیا، اس کی بات کا جواب نہ دو۔''[6] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان میں اگر دیوار یا درخت حائل ہوجائے، جب بھی سلام کرے۔[7] (ردالمحتار)

سلام کا بیان

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ۝۸۶ ﴾[8]

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبیح...إلخ، ج۲، ص۳۷۷.

2 ......انظر: "سنن أبی داود"، کتاب الأدب، باب الرجل یستأذن بالدق، الحدیث: ۵۱۸۷، ج۴، ص۴۴۶.

3 ......یعنی ناراضگی۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۲.

5 ......انظر: "شرح الشفاء" للقاري، الباب الرابع، فصل في المواطن التی تستحب فیها الصلاة والسلام، ج۲، ص۱۱۸.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۲.

7 ......المرجع السابق.

8 ......پ۵، النسآء: ۸۶.

''جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو، بے شک اللّٰہ (عزوجل) ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ﴾ [1]

''جب تم گھروں میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، اللہ (عزوجل) کی طرف سے تحیت ہے مبارک پاکیزہ۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا فرمایا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا، جب پیدا کیا یہ فرمایا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور سلام کرو اور سنو کہ وہ تمھیں کیا جواب دیتے ہیں جو کچھ وہ تحیت کریں وہی تمھاری اور تمھاری ذُرِّیَّت کی تَحیت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے پاس جا کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا، انھوں نے جواب میں کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللہِ۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ جواب میں ملائکہ نے وَرَحْمَةُ اللہِ زیادہ کیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کی خلقت کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب۔ [2] (بہت چھوٹے قد کا انسان ہوتا ہے)۔

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی چیز سب سے اچھی ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اور نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو۔'' [3]

حدیث ۳: نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ۶ حق ہیں۔ ① جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور ② جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور ③ جب وہ بلائے تو اجابت کرے، یعنی حاضر ہو اور ④ جب اس سے ملے تو سلام کرے اور ⑤ جب چھینکے تو جواب دے اور ⑥ حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے۔'' [4]

---

1 ...... پ۱۸، النور: ٦١.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنة... إلخ، باب يدخل الجنة اقوام... إلخ، الحديث: ٢٨ـ(٢٨٤١)، ص١٥٢٢.
و"صحيح البخاري"، كتاب الإستئذان، باب بدء السلام، الحديث: ٦٢٢٧، ج٤، ص١٦٤.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، الحديث: ١٢، ج١ ص١٦.

4 ...... "سنن النسائي"، كتاب الجنائز، باب النهي عن سب الأموات، الحديث: ١٩٣٥، ص٣٢٨.

حدیث۴: ترمذی و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مسلم کے مسلم پر چھ حقوق ہیں، معروف کے ساتھ ① جب اس سے ملے تو سلام کرے اور ② جب وہ بلائے اِجابت کرے اور ③ جب چھینکے یہ جواب دے اور ④ جب بیمار ہو عیادت کرے اور ⑤ جب وہ مرجائے اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور ⑥ جو چیز اپنے لیے پسند کرے، اس کے لیے پسند کرے۔'' (1)

حدیث۵: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جنت میں تم نہیں جاؤ گے، جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے، وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔'' (2)

حدیث۶: امام احمد و ترمذی و ابوداود، ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمتِ الٰہی کا زیادہ مستحق ہے۔'' (3)

حدیث۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص پہلے سلام کرتا ہے، وہ تکبر سے بری ہے۔'' (4)

حدیث۸: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہوجائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔'' (5)

حدیث۹: ترمذی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بیٹے جب گھر والوں کے پاس جاؤ تو انھیں سلام کرو، تم پر تمھارے گھر والوں پر اس کی برکت ہوگی۔'' (6)

حدیث۱۰: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔'' (7)

---

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في تشميت العاطس، الحديث: ٢٧٤٥، ج٤، ص٣٣٨.
2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب بيان أنه لايدخل الجنة إلا المؤمنون... إلخ، الحديث: ٩٣-(٥٤)، ص٤٧.
3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب السلام، باب في فضل من بدأ بالسلام، الحديث: ٥١٩٧، ج٤، ص٤٤٩.
4 ...... "شعب الإيمان"، باب في مقاربة وموادة أهل الدين، الحديث: ٨٧٨٦، ج٦، ص٤٣٣.
5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب السلام، باب في الرجل يفارق الرجل... إلخ، الحديث: ٥٢٠٠، ج٤، ص٤٥٠.
6 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان... إلخ، باب ماجاء في التسليم إذا دخل بيته، الحديث: ٢٧٠٧، ج٤، ص٣٢٠.
7 ...... المرجع السابق، باب ماجاء في السلام قبل الكلام، الحديث: ٢٧٠٨، ج٤، ص٣٢١.

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سلام کو کلام سے پہلے ہونا چاہیے اور کسی کو کھانے کے لیے نہ بلاؤ، جب تک وہ سلام نہ کرلے۔'' (1)

حدیث ۱۲: ابن النجار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سوال سے پہلے سلام ہے، جو شخص سلام سے پہلے سوال کرے، اسے جواب نہ دو۔'' (2)

حدیث ۱۳: ترمذی وابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جب کسی مجلس تک کوئی پہنچے تو سلام کرے، پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے پھر جب وہاں سے اٹھے سلام کرے، کیونکہ پہلی مرتبہ کا سلام پچھلی مرتبہ کے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔'' (3) یعنی جیسے وہ سنت ہے، یہ بھی سنت ہے۔

حدیث ۱۴: امام مالک وبیہقی نے شعب الایمان میں طفیل بن اُبَی بن کعب سے روایت کی، کہ یہ صبح کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو اپنے ساتھ بازار لے جاتے۔ وہ گھٹیا چیزوں کے بیچنے والے اور کسی بیچنے والے اور مسکین یا کسی کے سامنے سے گزرتے سب کو سلام کرتے۔ طفیل کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس آیا، انھوں نے بازار چلنے کو کہا، میں نے کہا، آپ بازار جا کر کیا کریں گے نہ تو آپ وہاں کھڑے ہوتے ہیں، نہ سودے کے متعلق کچھ دریافت کرتے ہیں، نہ کسی چیز کا نرخ چکاتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں؟ یہیں بیٹھے باتیں کیجیے یعنی حدیثیں سنائیے۔ انھوں نے فرمایا: ''ہم سلام کرنے کے لیے بازار جاتے ہیں کہ جو ملے گا، اسے سلام کریں گے۔'' (4)

حدیث ۱۵: امام احمد وبیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل ہیں، ان کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے آدمی بھیج کر اسے بلایا اور یہ فرمایا کہ اپنے پھلوں کو بیچ ڈالو۔ اُس نے کہا، نہیں بیچوں گا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ہبہ کردو۔ اس نے کہا، نہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اس کو جنت کے پھل کے عوض بیچ دو۔ اس نے کہا، نہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا، مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔'' (5)

---

1 ......"سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان... إلخ، باب في السلام قبل الكلام، الحديث: ٢٧٠٨، ج٤، ص٣٢١.

2 ......"كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٢٨٧، ج٩، ص٥٢.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان... إلخ، باب في التسليم عند القيام... إلخ، الحديث: ٢٧١٥، ج٤، ص٣٢٤.

4 ......"المؤطا" للإمام مالك، كتاب السلام، باب جامع السلام، الحديث: ١٨٤٤، ج٢، ص٤٤٤ ـ ٤٤٥.

5 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٥٢٤، ج٥، ص٧٩.

حدیث ۱۶: بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: ''جماعت کہیں سے گزری اوراس میں سے ایک نے سلام کرلیا یہ کافی ہے اور جولوگ بیٹھے ہیں، ان میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے۔''(1) یعنی سب پر جواب دینا ضروری نہیں۔

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''سوار پیدل کوسلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کوسلام کرے اورتھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کوسلام کریں۔''(2) یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام وہ لوگ کریں جوکم ہیں۔ بخاری کی دوسری روایت انھیں سے یہ ہے کہ ''چھوٹا بڑے کوسلام کرے اورگزرنے والا بیٹھے ہوئے کواورتھوڑے زیادہ کو۔''(3)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری و مسلم میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کوسلام کیا۔(4)

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''یہود ونصاریٰ کوابتداءً سلام نہ کرو اور جب تم ان سے راستہ میں ملوتو ان کوتنگ راستہ کی طرف مُضطَر کرو۔''(5)

حدیث ۲۰: صحیح بخاری و مسلم میں اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ایک مجلس پرگزرے، جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہود سب ہی تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے سلام کیا۔(6) یعنی مسلمانوں کی نیت سے۔

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب یہود تم کوسلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں **السام علیک** توتم اس کے جواب میں **وعلیک** کہو یعنی **وعلیک السلام** نہ کہو۔''(7) سام کے معنی موت ہیں وہ لوگ حقیقۃً سلام نہیں کرتے، بلکہ مسلم کے جلد مرجانے کی دعا کرتے ہیں۔ اسی کی مثل انس

---

(1)......"شعب الإيمان"،باب في مقاربة و موادة اهل الدين، فصل في سلام الواحد...إلخ،الحديث:٨٩٢٢،ج٦،ص٤٦٦.

(2)......"صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان،باب يسلم الراكب على الماشي،الحديث:٦٢٣٢،ج٤،ص١٦٦.

(3)......المرجع السابق،باب تسليم القليل على الكثير،الحديث:٦٢٣١،ج٤،ص١٦٦.

(4)......المرجع السابق،باب التسليم على الصبيان،الحديث:٦٢٤٧،ج٤،ص١٧٠.

(5)......"صحيح مسلم"، كتاب السلام،باب النهي عن إبتداء أهل الكتاب بالسلام...إلخ،الحديث:١٣-(٢١٦٧)،ص١١٩٤.

(6)......"صحيح البخاري"، كتاب الإستئذان،باب التسليم في مجلس فيه...إلخ،الحديث:٦٢٥٤،ج٤،ص١٧٢.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب،باب السلام،الحديث:٤٦٣٩،ج٣،ص٥.

(7)......"صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان،باب كيف الرد على اهل الذمة بالسلام،الحديث:٦٢٥٧،ج٤،ص١٧٤.

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی ہے، کہ ''اہلِ کتاب سلام کریں تو ان کے جواب میں وعلیکم کہہ دو۔'' [1]

حدیث ۲۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم)! ہمیں راستہ میں بیٹھنے سے چارہ نہیں، ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی، راستہ کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ ''نظر نیچی رکھنا اور اذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا۔'' [2]

دوسری روایت میں ہے اور راستہ بتانا۔ [3] ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنے والے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔ [4]

حدیث ۲۳: شرح سنہ میں ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے، مگر اس کے لیے جو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ لادنے پر مدد کرے۔'' [5]

حدیث ۲۴: ترمذی و ابوداود نے عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور **اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ** کہا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے اسے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے دس یعنی دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا آیا اور **اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہ** کہا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا: اس کے لیے بیس۔ پھر تیسرا شخص آیا اور **اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُه** کہا اس کو جواب دیا اور یہ بھی بیٹھ گیا حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''اس کے لیے تیس۔'' [6] اور معاذ بن انس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی روایت میں ہے، کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا **اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُهٗ وَ مَغْفِرَتُه**۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''اس کے لیے چالیس۔'' [7] اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب كيف الرد على أهل الذمة بالسلام، الحديث: ٦٢٥٨، ج٤، ص١٧٤.
2 ......"صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام، الحديث: ٣-(٢١٦١)، ص١١٩١.
3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الجلوس بالطرقات، الحديث: ٤٨١٦، ج٤، ص٣٣٧.
4 ......المرجع السابق، الحديث: ٤٨١٧، ج٤، ص٣٣٧.
5 ......"شرح السنة"، كتاب الاستئذان... إلخ، باب كراهية الجلوس على الطرق، الحديث: ٣٢٣٢، ج٦، ص٣٦٥.
6 ......"سنن أبي داود"، كتاب السلام، باب كيف السلام، الحديث: ٥١٩٥، ج٤، ص٤٤٩.
7 ......المرجع السابق، الحديث: ٥١٩٦، ج٤، ص٤٤٩.

حدیث ۲۵: ترمذی میں بروایت عَمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تَشَبُّہ[1] کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تَشَبُّہ نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔''[2]

حدیث ۲۶: ابوداود و ترمذی نے ابوجُرَی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہا علیک السلام یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم)۔ میں نے دو مرتبہ کہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''علیک السلام نہ کہو، علیک السلام مردہ کی تحیت ہے، السلام علیک کہا کرو۔''[3]

مسائل فقهيه

سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت و آبرو اور مال سب کچھ اس کی حفاظت میں ہے، ان چیزوں سے تعرض کرنا حرام ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱: صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو، بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابۂ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔

مسئلہ ۲: اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسرِ شان[5] سمجھتے ہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: ایک شخص کو سلام کرے تو اس کے لیے بھی لفظ جمع ہونا چاہیے یعنی اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ کہے اور جواب دینے والا بھی وَعَلَيْكُمُ السَّلام کہے بجائے عَلَيْكُمْ عَلَيْکَ نہ کہے اور دو یا دو سے زیادہ کو سلام کرے جب بھی عَلَيْكُمْ کہے اور بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت و برکت کا بھی ذکر کرے یعنی اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہے اور جواب دینے والا بھی وہی کہے

---

1. ……یعنی مشابہت کرے۔
2. ……"سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان...إلخ، باب ماجاء في كراهية إشارة اليد بالسلام، الحديث: ٢٧٠٤، ج٤، ص٣١٩.
3. ……"سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان...إلخ، باب ماجاء في كراهية أن يقول...إلخ، الحديث: ٢٧٣٠، ٢٧٣١، ج٤، ص٣٣١.
4. ……"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٢.
5. ……یعنی خلافِ شان۔
6. ……"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٤، ٣٢٥.

بَرَکَاتُهٗ پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے۔اس کے بعداور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۴: جواب میں واؤ ہونا یعنی وَعَلَیْکُمُ السَّلامُ کہنا بہتر ہے اور اگر صرف عَلَیْکُمُ السَّلامُ بغیر واؤ کہا یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر جواب میں اس نے بھی وہی السَّلامُ عَلَیْکُمْ کہہ دیا تو اس سے بھی جواب ہوجائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۵: اگرچہ سَلامٌ عَلَیْکُمْ بھی سلام ہے مگر یہ لفظ شیعوں میں اس طرح جاری ہے کہ اس کے کہنے سے سننے والے کا ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے، کہ یہ شخص شیعی ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ۶: سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا، بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۷: جن لوگوں کو اس نے سلام کیا ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا، بلکہ کسی اور نے جو اس مجلس سے خارج تھا جواب دیا تو یہ جواب اہلِ مجلس کی طرف سے نہیں ہوا یعنی وہ لوگ بریٔ الذمہ نہ ہوئے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سُنّت کو ترک کیا، سب پر الزام ہے[5] اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کرلیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوہیں اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوئے اور اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۹: ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا اہلِ مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔ مجلس میں آکر کسی نے السلام علیک کہا یعنی صیغہ واحد بولا اور کسی ایک شخص نے جواب دے دیا تو جواب ہوگیا خاص اس کو جواب دینا واجب نہیں جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے۔ ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب السلام علیک تو خاص اس شخص کو جواب دینا ہوگا، دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا۔[7] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ۱۰: اہلِ مجلس پر سلام کیا ان میں سے کسی نابالغ عاقل نے جواب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے اور بڑھیا نے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٤، ٣٢٥.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٣.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٢.

5 ......یعنی سب گنہگار ہوں گے۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٥.

7 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم، ج٢، ص٣٧٧.
و"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٥.

جواب دیا، یہ جواب بھی ہوگیا۔ جوان عورت یا مجنون یا ناسمجھ بچہ نے جواب دیا، یہ ناکافی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: سائل نے دروازہ پر آکر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو، اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے، ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کرلیں گے تو سلام کرلے۔[2] (خانیہ، بزازیہ) یہ اس وقت ہے کہ کھانے والے کے مونھ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے اور ابھی کھانے کے لیے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کرسکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص شہر سے آرہا ہے دوسرا دیہات سے، دونوں میں کون سلام کرے؟ بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علما فرماتے ہیں دیہاتی شہری کو سلام کرے۔ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں، ایک شخص پیچھے سے آیا، یہ آگے والے کو سلام کرے۔[4] (بزازیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اَجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف عَلَیْکُمْ کہے اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۸۳.

2 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم، ج۲، ص۳۷۷.

و"البزازية" هامش على "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، نوع في السلام، ج۶، ص۳۵۴ـ۳۵۵.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۸۵.

4 ......"البزازية" هامش على "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، نوع في السلام، ج۶، ص۳۵۵.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۲۵.

5 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح...إلخ، ج۲، ص۳۷۷.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۲۵.

السَّلامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی کہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا، مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصدِ تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: سلام اس لیے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے۔ لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لیے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان و اقامت و خطبۂ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں، دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے، مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں، آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: عالمِ دین تعلیمِ علمِ دین میں مشغول ہے، طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں۔[5] (عالمگیری) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھا نہ رہا ہو سلام کا جواب دینا واجب نہیں، کیونکہ یہ اس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لیے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لیے آیا ہے، جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لیے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۰: جو شخص ذِکر میں مشغول ہو اس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذاکر[6] پر جواب واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گا رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ میں ننگا نہا رہا ہے، اس کو

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٥.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨١.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٥.

4 ......المرجع السابق، ص٣٢٥ ـ ٣٢٦.

5 ...... المرجع السابق، ص٣٢٦.

6 ......یعنی ذِکر کرنے والا۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦.

سلام نہ کیا جائے اور اس پر جواب دینا واجب نہیں۔[1] (عالمگیری) پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا سکھانے کے لیے ٹہلتے ہیں، یہ بھی اسی حکم میں ہے کہ پیشاب کر رہا ہے۔

مسئلہ ۲۲: جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں، مگر ان سے یہ اگر سختی برتتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور نرمی کرتا ہے ان سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں ان کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے، جو علما سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دیں گے، کھیل سے باز رہیں گے۔ یہ سلام ان کو معصیت سے بچانے کے لیے ہے، اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی۔ جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے ان کا مقصد زجر و توبیخ ہے کہ اس میں ان کی تذلیل ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اوس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَام۔[4] (عالمگیری)

یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس نے اس کا التزام کرلیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہہ دوں گا کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس اَمانت ہے جو اس کا حقدار ہے اس کو دینا ہی ہوگا ورنہ یہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے۔ اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے دربار میں میرا سلام عرض کردینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے، ایک یہ کہ زبان سے جواب دے، دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے۔[6] (درمختار، ردالمحتار) مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦.

2 ......المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٥.

6 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٥.

مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے، تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا: وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ.[1] یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السَّلام عَلَیْکُمْ لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔

مسئلہ ۲۶: سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سَلامْ عَلَیْکُمْ ، جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں یا سَلامُ عَلَیْکُمُ میم کے پیش کے ساتھ کہا، ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ابتداءً کسی نے یہ کہا عَلَیْکَ السَّلام یا عَلَیْکُمُ السَّلام، تو اس کا جواب نہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ ''یہ مُردوں کی تحیت ہے۔''[3]

مسئلہ ۲۸: سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں، جواب سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا۔ چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے۔[4] (بزازیہ)

مسئلہ ۲۹: انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ ''انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا۔''[5]

مسئلہ ۳۰: بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں، بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا، ان کو مونھ سے جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱: بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک بھی جاتے ہیں، یہ جھکنا اگر حد رکوع تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۲: اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں۔ ان میں سب سے بُرا یہ ہے جو بعض لوگ

---

1 ...... "حاشية الطحطاوي" على "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٤، ص٢٠٧.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٦.

و"سنن أبي داود"، كتاب السلام، باب كراهية أن يقول عليك السلام، الحديث: ٥٢٠٩، ج٤، ص٣٥٢.

4 ...... "البزازية" هامش على "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، نوع في السلام، ج٦، ص٣٥٥.

5 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان والآداب، باب في كراهية إشارة اليد بالسلام، الحديث: ٢٧٠٤، ج٤، ص٣١٩.

کہتے ہیں بندگی عرض یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔ بعض لوگ آداب عرض کہتے ہیں، اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے۔ بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں، اس کو سلام کہا جاسکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے۔

بعض کہتے ہیں سلام۔ اس کو بھی سلام کہا جاسکتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ ملائکہ جب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ﴿فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ﴾ [1] انھوں نے آکر سلام کہا، اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کہا یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے جواب ہوجائے گا۔

بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے، اگر ان کو سلام کیا جاتا ہے تو بگڑتے ہیں، کہتے ہیں کہ کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے، یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسرِشان [2] سمجھتے ہیں۔

اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انھیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور بعض یہاں تک بے باک ہیں کہ یہ کہتے ہیں، کیا ہمیں دُھنا [3] جولاہا [4] مقرر کر رکھا ہے؟ اللہ تعالٰی ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھولے۔

مسئلہ ۳۳: کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیا وملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، جبریل علیہ السلام، نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔

مسئلہ ۳۴: اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو۔ یہ سلام کا جواب نہیں ہے، بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے حَیَّاکَ اللّٰہُ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلام کہا جائے۔

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام کا بیان

حدیث ۱: امام احمد وترمذی وابن ماجہ نے بَراء بن عازِب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہوجاتی ہے۔'' [5]

اور ابوداود کی روایت میں ہے، ''جب دو مسلمان ملیں اور مُصافحہ کریں اور اللہ (عزوجل) کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہوجائے گی۔'' [6]

---

1 ...... پ ۱٤، الحجر: ٥٢.

2 ...... یعنی اپنی بے عزتی۔ 3 ...... یعنی روئی دُھننے والا۔ 4 ...... یعنی کپڑا بُننے والا۔

5 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان... إلخ، باب ماجاء في المصافحة، الحديث: ٢٧٣٦، ج ٤، ص ٣٣٣.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في المصافحة، الحديث: ٥٢١١، ج ٤، ص ٤٥٣.

حدیث ۲: بیہقی نے شعب الایمان میں بَراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص دو پہر سے پہلے چار رکعتیں (نماز چاشت) پڑھے تو گویا اس نے شبِ قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے گا، مگر جھڑ جائے گا۔'' (1)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں قَتادہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دریافت کیا کیا اصحاب رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم میں مصافحہ کا دستور تھا؟ کہا: ''ہاں۔'' (2)

حدیث ۴: امام مالک نے عطاء خراسانی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''آپس میں مصافحہ کرو، دل کی کپٹ جاتی رہے گی (3) اور باہم ہدیہ کرو، محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔'' (4)

حدیث ۵: امام احمد نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑلیا (مصافحہ کیا) تو اللہ تعالٰی کے ذمہ میں یہ حق ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کردے اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہو جائے گی اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالٰی کا ذکر کرتے ہیں اور سوا رضائے الٰہی کے ان کا کوئی مقصد نہیں ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ! تمھاری مغفرت ہوگئی، تمھارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔'' (5)

حدیث ۶: طبرانی نے سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے اور ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔'' (6)

حدیث ۷: ابن النجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے بھائی سے مصافحہ کرے اور کسی کے دل میں دوسرے سے عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالٰی دونوں کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف نظر محبت سے دیکھے، اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو تو

---

(1)...... "شعب الإيمان"، باب في مقاربة وموادة أهل الدين، فصل في المصافحة... إلخ، الحديث: ٨٩٥٥، ج٦، ص٤٧٤.

(2)...... "صحيح البخاري"، كتاب الإستئذان باب المصافحة، الحديث: ٦٢٦٣، ج٤، ص١٧٧.

(3)...... یعنی کینہ ختم ہو جائے گا۔

(4)...... "الموطأ" للإمام مالك، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في المهاجرة، الحديث: ١٧٣١، ج٢، ص٤٠٧.

(5)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٤٥٤، ١٢٤٥٦، ج٤، ص٢٨٦.

(6)...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٦١٥٠، ج٦، ص٢٥٦.

نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔''(1)

حدیث ۸: امام احمد و ترمذی نے ابو اُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھے کہ مزاج کیسا ہے اور پوری تحیت یہ ہے کہ مصافحہ کیا جائے۔''(2)

حدیث ۹: ترمذی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم)! کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لیے جھک جائے؟ فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا، تو کیا اس سے چپٹ جائے اور بوسہ لے؟ فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا، تو کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ فرمایا: ''ہاں۔''(3)

حدیث ۱۰: ابوداود نے روایت کی، کہ ایک شخص نے ابو ذَر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا، کیا تم لوگ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سے ملتے تھے تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) تم سے مصافحہ کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: میں نے جب کبھی ملاقات کی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے مصافَحہ کیا۔ ایک دن حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے آدمی بھیجا، میں گھر پر موجود نہ تھا، جب آیا تو مجھے مطلع کیا گیا میں حاضر ہوا، اس وقت حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) تخت پر تھے، مجھے چپٹا لیا تو یہ خوب ہی اچھا تھا، خوب اچھا۔(4)

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دریافت کیا، کہ وہ یہاں ہیں؟ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے انھیں گلے لگایا اور وہ بھی چپٹ گئے۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ (عزوجل)! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اسے محبوب بنالے جو اسے محبوب رکھے۔''(5)

حدیث ۱۲: امام احمد نے یعلٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما دوڑ کر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں آئے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے انھیں چپٹا لیا اور فرمایا: ''اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے۔''(6)

---

(1)...... ''کنز العمال''، کتاب الصحبة، رقم: ۲۵۳۵۸، ج۹، ص۵۷.

(2)...... ''سنن الترمذي''، کتاب الإستئذان... إلخ، باب ما جاء في المصافحة، الحدیث: ۲۷۴۰، ج٤ ص۳۳٤.

(3)...... المرجع السابق، الحدیث: ۲۷۳۷، ج٤ ص۳۳۳.

(4)...... ''سنن أبي داود''، کتاب الأدب، باب في المعانقة، الحدیث: ٥۲۱٤، ج٤ ص٤٥۳.

(5)...... ''صحیح مسلم''، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، الحدیث: ٥۷-(۲٤۲۱)، ص۱۳۱۹.

(6)...... ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حدیث یعلی بن مرة الثقفي، الحدیث: ۱۷٥۷۳، ج٦، ص۱۷۸.

حدیث ۱۳: ترمذی نے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ جب مدینہ میں آئے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میرے مکان میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کپڑا گھسیٹتے ہوئے برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے ہوئے چل دیے۔ واللہ! میں نے کبھی اس کے پہلے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے کسی کے پاس جاتے نہیں دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی اس طرح دیکھا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے انھیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔[1]

حدیث ۱۴: ابوداود نے اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک انصاری شخص جن کی طبیعت میں مزاح تھا، وہ باتیں کر رہے تھے اور لوگوں کو ہنسا رہے تھے۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک لکڑی سے ان کی کمر میں کونچا دیا۔ انھوں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سے عرض کی، مجھے اس کا بدلہ دیجیے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: بدلہ لے لو۔ انھوں نے کہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) قمیص پہنے ہوئے ہیں، میرے بدن پر قمیص نہیں ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے قمیص ہٹادی، وہ چپٹ گئے اور پہلو کو بوسہ دیا اور یہ کہا کہ میرا مقصد یہی تھا۔[2] (بدلہ لینا مقصود نہ تھا)

حدیث ۱۵: ابوداود و بیہقی نے عامر شَعْبی سے مرسلاً روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔[3]

حدیث ۱۶: ابوداود نے زارِع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلۂ عبدالقیس کا وفد حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں آیا تھا، یہ بھی اس وفد میں تھے، یہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ میں پہنچے، اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے دستِ مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیتے۔[4]

حدیث ۱۷: ابوداود نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ان کی طرف کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو بوسہ دیتے پھر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔[5]

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الإستئذان... إلخ، باب ما جاء في المعانقة والقبلة، الحديث: ٢٧٤١، ج٤، ص٣٣٥.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في قبلة الجسد، الحديث: ٥٢٢٤، ج٤، ص٤٥٦.

3 ...... المرجع السابق، باب في قبلة ما بين العينين، الحديث: ٥٢٢٠، ج٤، ص٤٥٥.

4 ...... المرجع السابق، باب قبلة الرجل، الحديث: ٥٢٢٥، ج٤، ص٤٥٦.

5 ...... المرجع السابق، باب في القيام، الحديث: ٥٢١٧، ج٤، ص٤٥٤.

حدیث ۱۸: ابوداود نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ شروع شروع مدینہ میں آئے تھے میں ان کے ساتھ ان کے یہاں گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بخار میں لیٹی ہوئی تھیں، حضرت ابوبکر ان کے پاس گئے اور پوچھا بیٹی کیسی ہو اور ان کے رخسارہ پر بوسہ دیا۔[1]

حدیث ۱۹: ترمذی نے صفوان بن عسال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ دو یہودی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ کھلی ہوئی نو نشانیاں کیا ہیں؟ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ① اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ② اور چوری نہ کرو۔ ③ اور زنا نہ کرو۔ ④ اور جس جان کو اللہ (عزوجل) نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو۔ ⑤ اور جو جرم سے بری ہو اُسے بادشاہ کے پاس قتل کے لیے نہ لے جاؤ۔ ⑥ اور جادو نہ کرو۔ ⑦ اور سود نہ کھاؤ۔ ⑧ اور عفیفہ[2] پر زنا کی تہمت نہ دھرو۔ ⑨ اور لڑائی کے دن مونھ پھیر کر نہ بھاگو اور خاص تم یہودی ہفتہ کے متعلق حد سے تجاوز نہ کرو۔'' جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے یہ فرمایا تو انھوں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا۔[3]

حدیث ۲۰: ابوداود نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ ہم حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے قریب گئے اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔[4]

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ جب بنی قُریظہ[5] اپنے قلعہ سے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حکم پر اُترے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور وہ وہاں سے قریب میں تھے۔ جب مسجد کے قریب آگئے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے انصار سے فرمایا: ''اپنے سردار کے پاس اٹھ کر جاؤ۔''[6]

---

1 ......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في قبلة الخد، الحدیث: ٥٢٢٢، ج٤، ص٤٥٥.

2 ...... پاکدامن عورت۔

3 ......"سنن الترمذي"، کتاب الإستئذان... إلخ، باب ما جاء في قبلة الید و الرجل، الحدیث: ٢٧٤٢، ج٤، ص٣٣٥.

4 ......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في قبلة الید، الحدیث: ٥٢٢٣، ج٤، ص٤٥٦.

5 ...... یہودیوں کے ایک قبیلے کا نام ہے۔

6 ......"صحیح البخاري"، کتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو علی حکم رجل، الحدیث: ٣٠٤٣، ج٢، ص٣٢٢.
و کتاب المغازي، باب مرجع النبي صلی اللہ علیه وسلم من الأحزاب... إلخ، الحدیث: ٤١٢١، ج٣، ص٥٦.
و"صحیح مسلم"، کتاب الجهاد... إلخ، باب جواز قتال من نقض العهد... إلخ، الحدیث: ٦٤ ـ (١٧٦٨)، ص٩٧٢.

حدیث ۲۲: بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے مکان میں تشریف لے گئے۔[1]

حدیث ۲۳: ترمذی وابوداود نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے رہیں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔'' [2]

حدیث ۲۴: ابوداود نے ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے۔ ہم حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کے لیے کھڑے ہوگئے۔ ارشاد فرمایا: ''اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی کھڑے ہوا کرتے ہیں کہ ان میں کا بعض بعض دوسرے کی تعظیم کیا کرتا ہے۔'' [3]

یعنی عجمیوں کا کھڑے ہونے میں جو طریقہ ہے وہ قبیح ومذموم ہے، اس طرح کھڑے ہونے کی ممانعت ہے، وہ یہ ہے کہ اُمرا بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بروجہ تعظیم ان کے قریب کھڑے رہتے ہیں۔ دوسری صورت عدم جواز کی وہ ہے کہ وہ خود پسند کرتا ہو کہ میرے لیے لوگ کھڑے ہوا کریں اور کوئی کھڑا نہ ہو تو برا مانے جیسا کہ ہندوستان میں اب بھی بہت جگہ رواج ہے کہ امیروں، رئیسوں، زمین داروں کے لیے ان کی رعایا کھڑی ہوتی ہے، نہ کھڑی ہو تو زدوکوب تک نوبت آتی ہے۔ ایسے ہی متکبرین و متجبرین کے متعلق معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث میں وعید آئی ہے[4] اور اگر ان کی طرف سے یہ نہ ہو بلکہ یہ کھڑا ہونے والا اس کو مستحق تعظیم سمجھ کر ثواب کے لیے کھڑا ہوتا ہے یا تواضع کے طور پر کسی کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ناجائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۱: مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث یہ ہے کہ ''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی، اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔'' جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ مطلقاً مصافحہ کا جواز یہ بتاتا ہے کہ نماز فجر وعصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا، اس سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"شعب الإيمان"، باب في مقاربة وموادة أهل الدين، فصل في قيام المرء... إلخ، الحديث: ٨٩٣٠، ج٦، ص٤٦٧.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل، الحديث: ٢٧٦٤، ج٤ ص٣٤٧.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك، الحديث: ٥٢٣٠، ج٤، ص٤٥٨.

4 ......انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في قيام الرجل للرجل، الحديث: ٥٢٢٩، ج٤، ص٤٥٧.

5 ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج٩، ص٦٢٨.

مسئلہ ۲: جس طرح فجر وعصر کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے، کیونکہ اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہی ہے، جب تک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے، فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ ''حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کا دستِ مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔''[3] یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو۔ دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہا نے بیان کیا اور اس کی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے، وہ یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے دہنے سے اور بایاں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔[4]

مسئلہ ۵: مصافحہ مسنون یہ ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملیں تو پہلے سلام کیا جائے اس کے بعد مصافحہ کریں۔ رخصت کے وقت بھی عموماً مصافحہ کرتے ہیں، اس کے مسنون ہونے کی تصریح نظرِ فقیر سے نہیں گزری۔ مگر اصل مصافحہ کا جواز[5] حدیث سے ثابت ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔

مسئلہ ۶: معانقہ کرنا[6] بھی جائز ہے جبکہ خوفِ فتنہ اور اندیشۂ شہوت نہ ہو۔ چاہیے کہ جس سے معانقہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہو، بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہو یعنی کپڑا حائل ہو۔[7] (زیلعی) حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے معانقہ کیا۔[8]

مسئلہ ۷: بعد نمازِ عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہارِ خوشی کا ایک طریقہ ہے۔ یہ معانقہ بھی جائز ہے، جبکہ محلِ فتنہ نہ ہو مثلاً امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا کہ یہ محلِ فتنہ ہے۔

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۲۸.

2 ......المرجع السابق، ص۶۲۹.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب المصافحة، ج٤، ص۱۷۷.

حدیثِ پاک کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا ''کہ میرا ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا'' ...علمیہ

4 ...... انظر "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۲۹.

5 ......یعنی جائز ہونا۔ 6 ...... یعنی گلے ملنا۔

7 ......"تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في الإستبراء وغيره، ج۷، ص۵۶.

8 ......انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في قبلة ما بين العينين، الحديث: ۵۲۲۰، ج٤، ص۴۵۵.

مسئلہ۸: بوسہ دینا اگر بشہوت ہو تو ناجائز ہے اور اکرام وتعظیم کے لیے ہو تو ہوسکتا ہے۔ پیشانی پر بوسہ بھی انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا۔[1] اور صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔

مسئلہ۹: بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔[2] (زیلعی)

مسئلہ۱۰: عالمِ دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے، بلکہ اس کے قدم چومنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر کسی نے عالمِ دین سے یہ خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجیے کہ میں بوسہ دوں تو اس کے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لیے اس کی طرف بڑھا سکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ۱۱: عورت نے عورت کے مونھ یا رخسارہ کو بوقتِ ملاقات یا بوقتِ رخصت بوسہ دیا، یہ مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۱۲: عالم یا کسی بڑے کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے۔ جس نے ایسا کیا اور جو اس پر راضی ہوا، دونوں گنہگار ہوئے۔[5] (زیلعی)

مسئلہ۱۳: بوسہ کی چھ قسمیں ہیں:

① بوسہ رحمت، جیسے والدین کا اولاد کو بوسہ دینا۔

② بوسہ شفقت، جیسے اولاد کا والدین کو بوسہ دینا۔

③ بوسہ محبت، جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے۔

④ بوسہ تحیت، جیسے بوقتِ ملاقات ایک مسلم دوسرے مسلم کو بوسہ دے۔

⑤ بوسہ شہوت، جیسے مرد عورت کو بوسہ دے اور

⑥ ایک قسم بوسہ دیانت ہے، جیسے حجر اسود کا بوسہ۔[6] (زیلعی)

---

1 ...... "سنن إبن ماجه"، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم، الحديث: ١٦٢٧، ج٢، ص٢٨٣.

2 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في الإستبراء وغيره، ج٧، ص٥٦.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج٩، ص٦٣١.

4 ...... المرجع السابق، ص٦٣٢.

5 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في الإستبراء وغيره، ج٧، ص٥٦.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: مُصْحَف یعنی قرآن مجید کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ روزانہ صبح کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی مصحف کو بوسہ دیتے اور چہرے سے مس کرتے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: سجدہ تحیّت یعنی ملاقات کے وقت بطورِ اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر بقصد عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: بادشاہ کو بروجہ تحیت سجدہ کرنا یا اس کے سامنے زمین کو بوسہ دینا کفر نہیں، مگر یہ شخص گنہگار ہوا اور اگر عبادت کے طور پر سجدہ کیا تو کفر ہے۔ عالم کے پاس آنے والا بھی اگر زمین کو بوسہ دے، یہ بھی ناجائز و گناہ ہے، کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی اتنا جھکنا کہ حدِ رکوع تک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۸: آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے، جبکہ ایسے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے، مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آ گیا جس کی تعظیم کرنی چاہیے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میرے لیے کھڑے ہوں اس کی یہ بات ناپسند و مذموم ہے۔[6] (ردالمحتار) احادیث میں اسی قیام کی مذمت ہے یا اس قیام کو برا بتایا گیا ہے۔ جو اَعاجم میں مروج ہے کہ سلاطین بیٹھے ہوتے ہیں اور اُس کے آس پاس تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں، آنے والے کے لیے کھڑا ہونا اس قیام ممنوع میں داخل نہیں۔ قیام میلاد شریف کی ممانعت پر ان احادیث سے دلیل لانا جہالت ہے۔

مسئلہ ۲۰: جہاں یہ اندیشہ ہو کہ تعظیم کے لیے اگر کھڑا نہ ہوا تو اس کے دل میں بُغْض وعَداوت پیدا ہوگا، خصوصاً ایسی

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۳٤.

2 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۳۲.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك، ج۵، ص۳۶۸ ـ ۳۶۹.

4 ......المرجع السابق، ص۳۶۹.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۳۲.

6 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۳۳.

جگہ جہاں قیام کا رواج ہے تو قیام کرنا چاہیے تا کہ ایک مسلم کو بغض وعداوت سے بچایا جائے۔ [1] (ردالمحتار)

چھینک اور جماھی کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی کو چھینک پسند ہے اور جماہی ناپسند ہے۔ جب کوئی شخص چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر یہ حق ہے کہ یَرْحَمُکَ اللہ کہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے، جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے، اُسے دفع کرے کیونکہ جب جماہی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔'' [2] یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ کسل اور غفلت کی دلیل ہے، ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ''جب وہ (ہا) کہتا ہے شیطان ہنستا ہے۔'' [3]

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُکَ اللہ کہے جب یہ یَرْحَمُکَ اللہ کہہ لے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہ کہے یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔'' [4]

ترمذی اور دارمی کی روایت میں ابو ایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ جب چھینک آئے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَال۔ [5]

حدیث ۳: طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے۔'' [6]

حدیث ۴: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو فرشتے کہتے ہیں: رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور اگر وہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: رَحِمَكَ اللّٰه۔'' [7]

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۳۳.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب اذا تثاوَبَ فليضع يده على فيه، الحديث: ۶۲۲۶، ج۴، ص۱۶۳.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، الحديث: ۳۲۸۹، ج۲، ص۴۰۲.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب العطاس والتثاؤب، الحديث: ۴۷۳۲، ج۳، ص۲۴.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب اذا عطس كيف يشمت، الحديث: ۶۲۲۴، ج۴، ص۱۶۲.

5 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، الحديث: ۲۷۵۰، ج۴، ص۳۴۰.

6 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۰۳۲۶، ج۱۰، ص۱۶۲.

7 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۲۲۸۴، ج۱۱، ص۳۵۸.

حدیث ۵: ترمذی نے نافع سے روایت کی، کہ ایک شخص کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس چھینک آئی۔ اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ . ابن عمر نے فرمایا: یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ مگر اس کے کہنے کی یہ جگہ نہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی، ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال کہیں۔[1]

حدیث ۶: ترمذی وابوداود نے ہلال بن یساف سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم سالم بن عُبَید کے پاس تھے، ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ۔ سالم نے کہا: وَعَلَیْکَ وَ عَلٰی اُمِّکَ اسے اس کا رنج ہوا۔ (کہ مجھے ایسا جواب کیوں دیا)۔ ابوداود کی روایت میں ہے، کہ اس نے کہا: میری ماں کا آپ نے ذکر نہ کیا ہوتا۔ نہ اچھا، نہ برا تو اچھا ہوتا۔ سالم نے کہا: میں نے وہی کہا جو رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا تھا۔ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: وَعَلَیْکَ وَعَلٰی اُمِّکَ. جب کسی کو چھینک آئے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن اور جواب دینے والا کہے یَرْحَمُکَ اللہ اور وہ کہے یَغْفِرُ اللہُ لِیْ وَلَکُمْ۔[2]

حدیث ۷: صحیح بخاری ومسلم میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس دو شخصوں کو چھینک آئی۔ آپ نے ایک کو جواب دیا، دوسرے کو نہیں دیا۔ اس نے عرض کی، یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم)! حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے اُس کو جواب دیا اور مجھے نہیں دیا۔ ارشاد فرمایا: ''اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور تو نے نہیں کہا۔''[3]

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جب کوئی چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو اسے جواب دو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو اسے جواب مت دو۔''[4]

حدیث ۹: صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللہ کہا، پھر دوبارہ چھینک آئی تو حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''اسے زکام ہوگیا ہے۔'' [5]

---

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ما يقول العاطس اذا عطس، الحديث: ٢٧٤٧، ج٤، ص٣٣٩.

2 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، الحديث: ٢٧٤٩، ج٤، ص٣٣٩.
و"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب كيف تشميت العاطس، الحديث: ٥٠٣١، ج٤، ص٣٩٩.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب لا يشمت العاطس اذا لم يحمد الله، الحديث: ٦٢٢٥، ج٤، ص١٦٣.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٥٤ـ(٢٩٩٢)، ص١٥٩٦.

5 ...... المرجع السابق، الحديث: ٥٥ـ(٢٩٩٣)، ص١٥٩٦.

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ تیسری مرتبہ چھینک آئی تب حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ایسا فرمایا۔[1] یعنی جب بار بار چھینک آئے تو جواب کی حاجت نہیں۔

حدیث ۱۰: ترمذی وابوداود نے ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو چھینک آتی تو مونھ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کرتے۔[2]

حدیث ۱۱: صحیح مسلم میں ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ جب کسی کو جماہی آئے تو مونھ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان مونھ میں گھس جاتا ہے۔[3]

حدیث ۱۲: طبرانی اوسط میں اَنَس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سچی بات وہ ہے کہ اس وقت چھینک آجائے۔''[4] اور حکیم کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ ہے کہ ''جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آجائے تو وہ حق ہے۔''[5] اور ابونعیم کی روایت انھیں سے ہے، کہ ''دعا کے وقت چھینک آجانا سچا گواہ ہے۔''[6]

حدیث ۱۳: بیہقی نے شعب الایمان میں عُبادہ بن صامِت وشداد بن اَوس و واثِلہ رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز کو بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔''[7]

مسئلہ ۱: چھینک کا جواب دینا واجب ہے، جبکہ چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور اس کا جواب بھی فوراً دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سن لے، واجب ہے۔ جس طرح سلام کے جواب میں ہے یہاں بھی ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے، دوبارہ چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دوبارہ جواب واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......"سنن الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء كم يشمت العاطس، الحديث: ٢٧٥٣، ج٤، ص٣٤٢.

2 ......المرجع السابق، باب ماجاء في خفض الصوت... إلخ، الحديث: ٢٧٥٤، ج٤، ص٣٤٣.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٥٧ـ(٢٩٩٥)، ص١٥٩٧.

4 ......"المعجم الأوسط"، باب الجيم، الحديث: ٣٣٦٠، ج٢، ص٣٠٢.

5 ......"نوادر الاصوال في احاديث الرسول"، ج٣، ص٥.

6 ......"كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٥٢٠، ج٩، ص٦٨.

7 ......"شعب الإيمان"، باب في تشميت العاطس، فصل في خفض الصوت بالعطاس، الحديث: ٩٣٥٥، ج٧، ص٣٢.

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٣.

9 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦.

مسئلہ ۳: جس کو چھینک آئے اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے۔ جب اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہوگیا اور حمد نہ کرے تو جواب نہیں۔ ایک مجلس میں کئی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے، اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔[1] (بزازیہ)

مسئلہ ۴: جس کو چھینک آئے وہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال اور اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ [2] پھر چھینکنے والا یہ کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ [3] یا یہ کہے یَهْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ [4] اس کے سوا دوسری بات نہ کہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اس کا جواب دے، اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا، اگر جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئی تو سننے والا اس کو جواب نہ دے۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۷: کافر کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو جواب میں یَهْدِیْکَ اللّٰہُ کہا جائے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: چھینکنے والے کو چاہیے کہ زور سے حمد کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے۔ چھینک کا جواب بعض حاضرین نے دیدیا تو سب کی طرف سے ہوگیا اور بہتر یہ ہے کہ سب حاضرین جواب دیں۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو سننے والا اس کا جواب دے۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ شخص دانتوں اور

---

1 ......"البزازية"هامش على "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، نوع في السلام، ج٦، ص٣٥٥.

2 ......اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔

3 ......اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

4 ......اللہ عزوجل تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦.

6 ......المرجع السابق، ص٣٢٧.

7 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم، ج٢، ص٣٧٧.

8 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٤.

9 ......المرجع السابق.

10 ......المرجع السابق.

کانوں کے درد اور تُخمہ (1) سے محفوظ رہے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ کمر کے درد سے محفوظ رہے گا۔ (2)(ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: چھینک کے وقت سر جھکا لے اور مونھ چھپالے اور آواز کو پست کرے، چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔ (3)(ردالمحتار)

فائدہ: حدیث میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آجانا شاہد عدل ہے۔ (4)

مسئلہ ۱۲: بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں، مثلاً کسی کام کے لیے جارہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا، یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا، سخت غلطی ہے۔

خرید و فروخت (5) کا بیان

مسئلہ ۱: جب تک خرید وفروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون ناجائز، اس وقت تک تجارت نہ کرے۔ (6)(عالمگیری)

مسئلہ ۲: انسان کے پاخانہ کا بیع کرنا ممنوع ہے، گوبر کا بیچنا ممنوع نہیں۔ انسان کے پاخانہ میں مٹی یا راکھ مل کر غالب ہوجائے، جیسے کھات میں مٹی کا غلبہ ہوجاتا ہے تو بیع بھی جائز ہے اور اس کو کام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا بھی جائز ہے۔ (7)(ہدایہ)

مسئلہ ۳: یہ معلوم ہے کہ یہ فلاں شخص کی کنیز (8) ہے اور دوسرا شخص اسے بیع کررہا ہے، یہ بائع (9) کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا اس سے میں نے خرید لی ہے یا اس نے مجھے ہبہ کردی ہے (10) تو اس کو خریدنا اور اس سے وطی کرنا جائز ہے۔ جبکہ وہ شخص ثقہ ہو یا غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس خبر میں جھوٹا ہے تو اس کے لیے ایسا

---

1 ......یعنی بدہضمی۔

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸٤.
و"کنزالعمال"، کتاب الصحبة، حرف العین، الحدیث: ۲۵۵۳۹، ۲۵۵٤۰، ج۹، ص۷۰.

3 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸٤.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۵.
و"کنزالعمال"، کتاب الصحبة، حرف العین، الحدیث: ۲۵۵۱۸، ۲۵۵۱۹، ج۹، ص۶۸.

5 ......خرید فروخت کا مفصل بیان حصہ یازدہم میں گزر چکا ہے وہاں سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب الخامس والعشرون في البیع...إلخ، ج۵، ص۳۶۳.

7 ......"الهدایة"، کتاب الکراهیة، فصل في البیع، ج۲، ص۳۷۵.

8 ......لونڈی۔ 9 ......یعنی بیچنے والا۔ 10 ......یعنی تحفۃً مالک بنادیا۔

کرنا جائز نہیں اور اگراس کو خود اس کا علم نہیں کہ یہ فلاں کی ہے، مگراس بائع ہی نے بتایا کہ یہ فلاں کی ہے اور مجھے اس نے بیع کا وکیل کیا ہے اور وہ بائع ثقہ ہے یا غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے تو اس کو خریدنا وغیرہ جائز ہے۔[1] (ہدایہ) اسی طرح دوسری اشیاء کے متعلق یہ علم ہے کہ فلاں کی ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا میں نے خرید لی ہے یا اس نے ہبہ کردی ہے تو اس کو خریدنا اور اس چیز سے نفع اٹھانا انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ۴: جو شخص چیز کو بیع کررہا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری[2] کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ یہ چیز اس کو یوں ملی ہے، اسے نہ خریدے۔ مشتری کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خریدنا جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں ہونا اس کی مِلک کی دلیل ہے اور اس کا معارِض پایا نہیں گیا۔ پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کی مِلک کا توہم کیا جائے۔

ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہوسکتی مثلاً وہ چیز بیش قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوگی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اسے میراث میں ملی ہو تو اس صورت میں اس کی خریداری سے بچنا چاہیے اور اس کے باوجود اس نے خرید ہی لی تو خریدنا جائز ہے، کیونکہ خریدار نے دلیل شرعی پر اعتماد کرکے خریدا ہے یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ۵: مشترک چیز میں جو اس کا حصہ ہے اسے نہ بیچے جب تک شریک کو مطلّع نہ کردے، اگر وہ شریک خرید لے فبہا ورنہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کیے بیچنا مکروہ ہے یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیع ہی ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۶: اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں، جن کا غالب مال حرام ہے اور ان میں سود اور عقود فاسدہ جاری ہیں، ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں۔ جس۱ چیز کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لاکر بیچ گیا، ایسی چیز خریدی نہ جائے۔ دوسری۲ صورت یہ ہے کہ مال حرام بعینہٖ موجود ہے مگر مال حلال میں اس طرح مل گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے، اس طرح مل جانے سے اس کی مِلک ہوگئی مگر اس کو بھی خریدنا نہ چاہیے، جب تک بائع اس مالک کو

---

1 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج٢، ص٣٧٥.

2 ......یعنی خریدنے والا۔

3 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج٢، ص٢٧٢.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع...إلخ، ج٥، ص٣٦٤.

عوض دے کر راضی نہ کرلے اور اگر خرید ہی لی تو مشتری کی مِلک ہوجائے گی اور کراہت رہے گی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ معلوم ہے کہ جس کو غصب کیا تھا یا چوری وغیرہ کا مال تھا، وہ بعینہٖ باقی نہ رہا تو دوکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: تاجر اپنی تجارت میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ فرائض فوت ہوجائیں، بلکہ جب نماز کا وقت آجائے تو تجارت چھوڑ کر نماز کو چلا جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: نجس کپڑے کو بیچ سکتا ہے، مگر جب یہ گمان ہو کہ خریدار اُس میں نماز پڑھے گا تو اس کو ظاہر کردے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: جتنے میں چیز خریدی، بائع کو اس سے کچھ زیادہ دیا تو جب تک یہ نہ کہدے کہ یہ زیادتی تمھارے لیے حلال ہے یا یہ کہ میں نے تمھیں مالک کردیا، اس زیادتی کو لینا جائز نہیں۔[4] (عالمگیری) خریدنے کے بعد بہت سے لوگ روکھ[5] لیتے ہیں کہ مبیع جتنی طے ہوئی ہے، اس سے کچھ زیادہ لیتے ہیں بغیر بائع کی رضامندی کے یہ ناجائز ہے اور روکھ مانگنا بھی نہ چاہیے کہ یہ ایک قسم کا سوال ہے اور بغیر حاجت سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۱۰: گوشت یا مچھلی یا پھل وغیرہ ایسی چیز جو جلد خراب ہوجانے والی ہے کسی کے ہاتھ بیچی اور مشتری غائب ہوگیا اور بائع کو اندیشہ ہے کہ اس کے انتظار میں چیز خراب ہوجائے گی، ایسی صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اور جس کو ایسا معلوم ہے، وہ خرید سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جو شخص بیمار ہے اس کا باپ یا بیٹا بغیر اس کی اجازت کے ایسی چیزیں خرید سکتا ہے جس کی مریض کو حاجت ہے، مثلاً دوا وغیرہ۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: اچھے، صاف گیہوں میں خاک دھول ملا کر بیچنا ناجائز ہے، اگرچہ وہاں ملانے کی عادت ہو۔[8] (عالمگیری) اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: جس جگہ بازار میں روٹی گوشت کا نرخ مقرر ہے کہ اس حساب سے فروخت ہوتی ہے کسی نے خریدی بائع

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب الخامس والعشرون في البیع...إلخ، ج٥، ص٣٦٤.

2 ......المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب الخامس والعشرون في البیع...إلخ، ج٥، ص٣٦٥.

5 ......یعنی کسی چیز کی خریداری کے بعد تھوڑی سی چیز جو مفت میں لیتے ہیں۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب الخامس والعشرون في البیع...إلخ، ج٥، ص٣٦٥.

7 ......المرجع السابق. 8 ...... المرجع السابق.

نے کم دی مگر خریدار کو اس وقت یہ نہیں معلوم ہوا کہ کم ہے بعد کو معلوم ہوا تو جو کچھ کمی ہے وصول کرسکتا ہے جبکہ مشتری کو بھی نرخ معلوم ہے اور اگر خریدار پردیسی ہے، وہاں کا نہیں ہے تو روٹی میں جو کمی ہے، وصول کرسکتا ہے۔ گوشت میں جو کمی ہے، وصول نہیں کرسکتا کیونکہ روٹی کا نرخ قریب قریب سب شہروں میں یکساں ہوتا ہے اور گوشت میں یہ بات نہیں۔[1] (زیلعی)

مسئلہ ۱۴: لوہے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے، اس کا بیچنا مکروہ ہے۔[2] (عالمگیری) اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے، ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اِعانت[3] ہے۔

مسئلہ ۱۵: مسلمان کا کافر پر دَین ہے، اس نے شراب بیچ کر اس کے ثمن سے دَین ادا کیا۔ مُسلِم کے علم میں ہے کہ یہ روپیہ شراب کا ثمن ہے، اس کا لینا جائز ہے کیونکہ کافر کا کافر کے ہاتھ شراب بیچنا جائز ہے اور ثمن میں جو روپیہ اسے ملا، وہ جائز ہے، لہٰذا مسلم اپنے دَین میں لے سکتا ہے اور مسلم نے شراب بیچی تو چونکہ یہ بیع ناجائز ہے اس کا ثمن بھی ناجائز ہے، اس روپیہ کو دَین میں لینا ناجائز ہے۔[4] (درمختار) یہی حکم ہر ایسی صورت میں ہے جہاں یہ معلوم ہے کہ یہ مال بعینہ خبیث وحرام ہے تو اس کو لینا ناجائز ہے، مثلاً معلوم ہے کہ چوری یا غصب کا مال ہے۔

مسئلہ ۱۶: رنڈیوں کو ناچ گانے کی جو اُجرت ملی ہے یہ بھی خبیث ہے، جس کسی کو دَین یا کسی مطالبہ میں دے اس کا لینا ناجائز ہے۔ جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو، مرنے کے بعد اس کا مال ورثہ کو نہ لینا چاہیے کہ یہ مال حرام ہے۔ بلکہ وُرثہ یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو جس سے مورِث نے حاصل کیا ہے، اسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر تصدّق کردیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: پُنْساری کو روپیہ دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ روپیہ سودے میں کٹتا رہے گا یا دیتے وقت یہ شرط نہ ہو کہ سودے میں کٹ جائے گا، مگر معلوم ہے کہ یوہیں کیا جائے گا تو اس طرح روپیہ دینا ممنوع ہے کہ اس قرض سے یہ نفع ہوا کہ اس کے پاس رہنے میں اس کے ضائع ہونے کا احتمال تھا اب یہ احتمال جاتا رہا اور قرض سے نفع اٹھانا، ناجائز ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج٧، ص٦٣.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع...إلخ، ج٥، ص٣٦٥.

3 ......مدد کرنا۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٥.

5 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٥.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٤٩.

مسئلہ ۱۸: اِحتِکار ممنوع ہے۔ احتکار کے یہ معنی ہیں کہ کھانے کی چیز کو اس لیے روکنا کہ گراں ہونے پر فروخت کرے گا۔ احادیث [1] میں اس بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

ایک حدیث میں یہ ہے ''جو چالیس روز تک احتکار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جذام و افلاس میں مبتلا کرے گا۔'' [2]

دوسری حدیث میں یہ ہے کہ ''وہ اللہ (عزوجل) سے بری اور اللہ (عزوجل) اُس سے بری۔'' [3]

تیسری حدیث یہ ہے کہ ''اُس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نہ اس کے نفل قبول کرے گا نہ فرض۔'' [4]

احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، مثلاً اناج اور انگور بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس، بھوسا۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: احتکار وہیں کہلائے گا جبکہ اس کا غلہ روکنا وہاں والوں کے لیے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے، اس کے روکنے سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہے، دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ [6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: احتکار کرنے والے کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کرڈالے، اگر وہ شخص قاضی کے اس حکم کے خلاف کرے یعنی زائد غلہ نہ بیچے تو قاضی اس کو مناسب سزا دے گا اور اس کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہے، قاضی خود بیع کردے گا کیونکہ ضررِ عام سے بچنے کی یہی صورت ہے۔ [7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو احتکار کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کردے۔ پھر جب ان کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے، واپس دیدیں۔ [8] (درمختار)

---

1 ......احتکار کے متعلق چند حدیثیں حصہ یازدہم بیع مکروہ کے بیان میں لکھی جاچکی ہیں۔۱۲منہ

2 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب الحكرة و الجلب، الحديث: ٢١٥٥، ج٣، ص١٤، و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٥٧.

3 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ٤٨٨٠، ج٢، ص٢٧٠.

4 ......

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٥٦-٦٥٧.

6 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج٢، ص٣٧٧.

7 ......المرجع السابق، ص٣٧٨.

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٥٨.

مسئلہ ۲۲: اپنی زمین کا غلہ روک لینا احتکار نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اس بری نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی حاجت ہو اور غلہ دستیاب نہ ہوتا ہو تو قاضی اسے بیع کرنے پر مجبور کرے گا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: دوسری جگہ سے غلہ خرید کر لایا، اگر وہاں سے عموماً یہاں غلہ آتا ہے تو اس کا روکنا بھی احتکار ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلہ لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا احتکار نہیں۔ مگر اس صورت میں بھی بیچ ڈالنا مستحب ہے کہ روکنے میں یہاں بھی ایک قسم کی کراہت ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: حاکم کو یہ نہ چاہیے کہ اشیا کا نرخ مقرر کردے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) نرخ گراں ہوگیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) نرخ مقرر فرما دیں۔ ارشاد فرمایا: ''نرخ مقرر کرنے والا، تنگی کشادگی کرنے والا، روزی دینے والا اللہ (عزوجل) ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملہ میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔''[3]

مسئلہ ۲۵: تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کردیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کیے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کرسکتا ہے اور مقررشدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوئی یہ بیع جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بیع مکرہ ہے کیونکہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں، قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا۔ اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے، صرف یہ کیا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے، اس سے گراں نہ بیچے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۶: انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارہ میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کردی ہوں تو ان میں بھی نرخ مقرر کیا جاسکتا ہے۔[5] (درمختار)

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے بہت فضائل ہیں۔ اِجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۵۸.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في التسعير، الحديث: ۳۴۵۱، ج۴، ص۴۷۴.

4 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج۲، ص۳۷۸.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۶۱.

اس پر اسلام اور احکامِ اسلام کا مدار ہے۔ اس کی تلاوت کرنا، اس میں تدبُّر، آدمی کو خدا تک پہنچاتا ہے۔

اس موقع پر اس کے متعلق چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''تم میں بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔'' (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: کیا تم میں کوئی شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ بطحان یا عقیق میں صبح کو جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں کوہان والی لائے، اس طرح کہ گناہ اور قطع رحم نہ ہو یعنی جائز طور پر۔ ہم نے عرض کی، کہ یہ بات ہم سب کو پسند ہے۔ فرمایا: ''پھر کیوں نہیں صبح کو مسجد میں جاکر کتاب اللہ کی دو آیتوں کو سیکھتا، کہ یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین تین سے بہتر اور چار چار سے بہتر۔'' (2) وعلٰی ہٰذا القیاس۔

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو مومن قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال تُرُنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا، وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا، وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے، وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا۔'' (3)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے۔'' (4) یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں، اُن کے لیے بلندی ہے اور دوسروں کے لیے پستی ہے۔

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے، وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رُک رُک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اُس پر شاق ہے یعنی اُس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی، تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے، اُس کے لیے دو اجر ہیں۔'' (5)

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه، الحدیث: ۵۰۲۷، ج۳، ص۴۱۰.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاة المسافرین... إلخ، باب فضل قراءة القرآن... إلخ، الحدیث: ۲۵۱ـ(۸۰۳)، ص۴۰۲.

3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الأطعمة، باب ذکر الطعام، الحدیث: ۵۴۲۷، ج۳، ص۵۳۵.
و "مشکاة المصابیح"، کتاب فضائل القرآن، الحدیث: ۲۱۱۴، ج۱، ص۵۸۲،

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاة المسافرین... إلخ، باب فضل من یقوم بالقرآن... إلخ، الحدیث: ۲۶۹ـ(۸۱۶)، ص۴۰۸.

5 ...... المرجع السابق، باب فضل الماهر بالقرآن... إلخ، الحدیث: ۲۴۴ـ(۷۹۸)، ص۴۰۰.

حدیث ۶: شرح سنہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک[1] قرآن کہ یہ بندوں کے لیے جھگڑا کرے گا، اس کے لیے ظاہر و باطن ہے اور امانت[2] اور رشتہ[3] پکارے گا کہ جس نے مجھے ملایا، اُسے اللہ (عزوجل) ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا، اللہ (عزوجل) اُسے کاٹے گا۔''(1)

حدیث ۷: امام احمد و ترمذی و ابوداود و نسائی نے عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ، جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ تیری منزل آخر آیت جو تو پڑھے گا، وہاں ہے۔'' (2)

حدیث ۸: ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جس کے جوف میں کچھ قرآن نہیں ہے، وہ ویرانہ مکان کی مثل ہے۔'' (3)

حدیث ۹: ترمذی و دارمی نے ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے: ''جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا، اُسے میں اُس سے بہتر دوں گا، جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اور کَلَامُ اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہی ہے، جیسی اللہ (عزوجل) کی فضیلت اسکی مخلوق پر ہے۔'' (4)

حدیث ۱۰: ترمذی و دارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص کَلَامُ اللہ کا ایک حرف پڑھے گا، اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، میم تیسرا حرف۔'' (5)

حدیث ۱۱: ابوداود نے معاذ جُہَنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے، اگر وہ تمھارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔''(6)

1 ......"شرح السنة"، كتاب البر والصلة، باب ثواب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ٣٣٢٧، ج٦، ص٤٣٨.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة، الحديث: ١٤٦٤، ج٢، ص١٠٤.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب: ١٨، الحديث: ٢٩٢٢، ج٤ ص٤١٩.

4 ......المرجع السابق، باب: ٢٥، الحديث: ٢٩٣٥، ج٤ ص٤٢٥.

5 ......المرجع السابق، باب ماجاء في من قرأ حرفا من القرآن... إلخ، الحديث: ٢٩١٩، ج٤ ص٤١٧.

6 ......"سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب في ثواب قراءة القرآن، الحديث: ١٤٥٣، ج٢ ص١٠٠.

حدیث ۱۲: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کرلیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا۔ اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالٰی اس کی شفاعت قبول فرمائے گا، جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔'' (1)

حدیث ۱۳: ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''قرآن سیکھو اور پڑھو کہ جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اس کے ساتھ قیام کیا، اس کی مثال یہ ہے جیسے مشک سے تھیلی بھری ہوئی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے سیکھا اور سو گیا یعنی قیام اللیل نہیں کیا، اس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مشک بھری ہوئی ہے اور اس کا مونھ باندھ دیا گیا ہے۔'' (2)

حدیث ۱۴: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے، جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے۔ عرض کی، یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم)! اس کی جلا کس چیز سے ہوگی؟ فرمایا: ''کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔'' (3)

حدیث ۱۵: صحیح بخاری و مسلم میں جُندُب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''قرآن کو اس وقت تک پڑھو، جب تک تمھارے دل کو الفت اور لگاؤ ہو اور جب دل اُچاٹ ہو جائے، کھڑے ہو جاؤ۔'' (4) یعنی تلاوت بند کردو۔

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ (عزوجل) کو جتنی توجہ اس نبی کی طرف ہے جو خوش آوازی سے قرآن پڑھتا ہے، کسی کی طرف اتنی توجہ نہیں۔'' (5)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کو تَغَنّی یعنی خوش آوازی سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' (6) اس حدیث کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تغنی سے مراد استغنا ہے یعنی قرآن پڑھنے کے عوض میں کسی سے کچھ لینا نہ چاہیے۔

---

(1)...."سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل قارئ القرآن، الحديث:٢٩١٤، ج٤ ص٤١٤.
و"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب فضل من تعلم القرآن...إلخ، الحديث:٢١٦، ج١ ص١٤١.

(2)...."سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورة البقرة...إلخ، الحديث:٢٨٨٥، ج٤ ص٤٠١.

(3)...."شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في ادمان تلاوته، الحديث:٢٠١٤، ج٢، ص٣٥٢-٣٥٣.

(4)...."صحيح البخاري"، كتاب فضائل القرآن، باب اقرؤوا القرآن...إلخ، الحديث:٥٠٦١، ج٣ ص٣١٩.

(5)...."صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ولا تنفع الشفاعة...إلخ، الحديث:٧٤٨٢، ج٤، ص٥٦٩.

(6)....المرجع السابق، باب قول الله تعالى واسروا قولكم او اجهروا...إلخ، الحديث:٧٥٢٧، ج٤ ص٥٨٦.

حدیث ۱۸: امام احمد وابوداود وابن ماجہ ودارمی نے براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''قرآن کو اپنی آوازوں سے مزیّن کرو۔'' (1) اور دارمی کی روایت میں ہے کہ ''اپنی آوازوں سے قرآن کو خوبصورت کرو، کیونکہ اچھی آواز قرآن کا حسن بڑھادیتی ہے۔'' (2)

حدیث ۱۹: بیہقی نے عبیدہ مُلیکی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ یعنی سستی اور تغافُل نہ برتو اور رات اور دن میں اسکی تلاوت کرو جیسا تلاوت کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور تَغَنّی کرو یعنی اچھی آواز سے پڑھو یا اس کا معاوضہ نہ لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے غور کرو، تاکہ تم کو فلاح ملے، اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔'' (3) (جو آخرت میں ملنے والا ہے)

حدیث ۲۰: ابوداود وبیہقی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے ساتھ اعرابی اور عجمی بھی تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا کہ قرآن پڑھو! تم سب اچھے ہو، بعد میں قومیں آئیں گی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گی جیسا تیر سیدھا ہوتا ہے، اس کا بدلہ جلدی لینا چاہیں گے، دیر میں لینا نہیں چاہیں گے۔'' (4) یعنی دنیا میں بدلہ لینا چاہیں گے۔

حدیث ۲۱: بیہقی نے حُذَیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''قرآن کو عرب کے لحن اور آواز سے پڑھو، اہلِ عشق اور یہود ونصاریٰ کے لحن سے بچو یعنی قواعد موسیقی کے مطابق گانے سے بچو اور میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھے گی، جیسے گانے اور نوحہ میں ترجیع ہوتی ہے، قرآن ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا، ان کے دل فتنہ میں مبتلا ہیں اور ان کے بھی جن کو ان کی یہ بات پسند ہے۔'' (5)

حدیث ۲۲: ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے، کہتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مجھے بلایا، میں نے جواب نہیں دیا۔ (جب نماز سے فارغ ہوا) حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی

---

1 ...... "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب التغني بالقرآن، الحديث: ۳۵۰۰، ج۲، ص۵٦۵.

2 ...... المرجع السابق، الحديث: ۳۵۰۱، ج۲، ص۵٦۵.

3 ...... "شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في إدمان تلاوته، الحديث: ۲۰۰۷-۲۰۰۹، ج۲، ص۳۵۰، ۳۵۱.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب مايجزئ الامي والاعجمي من القراءة، الحديث: ۸۳۰، ج۱، ص۳۱۷.

5 ...... "شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في ترك التعمق فيه، الحديث: ۲٦۴۹، ج۲، ص۵۴۰.

و"مرقاة المفاتيح"، كتاب فضائل القرآن، الحديث: ۲۲۰۷، ج۴، ص۷۰٦.

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم)! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالٰی نے نہیں فرمایا ہے ﴿ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ﴾ [1] اللہ ورسول (عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کے پاس حاضر ہو جاؤ، جب وہ تمھیں بلائیں۔

پھر فرمایا: مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے، وہ بتادوں گا اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے میرا ہاتھ پکڑلیا، جب نکلنے کا ارادہ ہوا۔ میں نے عرض کی، حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے یہ فرمایا تھا کہ ''مسجد سے باہَر جانے سے پہلے قران کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم کروں گا۔ فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے ملا ہے۔'' [2]

حدیث ۲۳: ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے اُبی بن کعب سے فرمایا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو؟ انھوں نے اُمّ القرآن یعنی سورت فاتحہ کو پڑھا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نہ اس کی مثل توراۃ میں کوئی سورت اُتاری گئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں۔ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔'' [3]

حدیث ۲۴: سورۂ فاتحہ ہر بیماری سے شِفا ہے۔ [4] (دارمی، بیہقی)

حدیث ۲۵: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: جبرئیل علیہ السلام حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی خدمت میں حاضر تھے۔ اوپر سے ایک آواز آئی۔ انھوں نے سر اٹھایا اور یہ کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا، آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ ایک فرشتہ اترا، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا۔ اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کو بشارت ہو کہ دونُور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کو دیے گئے اور حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔ وہ دونُور یہ ہیں، سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا خاتمہ، جو حرف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔ [5]

حدیث ۲۶: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا:

---

1 ......پ۹، الأنفال: ۲٤.

2 ......"صحیح البخاري"، کتاب التفسیر، باب ماجاء في فاتحة الکتاب، الحدیث: ٤٤٧٤، ج٣، ص١٦٣.

3 ......"سنن الترمذي"، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل فاتحة الکتاب، الحدیث: ٢٨٨٤، ج٤، ص٤٠٠.

4 ......"سنن الدارمي"، کتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الکتاب، الحدیث: ٣٣٧٠، ج٢، ص٥٣٨.

و"شعب الإیمان"، باب في تعظیم القرآن، فصل في فضائل السور والآیات، الحدیث: ٢٣٦٧، ج٢، ص٤٥٠.

5 ......"صحیح مسلم"، کتاب صلاة المسافرین... إلخ، باب فضل الفاتحة... إلخ، الحدیث: ٢٥٤ـ(٨٠٦)، ص٤٠٣.

''اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔'' (1)

حدیث ۲۷: صحیح مسلم میں ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لیے شفیع ہو کر آئے گا۔ دو چمک دار سورتیں بقرہ و آل عمران کو پڑھو کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو ابر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں، وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی۔ سورہ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہلِ باطل اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔'' (2)

حدیث ۲۸: صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اے ابوالمُنذِر (یہ ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمھارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟'' میں نے کہا اللہ و رسول (عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اعلم ہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: اے ابوالمُنذِر تمھیں معلوم ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے۔ میں نے عرض کی، اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (یعنی آیۃ الکرسی)۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''ابوالمنذر تم کو علم مبارک ہو۔'' (3)

حدیث ۲۹: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے زکاۃ رمضان یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، میں محتاج عیال دار ہوں، سخت حاجت مند ہوں، میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ابو ہریرہ! تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم)! اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی، مجھے رحم آ گیا چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔

میں نے سمجھ لیا وہ پھر آئے گا، کیونکہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرما دیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا تجھے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں، عیال دار ہوں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آ گیا، اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم)

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین... إلخ، باب إستحباب صلاۃ النافلۃ... إلخ، الحدیث: ۲۱۲۔(۷۸۰)، ص۳۹۳.

2 ......المرجع السابق، باب فضل قراءۃ القرآن و سورۃ البقرۃ، الحدیث: ۲۵۲۔(۸۰۴)، ص۴۰۳.

3 ......المرجع السابق، باب فضل سورۃ الکھف... إلخ، الحدیث: ۲۵۸۔(۸۱۰)، ص۴۰۴.

نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اس نے حاجت شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی، مجھے رحم آیا، اسے چھوڑ دیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور پھر آئے گا۔

میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے پکڑا اور کہا: تجھے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ ہو چکا تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں تمھیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ (عزوجل) تم کو نفع دے گا، جب تم بچھونے پر جاؤ آیت الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر آیۃ تک پڑھ لو، صبح تک اللہ (عزوجل) کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمھارے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں، اللہ تعالٰی تمہیں ان سے نفع دے گا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے اور تمھیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔[1]

حدیث ۳۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھ لے، وہ اس کے لیے کافی ہیں۔''[2]

حدیث ۳۱: اللہ تعالٰی نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی۔ اس میں سے دو آیتیں جو سورۂ بقرہ کے ختم پر ہیں، نازل فرمائیں۔ جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں، شیطان اس کے قریب نہیں جائے گا۔''[3] (ترمذی و دارمی)

حدیث ۳۲: سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی دو آیتیں اللہ تعالٰی کے اس خزانہ میں سے ہیں، جو عرش کے نیچے ہے اللہ (عزوجل) نے مجھے یہ دونوں آیتیں دیں انھیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں اور اللہ (عزوجل) سے نزدیکی اور دعا ہیں۔[4] (دارمی)

حدیث ۳۳: صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے، وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔''[5]

---

1 ......"صحیح البخاري"، کتاب الوکالة، باب إذا وکل رجلا...إلخ، الحدیث: ۲۳۱۱، ج۲، ص۸۲.

2 ......"صحیح البخاري"، کتاب المغازی، الحدیث: ۴۰۰۸، ج۳، ص۲۱.

3 ......"سنن الترمذي"، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في آخر سورة البقرة، الحدیث: ۲۸۹۱، ج۴، ص۴۰۴.

4 ......"سنن الدارمي"، کتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورة البقرة و آیة الکرسي، الحدیث: ۳۳۹۰، ج۲، ص۵۴۲.

5 ......"صحیح مسلم"، کتاب صلاة المسافرین...إلخ، باب فضل سورة الکهف...إلخ، الحدیث: ۲۵۷-(۸۰۹)، ص۴۰۴.

حدیث ۳۴: جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا، اس کے لیے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔[1] (بیہقی)

حدیث ۳۵: ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰس ہے، جس نے یٰس پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔[2] (ترمذی ودارمی)

حدیث ۳۶: اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے طٰہٰ ویٰس پڑھا، جب فرشتوں نے سنا، یہ کہا: مبارک ہو، اس امت کے لیے جس پر یہ اتارا جائے اور مبارک ہو، ان جوفوں کے لیے جو اس کے حامل ہوں اور مبارک ہو، ان زبانوں کے لیے جو اس کو پڑھیں۔[3] (دارمی)

حدیث ۳۷: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے یٰس پڑھے گا، اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہوجائے گی۔ لہٰذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھو۔[4] (بیہقی)

حدیث ۳۸: جو شخص حٰمٓ الْمُؤْمِنُ کو اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھ لے گا، شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے گا، صبح تک محفوظ رہے گا۔[5] (ترمذی ودارمی)

حدیث ۳۹: جو شخص حٰمٓ الدُّخَانِ شب جمعہ میں پڑھے، اس کی مغفرت ہوجائے گی۔[6] (ترمذی)

حدیث ۴۰: نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جب تک الٓمّٓ تَنْزِیْلُ اور تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ نہ پڑھ لیتے سوتے نہ تھے۔[7] (احمد، ترمذی، دارمی)

حدیث ۴۱: خالد بن مَعدان نے کہا، نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس کو پڑھتا تھا اس کے سوا کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گنہگار تھا، اس سورت نے اپنا بازو اس پر بچھا دیا اور کہا اے رب! اس کی مُغفِرت فرمادے کہ یہ مجھ کو کثرت سے پڑھتا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی اور فرشتوں سے فرمایا کہ ''اس کی ہر خطا کے بدلے میں ایک نیکی لکھو اور ایک درجہ بلند کرو۔''

---

1. ......"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الجمعة، باب مايؤمر به في ليلة الجمعة...إلخ، الحديث: ٥٩٩٦، ج٣، ص٣٥٣.
2. ......"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة يٰسٓ، الحديث: ٢٨٩٦، ج٤، ص٤٠٦.
3. ......"سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة طٰهٰ ويٰسٓ، الحديث: ٣٤١٤، ج٢، ص٥٤٧-٥٤٨.
4. ......"شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور.. الخ، الحديث: ٢٤٥٨، ج٢، ص٤٧٩.
5. ......"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة البقرة وآية الكرسي، الحديث: ٢٨٨٨، ج٤، ص٤٠٢.
6. ......المرجع السابق، باب ماجاء في فضل حمٓ الدخان، الحديث: ٢٨٩٨، ج٤، ص٤٠٧.
7. ......المرجع السابق، باب ماجاء في فضل سورة الملك الحديث: ٢٩٠١، ج٤، ص٤٠٨.

اور خالد نے یہ بھی کہا کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرے گی، کہے گی الٰہی! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو میری شفاعت قبول فرما اور تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو اس میں سے مجھے مٹا دے۔ اور وہ پرند کی طرح اپنے بازو اس پر بچھادے گی اور شفاعت کرے گی اور عذاب قبر سے بچائے گی۔

اور خالد نے تبارک کے متعلق بھی ایسا ہی کہا اور جب تک ان دونوں کو پڑھ نہ لیتے خالد سوتے نہ تھے اور طاؤس نے کہا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر ایک سورۃ پر ساٹھ حسنہ کے ساتھ فضیلت رکھتی ہیں۔[1] (دارمی)

حدیث ۴۲: قرآن میں تیس آیت کی ایک سورت ہے، آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ وہ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔[2] (احمد وترمذی وابوداود ونسائی وابن ماجہ)

حدیث ۴۳: بعض صحابہ نے قبر پر خیمہ گاڑ دیا انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے، اس میں کسی شخص نے تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ختم سورۃ تک پڑھا، جب انھوں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ سنایا، تو حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''وہ مانعہ ہے، وہ منجیہ ہے، عذاب الٰہی سے نجات دیتی ہے۔''[3] (ترمذی)

حدیث ۴۴: جو شخص سورہ واقعہ ہر رات میں پڑھ لے گا، اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحب زادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر رات میں اس کو پڑھا کریں۔[4] (بیہقی)

حدیث ۴۵: کیا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا کرو، لوگوں نے عرض کی اس کی کون استطاعت رکھتا ہے کہ ہر روز ہزار آیتیں پڑھا کرے؟ فرمایا: کیا اس کی اِستِطاعت نہیں کہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرو۔[5] (بیہقی)

حدیث ۴۶: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے عرض کی، تہائی قرآن کیونکر کوئی پڑھ لے گا؟ فرمایا کہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی کی برابر ہے۔''[6] (بخاری، مسلم)

---

1 ......"سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة تنزيل السجدة و تبارك، الحديث:٣٤٠٨، ٣٤١٠، ٣٤١٢، ج٢، ص٥٤٦-٥٤٧.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورة الملك، الحديث: ٢٩٠٠، ج٤، ص٤٠٨.

3 ......المرجع السابق، باب ماجاء في فضل سورة الملك، الحديث:٢٨٩٩، ج٤، ص٤٠٧.

4 ......"شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور والآيات، الحديث:٢٤٩٩، ج٢، ص٤٩١-٤٩٢.

5 ......المرجع السابق، الحديث:٢٥١٨، ج٢، ص٤٩٨.

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين... إلخ، باب فضل قراءة قل هوالله احد... إلخ، الحديث:٢٥٩-(٨١١)، ص٤٠٥.

حدیث ۴۷: اِذَا زُلْزِلَتِ نصف قرآن کی برابر ہے اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ تہائی قرآن کی برابر ہے اور قُلْ یٰۤاَیُّھَاالْکٰفِرُوْنَ چوتھائی کی برابر۔[1] (ترمذی)

حدیث ۴۸: جو ایک دن میں دو سو مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے گا، اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر دَین ہو۔[2] (ترمذی ودارمی)

حدیث ۴۹: جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے، قیامت کے دن رب تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ ''اے میرے بندے! اپنی دہنی جانب جنت میں چلا جا۔'' [3] (ترمذی)

حدیث ۵۰: نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے ایک شخص کو قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے سنا، فرمایا کہ ''جنت واجب ہوگئی۔''[4] (امام مالک، ترمذی، نسائی)

حدیث ۵۱: کسی نے پوچھا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) قرآن میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے؟ فرمایا: ''قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ. اس نے عرض کی، قرآن میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ فرمایا: آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. اس نے کہا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کون سی آیت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچنا محبوب ہے؟ یعنی اس کا فائدہ وثواب۔ فرمایا: سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی آیت کہ وہ رحمت الٰہی کے خزانہ سے عرش الٰہی کے نیچے سے ہے، اللہ تعالیٰ نے وہ آیت اس اُمت کو دی دنیا وآخرت کی کوئی خیر نہیں مگر یہ اس پر مشتمل ہے۔[5] (دارمی)

حدیث ۵۲: جو شخص اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین مرتبہ پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لیے دعا کریں گے۔ اور اگر وہ شخص اس روز مرجائے تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھ لے تو اس کے لیے بھی یہی ہے۔[6] (ترمذی)

حدیث ۵۳: جو قرآن پڑھے اس کو اللہ (عزوجل) سے سوال کرنا چاہیے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو قرآن

---

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في إذا زلزلت، الحديث: ۲۹۰۲، ج۴، ص۴۰۹.

2 ...... المرجع السابق، باب ماجاء في سورة الإخلاص... إلخ، الحديث: ۲۹۰۷، ج۴، ص۴۱۱.

3 ...... المرجع السابق، ۲۹۰۷، ج۴، ص۴۱۱.

4 ...... المرجع السابق، الحديث: ۲۹۰۶، ج۴، ص۴۱۱.

5 ...... "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسي، الحديث: ۳۳۸۰، ج۲، ص۵۴۰.

6 ...... "سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب في فضل قراءة آخر سورة الحشر، الحديث: ۲۹۳۱، ج۴، ص۴۲۳.

پڑھ کر آدمیوں سے سوال کریں گے۔[1] (احمد، ترمذی)

حدیث ۵۴: جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے کھانا مانگے گا، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا، نری ہڈیاں ہوں گی۔[2] (بیہقی)

حدیث ۵۵: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مُصْحَف لکھنے کی اُجرت سے سوال ہوا۔ انھوں نے فرمایا: اس میں حرج نہیں، وہ لوگ نَقْش بناتے ہیں اور اپنی دست کاری سے کھاتے ہیں۔ یعنی یہ ایک قسم کی دست کاری ہے، اس کا معاوضہ لینا جائز ہے۔[3] (رزین)

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے مسائل حصہ سوم میں مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کیے جائیں۔ مصحف شریف کے متعلق بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ ۱: قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے نظر عوام میں عظمت پیدا ہوتی ہے، اس میں اعراب و نقطے لگانا بھی مستحسن ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور تعشیر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے۔ اسی طرح سورتوں کے نام لکھنا اور یہ لکھنا کہ اس میں اتنی آیتیں ہیں یہ بھی جائز ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

اس زمانہ میں قرآن مجید کے تراجم بھی چھاپنے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ طَبْع کرنے میں حرج نہیں، اس لیے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ طبع نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲: تاریخ کے اوراق قرآن مجید کی جلد یا تفسیر و فقہ کی کتابوں پر بطور غلاف چڑھانا جائز ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳: قرآن مجید کی کتابت نہایت خوش خط اور واضح حرفوں میں کی جائے، کاغذ بھی بہت اچھا، روشنائی بھی

---

1 ...."سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب من قرأ القرآن فليسأل الله به...إلخ، الحديث:٢٩٢٦، ج٤، ص٤٢١.

2 ...."شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في ترك قراءة القرآن في المساجد والأسواق ليعطى ويستأكل به، الحديث:٢٦٢٥، ج٢، ص٥٣٢ ـ ٥٣٣.

3 ...."مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال، الحديث:٢٧٨٢، ج٢، ص١٣٣.

4 ...."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٦.

5 ...."الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٧.

خوب اچھی ہو کہ دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار) بعض اہلِ مطابع [2] نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب کتابت وروشنائی سے چھپواتے ہیں یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴: قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے۔[3] (درمختار) مثلاً آج کل بعض اہل مطابع نے تعویذی قرآن مجید چھپوائے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں بھی نہیں آتا، بلکہ حمائل [4] بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۵: قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہوگیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہوکر ضائع ہوں گے، تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کردیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے، تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہوجائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: لغت ونحو وصرف کا ایک مرتبہ ہے، ان میں ہر ایک کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ اور احادیث ومواعظ ودعوات ماثورہ [6] فقہ سے اوپر اور تفسیر کو ان کے اوپر اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھیں۔ قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کسی نے محض خیر وبرکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۸: قرآن مجید پر اگر بقصدِ توہین پاؤں رکھا کافر ہوجائے گا۔[9] (عالمگیری)

---

1. ...... "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۳۷.
2. ......یعنی چھاپنے والے۔
3. ......"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۳۷.
4. ......یعنی چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔
5. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج۵، ص۳۲۳.
6. ......**دعوات ماثورہ:** یعنی قرآن وحدیث سے منقول دعائیں ماثورہ کہلاتی ہیں۔
7. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج۵، ص۳۲۳ ـ ۳۲۴.
8. ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في آداب المسجد، ج۲، ص۳۷۸.
9. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج۵، ص۳۲۲.

مسئلہ ۹: جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو، اس میں بی بی سے صحبت کرنا جائز ہے جبکہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح اذان کہنے میں خوش گلوئی سے کام لے یعنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے، لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہوجائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی مراعات کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: قرآن مجید کو معروف وشاذ دونوں قراءتوں کے ساتھ ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے تو فقط قراءت شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجۂ اَولیٰ مکروہ ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار) بلکہ عوام کے سامنے وہی قراءت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہے کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں۔

مسئلہ ۱۲: مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اگر اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ ادب کی بات ہے۔ مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پڑھے گا، اس کی اصل نہیں ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایسا اختراع کیا ہو۔

مسئلہ ۱۳: قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔

مسئلہ ۱۴: قرآن مجید کو جزدان وغلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کے زمانہ سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ ۱۵: نئے قلم کا تراشہ ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلم کا تراشہ احتیاط کی جگہ میں رکھا جائے پھینکا نہ جائے۔ اسی طرح مسجد کا گھاس کوڑا موضعِ اِحتیاط[4] میں ڈالا جائے ایسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے خلاف ہو۔[5] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٢.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٩٤.

3 ......المرجع السابق، ص٦٩٥.

4 ......یعنی احتیاط کی جگہ۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٤.

مسئلہ ۱۶: جس کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو، اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تھیلی پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری)

آداب مسجد[2] وقبلہ

مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے، سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار کرنا بھی جائز ہے جبکہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مال وقف سے ایسا نہیں کر سکتا، بلکہ متولی مسجد نے اگر مال وقف سے سونے چاندی کا نقش کرایا تو اسے تاوان دینا ہوگا، ہاں اگر بانی مسجد نے نقش کرایا تھا جو خراب ہو گیا تو متولی مسجد مال مسجد سے بھی نقش و نگار کرا سکتا ہے۔ بعض مشائخ دیوار قبلہ میں نقش و نگار کرنے کو مکروہ بتاتے ہیں، کہ نمازی کا دل اُدھر متوجہ ہوگا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: مسجد کی دیواروں میں گچ اور پلاستر کرانا جائز ہے کہ اس کی وجہ سے عمارت محفوظ رہے گی۔ مسجد میں پلاستر کرانے یا قَلْعی[4] یا کہگل[5] کرانے میں ناپاک پانی استعمال نہ کیا جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقت درس مسجد کی جانمازوں اور چٹائیوں کو استعمال کرتا ہو۔ مسجد میں کھانا کھانا اور سونا معتکف کو جائز ہے غیر معتکف کے لیے مکروہ ہے، اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو وہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد وہ کام کر سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ یہ رواج ہے کہ ماہ رمضان میں عام طور پر مسجد میں روزہ افطار کرتے ہیں، اگر خارج مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار نہ کریں۔ ورنہ داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیا کریں اب افطار کرنے میں حرج نہیں، مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ ۳: مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے، مثلاً مسجد کے دو دروازے ہیں اور اس کو کہیں جانا ہے آسانی اس میں ہے کہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے۔ ایسا نہ کرے اگر کوئی شخص اس نیت سے گیا کہ اس دروازے سے داخل ہو کر

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٢.

2 ......مسجد کے متعلق مسائل حصہ سوم میں مفصل ذکر کیے گئے ہیں، کچھ باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ ۱۲ منہ

3 ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٦.

4 ......یعنی سفیدی۔

5 ...... یعنی مٹی کی لپائی۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣١٩.

7 ......المرجع السابق، ص٣٢٠، ٣٢١.

دوسرے سے نکل جائے گا، اندر جانے کے بعد اپنے اس فعل پر نادم ہوا تو جس دروازے سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا اس کے سوا دوسرے دروازے سے نکلے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ شخص پہلے نماز پڑھے پھر نکلے اور بعض نے فرمایا کہ اگر بے وضو ہے تو جس دروازہ سے گیا ہے، اسی سے نکلے مسجد میں جوتے پہن کر جانا مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: جامع مسجد میں تعویذ بیچنا، ناجائز ہے جیسا کہ تعویذ والے کیا کرتے ہیں کہ اس تعویذ کا یہ ہدیہ ہے اتنا دو اور تعویذ لے جاؤ۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے۔[3] (عالمگیری) مگر یہ ضرور ہے کہ بوقت نکاح شور وغل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں، لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔

مسئلہ ۶: جس کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو وہ مسجد میں نہ جائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھے۔

① جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہیں، ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں اور اگر وہاں کوئی نہ ہو یا جو لوگ ہیں وہ مشغول ہیں تو یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ.

② وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔

③ خرید و فروخت نہ کرے۔

④ ننگی تلوار مسجد میں نہ لے جائے۔

⑤ گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔

⑥ ذِکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔

⑦ دُنیا کی باتیں نہ کرے۔

⑧ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔

⑨ جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

⑩ اس طرح نہ بیٹھے کہ دوسروں کے لیے جگہ میں تنگی ہو۔

⑪ نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد...إلخ، ج٥، ص٣٢١.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق.

⑫ مسجد میں تھوک کھنکار نہ ڈالے۔

⑬ انگلیاں نہ چٹکائے۔

⑭ نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے۔

⑮ ذکرالٰہی کی کثرت کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۸: مسجد میں جگہ تنگ ہوگئی تو جونماز پڑھنا چاہتا ہے وہ بیٹھے ہوئے کو کہہ سکتا ہے کہ سرک جاؤ نماز پڑھنے کی جگہ دے دو۔ اگرچہ وہ شخص ذکرودرس یا تلاوت قرآن میں مشغول ہو یا معتکف ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۹: مسجد کے سائل کو دینا منع ہے، مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی مکروہ ہیں۔ مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے، یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: نماز پڑھنے کے بعد مصلّے کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں، یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے، مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کونا لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔

مسئلہ۱۱: مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے، گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو نمازیوں کی کثرت ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں[4]، جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ۱۲: طالبِ علم نے مسجد کی چٹائی کا تنکا نشانی کے لیے کتاب میں رکھ لیا یہ معاف ہے۔[5] (عالمگیری) اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھی چٹائی سے تنکا توڑ کر نشانی بنائے، کہ اس طرح بار بار کرنے سے چٹائی خراب ہو جائے گی۔

مسئلہ۱۳: قبلہ کی جانب ہدف یعنی نشانہ بنا کر اس پر تیر مارنا یا اس پر گولی مارنا مکروہ ہے، یعنی قبلہ کی طرف چاند ماری کرنا مکروہ ہے۔[6] (ردالمحتار)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢١.

2 ......المرجع السابق، ص٣٢٢.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٨، ٦٩٠.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٢.

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٢.

6 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٦.

عیادت و علاج کا بیان

عیادت کے فضائل کے متعلق چند احادیث حصہ چہارم کتاب الجنائز میں ذکر کی گئی ہیں۔ علاج کے متعلق کچھ حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی نے کوئی بیماری نہیں اُتاری مگر اس کے لیے شِفا بھی اتاری۔'' (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہر بیماری کے لیے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی، اللہ (عزوجل) کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔'' (2)

حدیث ۳: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے اُسامہ بن شَرِیک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ہم دوا کریں؟ فرمایا: ''ہاں اے اللہ (عزوجل) کے بندو! دوا کرو، کیونکہ اللہ (عزوجل) نے بیماری نہیں رکھی مگر اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے، سوا ایک بیماری کے وہ بڑھاپا ہے۔'' (3)

حدیث ۴: ابوداود نے ابوالدَّرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالٰی نے اتارا، اس نے ہر بیماری کے لیے دوا مقرر کی، پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوامت کرو۔'' (4)

حدیث ۵: امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دواءِ خبیث سے مُمانعت فرمائی۔'' (5)

حدیث ۶: ترمذی و ابن ماجہ نے عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو، کہ ان کو اللہ تعالٰی کھلاتا پلاتا ہے۔'' (6)

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب ما أنزل الله داء الاانزل له شفاء، الحديث: ٥٦٧٨، ج٤، ص١٦.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب لكل داء دواء... إلخ، الحديث: ٦٩-(٢٢٠٤)، ص١٢١٠.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب الرجل يتداوى، الحديث: ٣٨٥٥، ج٤، ص٥.

و"سنن الترمذي"، كتاب الطب، باب ماجاء في الدواء... إلخ، الحديث: ٢٠٤٥، ج٤، ص٤.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الادوية المكروهة، الحديث: ٣٨٧٤، ج٤، ص١٠.

5 ......المرجع السابق، الحديث: ٣٨٧٠، ج٤، ص٩.

6 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الطب، باب ماجاء لا تكرهوا مرضاكم على الطعام والشرب، الحديث: ٢٠٤٧، ج٤، ص٥.

حدیث ۷: ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو۔'' [1] یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانے کا اشتہائے صادق ہو۔ [2]

حدیث ۸: ابوداود نے اُم مُنذِر بنت قیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مع حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے میرے یہاں تشریف لائے۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے، مکان میں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ان میں سے کھجوریں تناول فرمائیں۔ حضرت علی نے کھانا چاہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ تم نقیہ ہو۔ کہتی ہیں کہ جو اور چقندر پکا کر حاضر لائی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے حضرت علی سے فرمایا: ''اس میں سے لو کہ یہ تمھارے لیے نافع ہے۔'' [3]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہیے جو چیزیں اس کے لیے مضر [4] ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔

حدیث ۹: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے عمران بن حُصَین اور ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے سے۔'' [5] یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے۔

حدیث ۱۰: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے اسما بنت عُمَیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اولادِ جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے، کیا جھاڑ پھونک کراؤں؟ فرمایا: ''ہاں کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔'' [6]

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے نظر بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے۔'' [7]

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الطب، باب المريض يشتهي الشيء، الحديث: ٣٤٤٠، ج٤، ص٨٩.

2 ...... یعنی کھانے کی سچی خواہش ہو۔

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الحمية، الحديث: ٣٨٥٦، ج٤، ص٥.

4 ...... نقصان دہ۔

5 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الطب، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، الحديث: ٢٠٦٤، ج٤، ص١٢.

6 ...... المرجع السابق، باب ماجاء في الرقية من العين، الحديث: ٢٠٦٦، ج٤، ص١٣.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب رقية العين، الحديث: ٥٧٣٨، ج٤، ص٣١.

حدیث ۱۲: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ ان کے گھر میں ایک لڑکی تھی جس کے چہرہ میں زردی تھی۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اسے جھاڑ پھونک کراؤ، کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔''(1)

حدیث ۱۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ جب رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا۔ عَمرو بن حزم کے گھر والوں نے حاضر ہو کر یہ کہا، کہ یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) نے جھاڑنے کو منع فرمایا اور ہمارے پاس بچھو کا جھاڑ ہے اور اس کو حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) کے سامنے پیش کیا۔ ارشاد فرمایا: ''اس میں کچھ حرج نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے، نفع پہنچائے۔'' (2)

حدیث ۱۴: صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑا کرتے تھے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) حضور کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ ''میرے سامنے پیش کرو، جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''(3)

حدیث ۱۵: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''عَدْوٰی نہیں، یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں ہے اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہامہ (4) ہے، نہ صَفَر (5) اور مجذوم سے بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔''(6)

دوسری روایت میں ہے، کہ ایک اعرابی نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ ہرن کی طرح (صاف ستھرا) ہوتا ہے اور خارشتی اونٹ (7) جب اس کے ساتھ مل جاتا ہے تو اسے بھی خارشتی کر دیتا ہے؟ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم) نے فرمایا: ''پہلے کو کس نے مرض لگا دیا۔''(8) یعنی جس طرح پہلا اونٹ

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الطب، باب رقیة العین، الحدیث: ۵۷۳۹، ج ٤، ص ۳۱.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب إستحباب الرقیة من العین... إلخ، الحدیث: ٦٣-(۲۱۹۹)، ص ۱۲۰۷.

3 ...... المرجع السابق، باب لا بأس بالرقی مالم یکن فیه شرك، الحدیث: ٦٤-(۲۲۰۰)، ص ۱۲۰۸.

4 ...... ہامہ سے مراد اُلّو ہے، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور اب بھی لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہو حدیث نے اس کے متعلق یہ ہدایت کی ہے کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔ ۱۲ منہ

5 ...... ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، حدیث میں فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں۔ ۱۲ منہ

6 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الطب، باب الجذام، الحدیث: ۵۷۰۷، ج ٤، ص ۲٤.

7 ...... یعنی وہ اونٹ جسے خارش ہو۔

8 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الطب، باب لا صفر... إلخ، الحدیث: ۵۷۱۷، ج ٤، ص ۲٦.

خارشتی ہوگیا دوسرا بھی ہوگیا۔

مرض کا مُتَعَدِّی ہونا[1] غلط ہے اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم سدِ ذرائع[2] کے قبیل سے ہے، کہ اگر اس سے میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہوجائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول سے پیدا ہوا، اس خیالِ فاسد[3] سے بچنے کے لیے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو۔

حدیث ۱۶: صحیح بخاری ومسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، فال کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''اچھا کلمہ جو کسی سے سنے۔''[4] یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا، یہ فال حسن ہے۔

حدیث ۱۷: ابوداود وترمذی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''طِیَرہ (بدفالی) شرک ہے۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے)۔ جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو، وہ اللہ (عزوجل) پر توکل کر کے چلا جائے۔''[5]

حدیث ۱۸: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ''نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم جب کسی کام کے لیے نکلتے تو یہ بات حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو پسند تھی کہ **یا راشد، یا نجیح** سنیں۔''[6] یعنی اس وقت اگر کوئی شخص ان ناموں کے ساتھ کسی کو پکارتا یہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی فال نیک ہے۔

حدیث ۱۹: ابوداود نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کسی چیز سے بدشگونی[7] نہیں لیتے، جب کسی عامل کو بھیجتے اس کا نام دریافت کرتے اگر اسکا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں ظاہر ہوتے اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کے آثار حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے چہرہ میں دکھائی دیتے اور جب کسی بستی میں جاتے اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے اور ناپسند ہوتا تو کراہیت کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے۔[8]

---

1 ...... یعنی ایک کا مرض دوسرے کو لگنا۔ 2 ...... یعنی ذرائع روکنے۔ 3 ...... یعنی بُرے خیال۔

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب الطيرة، الحديث: ٥٧٥٤، ج٤، ص٣٦.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الطيرة، الحديث: ٣٩١٠، ج٤، ص٢٣.

6 ...... "سنن الترمذي"، كتاب السير، باب ماجاء في الطيرة، الحديث: ١٦٢٢، ج٣، ص٢٨٨.

7 ...... بدفالی۔

8 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الطيرة، الحديث: ٣٩٢٠، ج٤، ص٢٥.

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ناموں سے آپ بدشگونی لیتے بلکہ یہ کہ اچھے نام حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کو پسند تھے اور برے نام ناپسند تھے۔

حدیث۲۰: ابوداود نے عروہ بن عامر سے مرسلاً روایت کی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: فال اچھی چیز ہے اور براشگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے یعنی کہیں جارہا تھا اور براشگون ہوا تو واپس نہ آئے، چلا جائے جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی براشگون پائے تو یہ کہے۔
اَللّٰھُمَّ لَا یَـأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ [1]

حدیث۲۱: صحیح بخاری ومسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے، تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہوجائے جہاں تم ہو، تو وہاں سے نہ نکلو۔''[2]

حدیث۲۲: صحیح مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''طاعون عذاب کی نشانی ہے، اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس میں مبتلا کیا، جب سنو کہ کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہوجائے جہاں تم ہو تو بھاگو مت۔'' [3]

حدیث۲۳: امام احمد و بخاری نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''طاعون عذاب تھا، اللہ تعالٰی جس پر چاہتا ہے اس کو بھیجتا ہے۔ اس کو اللہ (عزوجل) نے مومنین کے لیے رحمت کردیا۔ جہاں طاعون واقع ہو اور اس شہر میں جو شخص صبر کرکے اور طلب ثواب کے لیے ٹھہرا رہے اور یہ یقین رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ (عزوجل) نے لکھ دیا ہے، اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔'' [4]

حدیث۲۴: امام بخاری ومسلم واحمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ [5] سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''طاعون ہر مسلم کے لیے شہادت ہے۔''[6]

---

1. ......"سنن أبي داود"، کتاب الطب، باب في الطیرۃ، الحدیث: ۳۹۱۹، ج٤، ص۲٥.
2. ......"صحیح البخاري"، کتاب الطب، باب ما یذکر في الطاعون، الحدیث: ٥۷۲۸، ج٤، ص۲۸.
3. ......"صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ... إلخ، الحدیث: ۹۳-(۲۲۱۸)، ص۱۲۱٥.
4. ......"صحیح البخاري"، کتاب القدر، الحدیث: ٦٦۱۹، ج٤، ص۲۷۸.
5. ......ہمیں یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بجائے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملی اسی لیے متن میں ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بجائے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ لکھ دیا ہے۔...**علمیہ**
6. ......"صحیح البخاري"، کتاب الطب، باب ما یذکر في الطاعون، الحدیث: ٥۷۳۲، ج٤، ص۳۰.

مسئلہ ۱: مریض کی عیادت کرنا[1] سنت ہے، اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جائے گا تو اس بیمار پر گراں گزرے گا ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔ عیادت کو جائے اور مرض کی سختی دیکھے تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمھاری حالت خراب ہے اور نہ سر ہلائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے، اس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہیے جو اس کے دل کو بھلی[2] معلوم ہوں، اس کی مزاج پرسی کرے اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جبکہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ فاسق کی عیادت بھی جائز ہے، کیونکہ عیادت حقوق اسلام سے ہے اور فاسق بھی مُسلِم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی[3] ہو تو اس کی عیادت بھی جائز ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مجوسی کی عیادت کو جائے یا نہ جائے اس میں علما کو اختلاف ہے یعنی جبکہ یہ ذمی ہو۔[5] (عنایہ) ہنود مجوس کے حکم میں ہیں، ان کے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کے ہیں، اہلِ کتاب جیسے ان کے احکام نہیں۔ ہندوستان کے یہودی، نصرانی، مجوسی، بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں۔

مسئلہ ۲: دوا علاج کرنا جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد[6] ہو کہ شافی[7] اللہ (عزوجل) ہے، اس نے دوا کو اِزالۂ مرض[8] کے لیے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: انسان کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ خنزیر کے بال یا ہڈی یا کسی جز کو دواءً استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جاسکتی ہیں بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں کہ اس میں رطوبت باقی نہ ہو۔ ہڈیاں اگر ایسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائے گی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو، مردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: ''جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شِفا نہیں رکھی ہے۔''[11] بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اسی میں شفا

---

1 ......بیمار پرسی کرنا۔ 2 ......اچھی۔ 3 ......وہ غیر مسلم جو اسلامی سلطنت میں مطیع الاسلام ہو کر رہے اور جزیہ ادا کرے۔

4 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۳۹، ۶۴۰.

5 ......"العناية"على"فتح القدير"، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، ج۸، ص۴۹۷.

6 ......عقیدہ، یقین۔ 7 ......صحت یا شفا دینے والا۔ 8 ...... یعنی مرض کو دور کرنے۔

9 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى، ج۵، ص۳۵۴.

10 ......المرجع السابق.

11 ......انظر: "المعجم الكبير"للطبراني، الحديث: ۷۴۹، ج۲۳، ص۳۲۶.

ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حاصل بھی وہی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس سے مرض زائل ہی ہو جائے گا، زیادہ سے زیادہ ظن اور گمان ہو سکتا ہے نہ کہ علم و یقین، خود علمِ طب کے قواعد واُصول ہی ظنی ہیں لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں، یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہو سکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ۵: بیماری کے متعلّق طبیب نے یہ کہا کہ خون کا غلبہ ہے، فَصْد وغیرہ کے ذریعہ سے خون نکالا جائے۔ مریض نے ایسا نہ کیا اور مرگیا تو اس علاج کے نہ کرنے سے گنہگار نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ یقین نہیں ہے کہ اس علاج سے شِفا ہو ہی جائے گی۔[2] (خانیہ)

مسئلہ۶: دَسْت آتے ہیں یا آنکھیں دُکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مرگیا گنہگار نہیں ہے۔[3] (عالمگیری) یعنی علاج کرانا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مرجائے تو گنہگار ہو۔ اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پیے یہاں تک کہ مرجائے تو گنہگار ہے، کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔

مسئلہ۷: عورت کو حمل ہے تو جب تک شکم میں بچہ حرکت نہ کرے نہ فصد کھلوائے، نہ پچھنے لگوائے اور بچہ حرکت کرنے لگے تو فصد وغیرہ کرا سکتی ہے، مگر جب ولادت کا زمانہ قریب آجائے تو نہ کرائے کیونکہ بچہ کو ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہے، ہاں اگر فصد نہ کرانے میں خود عورت ہی کو سخت نقصان پہنچے گا تو کرا سکتی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۸: مہینہ کی پہلی سے پندرہ تاریخوں تک پچھنے نہ لگوائے جائیں، پندرہویں کے بعد پچھنے کرائیں خصوصاً ہفتہ کا دن اس کے لیے زیادہ اچھا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۹: شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کو زخم ہے اس پر شراب لگائی

1 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ٦٤١.

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الحظر والإباحة، ج۲، ص ٣٦٥.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثامن عشر في التداوي، ج٥، ص ٣٥٥.

4 ......المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق.

یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال، ان سب میں وہ گنہگار رہوگا جس نے اس کو استعمال کرایا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: انگلی میں ایک قسم کا پھوڑا نکلتا ہے اور اسکا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ جانور کا پتہ اس انگلی میں باندھ دیا جاتا ہے، فتویٰ اس پر ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: بعض اَورام[3] میں آٹا گوندھ کر باندھا جاتا ہے یا لُئی پکا کر[4] باندھتے ہیں یا کچی پکی روٹی باندھتے ہیں یہ جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: علاج کے لیے حُقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں حَرَج نہیں جبکہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے، تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی وغیرہ کو جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹانکے لگائے جائیں، اس ضرورت سے دوا سے بے ہوش کرنا جائز ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: حقنہ دینے میں بعض مرتبہ اس جگہ کی طرف نظر کرنے یا چھونے کی نوبت آتی ہے، بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے۔[8] (زیلعی)

مسئلہ ۱۵: اِسقاطِ حمل کے لیے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے۔ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہوجائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سوبیس دن ہے۔[9] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوی، ج٥، ص٣٥٥.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... ورم کی جمع، سوجن۔ 4 ...... یعنی گھلا ہوا آٹا جو آگ پر پکا کر گاڑھا کیا گیا ہو۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوی، ج٥، ص٣٥٦.

6 ...... "الهداية"، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، ج٢، ص٣٨١.

7 ......

8 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في النظر واللمس، ج٩، ص٤٠.

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٨، ٧٠٩.

لھو و لعب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ۖۗ وَّ یَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ﴾ [1]

''اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔''

حدیث ۱: ترمذی و ابوداود اور ابن ماجہ نے عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے، سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔'' [2]

حدیث ۲: امام احمد و مسلم و ابوداود و ابن ماجہ نے بُرَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے نردشیر کھیلا گویا سوئر کے گوشت و خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔'' [3]

دوسری روایت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ ''اس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی نافرمانی کی۔'' [4]

حدیث ۳: امام احمد نے ابوعبدالرحمٰن خَطْمِی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سوئر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔'' [5]

حدیث ۴: دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اصحاب شاہ جہنم میں ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرے بادشاہ کو مار ڈالا۔'' [6] اس سے مراد شطرنج کھیلنے والے ہیں جو بادشاہ پر شہ دیا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

---

1 ......پ ۲۱، لقمٰن: ٦.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الرمي في سبيل الله، الحديث: ١٦٤٣، ج٣، ص٢٣٨.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنرد شير، الحديث: ١٠-(٢٢٦٠)، ص١٢٤٠.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في النهى عن اللعب بالنرد، الحديث: ٤٩٣٨، ج٤، ص٣٧١.

5 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، احاديث رجال من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٢٣١٩٩، ج٩، ص٥٠.

6 ......"كنزالعمال"، كتاب اللهو...إلخ، رقم: ٤٠٦٤٧، ج١٥، ص٩٥.

حدیث ۵: بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں، شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔ اور ابن شہاب نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ شطرنج نہیں کھیلے گا مگر خطا کار۔ اور انھیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ تعالٰی باطل کو دوست نہیں رکھتا۔ (1)

حدیث ۶: ابوداود وابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس وعثمان رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا، فرمایا: ''شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جارہا ہے۔''(2)

حدیث ۷: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے چوپایوں کو لڑانے سے منع فرمایا۔'' (3)

حدیث ۸: بزار نے اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''دو آوازیں دنیا وآخرت میں ملعون ہیں، نغمہ کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔'' (4)

حدیث ۹: بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''گانے سے دل میں نفاق اوگتا ہے، جس طرح پانی سے کھیتی اُوگتی ہے۔'' (5)

حدیث ۱۰: طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت سے اور غیبت سننے سے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا۔'' (6)

حدیث ۱۱: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔'' (7)

حدیث ۱۲: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں۔ (8)

---

1 ......"شعب الإيمان"، باب في تحريم الملاعب والملاهي، الحديث: ٦٥١٨، ج٥، ص ٢٤١.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في اللعب بالحمام، الحديث: ٤٩٤٠، ج٤، ص ٣٧١.

3 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الجهاد، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم... إلخ، الحديث: ١٧١٤، ج٣، ص ٢٧١.

4 ......"مجمع الزوائد"، كتاب الجنائز، باب في النوح، الحديث: ٤٠١٧، ج٣، ص ١٠٠.

5 ......"شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في حفظ اللسان عن الغناء، الحديث: ٥١٠٠، ج٤، ص ٢٧٩

6 ......"كنز العمال"، كتاب اللهو... إلخ، رقم: ٤٠٦٥٥، ج١٥، ص ٩٥.

و"تاريخ بغداد"، الرقم: ٤٣٣٧، الحكم بن مروان، ج٨، ص ٢٢١.

7 ......"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الشهادات، باب ما يدل على رد شهادة... إلخ، الحديث: ٢٠٩٤٣، ج١٠، ص ٣٦٠.

8 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب اللعب بالبنات، الحديث: ٤٩٣١، ج٤، ص ٣٦٩.

حدیث ۱۳: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری لڑکیاں بھی کھیلتیں۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) تشریف لاتے وہ چھپ جاتیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) ان کو میرے پاس بھیج دیتے، وہ میرے پاس آ کر کھیلنے لگتیں۔[1]

حدیث ۱۴: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور ان کے طاق پر گڑیاں تھیں اور پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا چلی اور پردہ کا کنارہ ہٹ گیا، حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی گڑیاں دکھائی دیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: عائشہ یہ کیا ہیں؟ عرض کی، میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں کے درمیان میں کپڑے کا ایک گھوڑا تھا جس کے دو بازو تھے۔

حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ گڑیوں کے بیچ میں یہ کیا ہے؟ عرض کی، یہ گھوڑا ہے۔ ارشاد فرمایا: گھوڑے کے یہ کیا ہیں؟ عرض کی، یہ گھوڑے کے بازو ہیں۔ ارشاد فرمایا: گھوڑے کے لیے بازو۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کی، کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بازو تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے سن کر تبسم فرمایا۔[2]

مسئلہ ۱: نوبت بجانا اگر تفاخُر کے لیے ہو تو ناجائز ہے اور اگر لوگوں کو اس سے مُتَنَبِّہ کرنا مقصود ہو اور نفخات صور یاد دلانے کے لیے ہو تو تین وقتوں میں نوبت بجانے کی اجازت ہے بعد عصر اور بعد عشا اور بعد نصف شب کہ ان اوقات میں نوبت کو نفخ صور سے مشابہت ہے۔[3] (درمختار)

یہ نیت بہت اچھی ہے اگر نوبت بجوانے والے کو بھی اس کا دھیان ہو اور کاش سننے والے کو بھی نوبت کی آواز سن کر نفخات صور یاد آئیں، مگر اس زمانہ میں ایسے لوگ کہاں، یہاں تو نوبت سے مقصود دھوم دھام اور شادی بیاہ کی رونق و زینت ہے۔

مسئلہ ۲: عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں، اس میں جھانج نہ ہوں اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔[4] (ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب الإنبساط الى الناس، الحديث: ٦١٣٠، ج٤، ص١٣٤.
و "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة... إلخ، الحديث: ٨١-(٢٤٤٠)، ص١٣٢٥.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب اللعب با لبنات، الحديث: ٤٩٣٢، ج٤، ص٣٦٩.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٧٨.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٧٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

مسئلہ ۳: لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے، جیسے حمام میں بگل اس لیے بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہوجائے کہ حمام کھل گیا۔ رمضان شریف میں سحری کھانے کے وقت بعض شہروں میں نقارے بجتے ہیں، جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھانے کے لیے بیدار ہوجائیں اور انھیں معلوم ہوجائے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے یہ جائز ہے، کہ یہ صورت لہو ولعب میں داخل نہیں۔[1] (درمختار)

اسی طرح کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے، کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لیے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے۔ اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اسی قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لیے سیٹی دی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۴: گنجفہ[2]، چوسر[3] کھیلنا ناجائز ہے، شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے، بی بی سے مُلاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیراندازی کرنا۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا، اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: متصوّفۂ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اوچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے، ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے، مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جوان کے حال و کیف کے موافق ہے تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہوگئی اور بے خود ہوکر کھڑے ہوگئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیاریہ صادر ہوئے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

مشائخ و بزرگانِ دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال وقال میں زمین آسمان کا فرق ہے، یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں فساق وفجار کا اجتماع ہوتا ہے، نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے، گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۷۹.
2 ......یعنی ایک کھیل کا نام جو تاش کی طرح کھیلا جاتا ہے، اس میں 96 پتے اور آٹھ رنگ ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی کھیلتے ہیں۔
3 ......یعنی نردشیر (چوسر) ایک کھیل ہے، ایک بادشاہ اَردشیر بن بابک نے یہ جُوا ایجاد کیا تھا۔
4 ......"الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۵۰، وغیرہ.
5 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۵۱.

ہیں، تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اُچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں ان حرکات کو صوفیۂ کرام کے احوال سے کیا نسبت، یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے، تو اس کو سختی سے منع کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اسی کو دے دیے جائیں، تاکہ اڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے[3] اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۹: آم کے زمانے میں نوروز[4] کرنے نوجوان لڑکے باغوں میں جاتے ہیں اور بعد میں چھلکے گٹھلی سے کھیلتے ہیں، اس میں حرج نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کشتی لڑنا اگر لہوولعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لیے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے، یہ جائز و مستحسن و کارِ ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔ آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے رُکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا، کیونکہ رُکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہو گئے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: ہنسی مذاق میں اگر بیہودہ باتیں، گالی گلوج اور کسی مسلم کی ایذا رسانی[7] نہ ہو محض پُر لطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہلِ مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں، اس میں حرج نہیں۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦١.

3 ...... "الفتاوی الرضوية" (الجديدة)، ج٢٤، ص٦٥٥،

4 ...... یعنی خوشی کا دن۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٦.

7 ...... یعنی مسلمان کو تکلیف دینا۔

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

اشعار کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ﴾ (1)

''اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں، کیا تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ (عزوجل) کی یاد کی اور بدلا لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم ہوا۔'' یعنی ان کے لیے وہ حکم نہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں اُبی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بعض اشعار حکمت ہیں۔'' (2)

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں بَراء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کہ ''مشرکین کی ہجو کرو، جبریل تمھارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم حسان سے فرماتے: تم میری طرف سے جواب دو۔ الٰہی تو روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔'' (3)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو حسان سے یہ فرماتے سنا کہ ''روح القُدُس ہمیشہ تمھاری تائید میں ہے، جب تک تم اللہ و رسول (عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی طرف سے مدافعت کرتے رہوگے۔'' (4)

حدیث ۴: دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس شعر کا ذکر آیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: ''وہ ایک کلام ہے، اچھا ہے تو اچھا ہے اور برا ہے تو برا۔'' (5)

---

1 ...... پ ۱۹، الشعرآء: ۲۲٤ ـ ۲۲۷.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب ما یجوز من الشعر... إلخ، الحدیث: ٦١٤٥، ج٤، ص١٣٩.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، الحدیث: ١٥١ ـ (٢٤٨٥)، و: ١٥٣ ـ (٢٤٨٦)، ص١٣٥٠، ١٣٥١.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ الحدیث: ١٥٧ ـ (٢٤٩٠)، ص١٣٥٢.

5 ...... "سنن الدار قطني"، کتاب الوکالة، خبر الواحد یوجب العمل، الحدیث: ٤٢٦١، ج٤، ص١٨٣.

حدیث۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اسے فاسد کردے، یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرا ہو۔'' (1)

حدیث۶: صحیح مسلم میں ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ہمراہ عرج میں جا رہے تھے، ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''شیطان کو پکڑو آدمی کا جوف پیپ سے بھرا ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔'' (2)

حدیث۷: امام احمد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ ظاہر نہ ہوں جو اپنی زبانوں کے ذریعہ سے کھائیں گے، جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔'' (3)

یعنی ان کا ذریعۂ رزق لوگوں کی تعریف و مذمت کرنا ہے اور اس میں حق و ناحق کا بالکل خیال نہ کریں گے، جس طرح گائے اس کا خیال نہیں کرتی ہے کہ یہ چیز مفید ہے یا مضر جو چیز زبان کے سامنے آگئی کھا گئی۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، اگر اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں اور اگر لغو و باطل پر مشتمل ہوں تو برے ہیں اور چونکہ اکثر شعرا ایسے ہی بے تکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔

مسئلہ۱: جو اشعار مباح ہوں ان کے پڑھنے میں حرج نہیں، اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کے اوصاف کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مرچکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ شعر میں لڑکے کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے۔ (4) (عالمگیری)

مسئلہ۲: اشعار کے پڑھنے سے اگر یہ مقصود ہو کہ ان کے ذریعہ سے تفسیر و حدیث میں مدد ملے یعنی عرب کے محاورات اور اسلوب کلام پر مطلع ہو، جیسا کہ شعراء جاہلیت کے کلام سے استدلال کیا جاتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ (5) (عالمگیری)

---

(1)......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب مايكره أن يكون الغالب على الإنسان...إلخ، الحديث: ٦١٥٥، ج٤، ص١٤٣.

(2)......"صحيح مسلم"، كتاب الشعر، الحديث: ٩ـ(٢٢٥٩)، ص١٢٣٩.

(3)......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص، الحديث: ١٥٩٧، ج١، ص٣٨٩.

(4)......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥١ ـ ٣٥٢.

(5)......المرجع السابق، ص٣٥٢.

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی، اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''صدق کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔'' (1)

حدیث ۲: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے) اس کے لیے جنت کے کنارے میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا اور وہ حق پر ہے یعنی باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا نہیں کرتا، اس کے لیے وسط جنت میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کیے، اس کے لیے جنت کے اعلٰی درجہ میں مکان بنایا جائے گا۔'' (2)

حدیث ۳: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔'' (3)

حدیث ۴: ابوداود نے سفیان بن أَسِید (4) حضرمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''بڑی خیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔'' (5)

---

(1) ......"صحیح مسلم"، کتاب البر... إلخ، باب قبح الکذب... إلخ، الحدیث: ۱۰۵ـ(۲۶۰۷)، ص ۱۴۰۵.

(2) ...... "سنن الترمذي"، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في المراء، الحدیث: ۲۰۰۰، ج۳، ص ۴۰۰.

(3) ...... المرجع السابق، باب ماجاء في الصدق والکذب، الحدیث: ۱۹۷۹، ج۳، ص ۳۹۲.

(4) ......بہارِ شریعت میں اس مقام پر "سفیان بن اسعد" رضی اللہ تعالٰی عنہ لکھا ہوا ہے، جبکہ "سنن ابی داؤد" میں "سفیان بن أَسِید" رضی اللہ تعالٰی عنہ مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔...**علمیه**

(5) ......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في المعاریض، الحدیث: ۴۹۷۱، ج۴، ص ۳۸۱.

حدیث۵: امام احمد وبیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ۔'' (1) یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں، مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حدیث۶: امام مالک وبیہقی نے صفوان بن سلیم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے پوچھا گیا، کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کی گئی، کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر کہا گیا، کیا مومن کذاب ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (2)

حدیث۷: امام احمد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ ایمان سے مخالف ہے۔'' (3)

حدیث۸: امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑ دے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے، اگرچہ سچا ہو۔'' (4)

حدیث۹: امام احمد وترمذی وابوداود ودارمی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہلاکت ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔'' (5)

حدیث۱۰: بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان وزمین کے درمیان کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔'' (6)

حدیث۱۱: ابوداود وبیہقی نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی

---

1 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل،حديث أبي امامة الباهلي،الحديث:٢٢٢٣٢،ج٨،ص٢٧٦.

2 ......"الموطأ"، كتاب الكلام،باب ماجاء في الصدق و الكذب،الحديث:١٩١٣،ج٢،ص٤٦٨.

3 ......"المسند"للإمام أحمد بن حنبل،مسند أبي بكر الصديق،الحديث:١٦،ج١،ص٢٢.

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة،الحديث:٨٦٣٨،ج٣،ص٢٦٨.

5 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس،الحديث:٢٣٢٢،ج٤،ص١٤٢.

6 ......"شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان،الحديث:٤٨٣٢،ج٤،ص٢١٣.

و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب ما جاء حفظ اللسان...إلخ،الحديث:٤٨٣٦،ج٣،ص٤١.

علیہ وسلّم ہمارے مکان میں تشریف فرماتھے۔ میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمھیں دوں گی۔ حضور(صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا، کھجور دوں گی۔ ارشادفرمایا: ''اگر تو کچھ نہیں دیتی تو یہ تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔'' (1)

حدیث۱۲: بیہقی نے ابو برزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جھوٹ سے مونھ کالا ہوتا ہےاور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔''(2)

حدیث۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں اُم کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان میں اصلاح کرتا ہے، اچھی بات کہتا ہےاوراچھی بات پہنچاتا ہے۔'' (3)

یعنی ایک کی طرف سے دوسرے کے پاس اچھی بات کہتا ہے جو بات اس نے نہیں کہی ہے وہ کہتا ہے، مثلاً اس نے تمھیں سلام کہا ہے، تمھاری تعریف کرتا تھا۔

حدیث۱۴: ترمذی نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں، مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لیے بات کرے اور لڑائی میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان میں صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔''(4)

مسئلہ۱: تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں۔

ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے، اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لیے بھی جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہےاور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے، مثلاً ایک کے سامنے یہ کہدے کہ وہ تمھیں اچھا جانتا ہے، تمھاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمھیں سلام کہلا بھیجا ہےاور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقع کہدے۔(5) (عالمگیری)

---

1 ......''سنن أبي داود''، كتاب الأدب، باب التشديد في الكذب، الحديث: ٤٩٩١، ج٤، ص٣٨٧.

2 ......''شعب الإيمان''، باب في حفظ اللسان، الحديث: ٤٨١٣، ج٤، ص٢٠٨.

3 ......''صحيح مسلم''، كتاب البر... إلخ، باب تحريم الكذب... إلخ، الحديث: ١٠١ ـ (٢٦٠٥)، ص١٤٠٤.

4 ...... ''سنن الترمذي''، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء في إصلاح ذات البين، الحديث: ١٩٤٥، ج٣، ص٣٧٧.

5 ......''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

مسئلہ ۲: توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اِحیائے حق کے لیے توریہ جائز ہے مثلاً شفیع کو رات میں جائدادِ مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا اور اس وقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو تو صبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے بیع کا اس وقت علم ہوا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کو رات کو حیض آیا اور اس نے خیارِ بلوغ کے طور پر اپنے نفس کو اختیار کیا مگر گواہ کوئی نہیں ہے تو صبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اس وقت خون دیکھا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جس اچھے مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کرسکتا ہو، اس کے حاصل کرنے کے لیے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ سے حاصل کرسکتا ہو، سچ بولنے میں حاصل نہ ہوسکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے، جیسے کسی بے گناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا ایذا دینا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے، ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو یا کسی کی امانت اس کے پاس ہے کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے؟ یہ انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اس کی امانت نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا ہے، اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا؟ وہ انکار کرسکتا ہے کیونکہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردینا یہ دوسرا گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کرسکتا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہوگا یا جھوٹ بولنے میں، جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جس قسم کے مبالغہ کا عادۃً رواج ہے لوگ اسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٤.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٥.

4 ......المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق.

وہ جھوٹ میں داخل نہیں، مثلاً یہ کہا کہ میں تمھارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے، یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تعریض کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ "جنت میں بڑھیا نہیں جائے گی۔"[2] یا "میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔"[3] (ردالمحتار)

زبان کو روکنا اور گالی گلوچ غیبت اور چغلی سے پرہیز کرنا

حدیث ۱: صحیح بخاری میں سُہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: "جو شخص میرے لیے اس چیز کا ضامن ہو جائے جو اس کے جبڑوں کے درمیان میں ہے یعنی زبان کا اور اس کا جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے یعنی شرمگاہ کا، میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔"[4] یعنی زبان اور شرمگاہ کو ممنوعات سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے۔

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا یعنی یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو درجوں بلند کرتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف دھیان نہیں دھرتا یعنی اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس سے اتنا ناراض ہوگا، اس کلمہ کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے۔"[5]

اور بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ "جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو مشرق ومغرب کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔"[6]

حدیث ۳: ترمذی وابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٥.

2 ...... انظر: "سنن الترمذي"، كتاب الشمائل، باب ماجاء في صفة... إلخ، الحديث: ٢٣٩، ج٥، ص٥٤٥.

3 ...... انظر: "سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في المزاح، الحديث: ١٩٩١، ج٣، ص٣٩٩.
و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٦.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحديث: ٦٤٧٤، ج٤، ص٢٤٠.

5 ...... المرجع السابق، الحديث: ٦٤٧٨، ج٤، ص٢٤١.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب التكلم بالكلمة... إلخ، الحديث: ٥٠-(٢٩٨٨)، ص١٥٩٥.

نے فرمایا: ''جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے، وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے اور جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی ہے، وہ دو جوف دار (کھکل) چیزیں ہیں، مونھ اور شرمگاہ۔'' (1)

حدیث۴: امام احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو چپ رہا، اسے نجات ہے۔'' (2)

حدیث۵: امام احمد و ترمذی نے عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، نجات کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اپنی زبان پر قابو رکھو اور تمہارا گھر تمھارے لیے گنجائش رکھے (یعنی بے کار ادھر ادھر نہ جاؤ) اور اپنی خطا پر گریہ کرو۔'' (3)

حدیث۶: ترمذی نے ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ ''ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضا زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں، کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔'' (4)

حدیث۷: امام مالک و احمد نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ترمذی اور بیہقی نے دونوں سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ لایعنی چیز چھوڑ دے۔'' (5) یعنی جو چیز کارآمد نہ ہو اس میں نہ پڑے، زبان و دل و جوارح کو بے کار باتوں کی طرف متوجہ نہ کرے۔

حدیث۸: ترمذی نے سفیان بن عبداللہ ثَقَفِی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سب سے زیادہ کس چیز کا مجھ پر خوف ہے؟ یعنی کس چیز کے ضرر کا زیادہ اندیشہ ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''یہ ہے۔'' (6)

---

(1)...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب، الحديث: ٤٢٤٦، ج٤، ص٤٨٩.
و"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في حسن الخلق، الحديث: ٢٠١١، ج٣، ص٤٠٤.

(2)...... "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة...إلخ، باب: ١١٥، الحديث: ٢٥٠٩، ج٤، ص٢٢٥.

(3)......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٢٩٨، ج٨، ص٢٩٠.
و"جامع الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان، الحديث: ٢٤١٤، ج٤، ص١٨٢.

(4)...... "سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان، الحديث: ٢٤١٥، ج٤، ص١٨٣.

(5)......"الموطأ" للإمام مالك، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في حسن الخلق، الحديث: ١٧١٨، ج٢، ص٤٠٣.

(6)...... "سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان، الحديث: ٢٤١٨، ج٤، ص١٨٤.

حدیث۹: بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حِطَّان سے روایت کی، کہتے ہیں میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس گیا، انھیں کالی کملی اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا، ابوذر یہ تنہائی کیسی؟ اونھوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ ''تنہائی اچھی ہے برے ہم نشین سے اور ہم نشین صالح تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔'' (1)

حدیث۱۰: بیہقی نے عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''سکوت پر قائم رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔'' (2)

حدیث۱۱: بیہقی نے ابوذَر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) مجھے وصیت فرمائیے، ارشاد فرمایا: میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس سے تمھارے سب کام آراستہ ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کی اور وصیت فرمائیے، فرمایا: کہ تلاوت قرآن اور ذِکْرُ اللہ کو لازم کرلو، کہ اس کی وجہ سے تمھارا ذکر آسمان میں ہوگا اور زمین میں تمھارے لیے نور ہوگا۔ میں نے کہا اور وصیت فرمائیے، ارشاد فرمایا: زیادتی خاموشی کو لازم کرلو، کہ اس سے شیطان دفع ہوگا اور تمھیں دین کے کاموں میں مدد دے گی۔

میں نے عرض کی اور وصیت کیجیے، فرمایا کہ زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مُردہ کردیتا ہے اور چہرہ کے نور کو دور کرتا ہے۔ میں نے کہا اور وصیت کیجیے۔ فرمایا: حق بولو اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجیے، فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجیے، فرمایا: تم کو دوسرے لوگوں سے روکے وہ چیز جو تم اپنے نفس سے جانتے ہو۔'' (3) یعنی جو اپنے عیوب کی طرف نظر رکھے گا دوسروں کے عیوب میں نہ پڑے گا اور کام کی بات یہ ہے کہ اپنے عیب پر نظر کی جائے تاکہ اسکے زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

حدیث۱۲: بیہقی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اے ابوذر! کیا میں تم کو ایسی دو باتیں نہ بتادوں جو پیٹھ پر ہلکی ہیں اور میزان میں بھاری ہیں؟ انھوں نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: زیادہ خاموش رہنا اور خوبی اخلاق، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمام مخلوقات نے ان کی مثل پر عمل نہیں کیا۔'' (4)

---

1 ...... "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في فضل السكوت... إلخ، الحديث: ٤٩٩٣، ج٤، ص٢٥٦.

2 ...... المرجع السابق، فصل في فضل السكوت عما لايعنيه، الحديث: ٤٩٥٣، ج٤، ص٢٤٥.

3 ...... المرجع السابق، فصل في فضل السكوت عما لايعنيه، الحديث: ٤٩٤٢، ج٤، ص٢٤٢.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، الحديث: ٨٠٠٦، ج٦، ص٢٣٩.

یعنی ان کی مثل کوئی چیز نہیں جس پر عمل کیا جائے۔

حدیث ۱۳: امام مالک نے اسلم سے روایت کی، کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس گئے اور حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے عرض کی، کیا بات ہے اللہ (عزوجل) آپ کی مغفرت کرے، حضرت صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا: اس نے مجھے مہالک[1] میں ڈالا ہے۔[2]

حدیث ۱۴: امام احمد و بیہقی نے عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمھارے لیے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔ ① جب بات کرو سچ بولو اور ② جب وعدہ کرو اسے پورا کرو اور ③ جب تمھارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو اور ④ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور ⑤ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور ⑥ اپنے ہاتھوں کو روکو۔''[3] یعنی ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

حدیث ۱۵: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔''[4]

حدیث ۱۶: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مومن کو یہ نہ چاہیے کہ لعنت کرنے والا ہو۔''[5]

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو لوگ لعنت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے، نہ کسی کے سفارشی۔''[6]

حدیث ۱۸: ترمذی و ابوداود نے سَمُرہ بن جُندُب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی لعنت و غضب اور جہنم کے ساتھ آپس میں لعنت نہ کرو۔''[7]

حدیث ۱۹: ابوداود نے ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم

---

1 ...... یعنی ہلاکتوں۔
2 ...... "الموطأ" للإمام مالك، كتاب الكلام، باب ماجاء فيما يخاف من اللسان، الحديث: ١٩٠٦، ج٢، ص٤٦٦.
3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبادة بن الصامت الحديث: ٢٢٨٢١، ج٨، ص٤١٢.
4 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ١٩٨٤، ج٣، ص٣٩٣.
5 ...... المرجع السابق، باب ماجاء في اللعن والطعن، الحديث: ٢٠٢٦، ج٣، ص٤١٠.
6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، الحديث: ٨٦-(٢٥٩٨)، ص١٤٠٠.
7 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ١٩٨٣، ج٣، ص٣٩٣.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ٤٨٤٩، ج٣، ص٤٣.

کو یہ فرماتے سنا کہ ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کو جاتی ہے، آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر زمین پر اتاری جاتی ہے، اس کے دروازے بھی بند کر دیے جاتے ہیں پھر دہنے بائیں جاتی ہے، جب کہیں راستہ نہیں پاتی تو اس کی طرف آتی ہے جس پر لعنت بھیجی گئی، اگر اسے اس کا اہل پاتی ہے تو اس پر پڑتی ہے، ورنہ بھیجنے والے پر آجاتی ہے۔'' (1)

حدیث ۲۰: ترمذی و ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص کی چادر کو ہوا کے تیز جھونکے لگے، اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اُسی پر لوٹ آتی ہے۔'' (2)

حدیث ۲۱: ترمذی نے اُبیّ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہوا کو گالی نہ دو اور جب دیکھو کہ تمھیں بری لگتی ہے تو یہ کہو کہ الٰہی! میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں شر ہے اور اس کے شر سے جس کا اسے حکم ہوا۔'' (3)

حدیث ۲۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے اپنی سواری کے جانور پر لعنت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اس سے اتر جاؤ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو، اپنے اوپر اور اپنی اولاد و اموال پر بددعا نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا سے کی جائے قبول ہوتی ہے۔'' (4)

حدیث ۲۳: طبرانی نے ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کی مثل ہے اور جو شخص مومن مرد یا عورت پر کفر کی تہمت لگائے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔'' (5)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو اس کلمہ کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹے گا۔'' (6) یعنی یہ کلمہ دونوں میں سے ایک پر پڑے گا۔

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في اللعن، الحديث: ٤٩٠٥، ج٤، ص٣٦١.

2 ...... المرجع السابق، الحديث: ٤٩٠٨، ج٤، ص٣٦٢.

3 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الفتن باب ماجاء في النهى عن سب الرياح، الحديث: ٢٢٥٩، ج٤، ص١١١.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل...إلخ، الحديث: ٣-(٣٠٠٩)، ص١٦٠٤.

5 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٣٣٠، ج٢، ص٧٣.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال، الحديث: ٦١٠٤، ج٤، ص١٢٧.
و"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر، الحديث: ١١١-(٦٠)، ص٥١.

حدیث ۲۵: صحیح بخاری میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص دوسرے کو فسق اور کفر کی تہمت لگائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کہنے والے پر لوٹتا ہے۔''(1)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا دشمنِ خدا کہے اور وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔'' (2)

حدیث ۲۷: بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مسلم سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے۔'' (3)

حدیث ۲۸: صحیح مسلم میں اَنَس و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''دو شخص گالی گلوچ کرنے والے انھوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے، جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے۔''(4) یعنی جتنا پہلے نے کہا، اس سے زیادہ نہ کہے۔

حدیث ۲۹: طبرانی نے سَمُرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اگر کوئی کسی کو برا بھلا کہنا ہی چاہتا ہے تو نہ اس پر افترا کرے، نہ اس کے والدین کو گالی دے، نہ اس کی قوم کو گالی دے، ہاں اگر اس میں ایسی بات ہے جو اس کے علم میں ہے تو یوں کہے کہ تو بخیل ہے یا تو بزدل ہے یا تو جھوٹا ہے یا بہت سونے والا ہے۔'' (5)

حدیث ۳۰: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''فحش جس چیز میں ہوگا، اسے عیب دار کردے گا اور حیا جس میں ہوگی، اسے آراستہ کردے گی۔'' (6)

حدیث ۳۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالٰی کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر مرتبہ اس کا ہے کہ اس کے شر سے بچنے کے لیے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہو۔'' (7) اور ایک روایت میں ہے کہ ''اُس کے فحش سے بچنے کے لیے چھوڑ دیا ہو۔'' (8)

---

1. ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، الحديث:٦٠٤٥، ج٤، ص١١١.
2. ......"صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم: ياكافر، الحديث:١١٢ـ(٦١)، ص٥١.
3. ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، الحديث:٦٠٤٤، ج٤، ص١١١.
4. ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب النهي عن السباب، الحديث:٦٨ـ(٢٥٨٧)، ص١٣٩٦.
5. ......"المعجم الكبير"، الحديث: ٧٠٣٠، ج٧، ص٢٥٣.
6. ......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الفحش والتفحش، الحديث:١٩٨١، ج٣، ص٣٩٢.
7. ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم فاحشا... إلخ، الحديث:٦٠٣٢، ج٤، ص١٠٨.
8. ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب مداراة من يتقى فحشه، الحديث:٧٣ـ(٢٥٩١)، ص١٣٩٧.

حدیث ۳۲: بخاری و مسلم و احمد و ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے، دہر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں، رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔'' (1) یعنی زمانہ کو برا کہنا اللہ (عزوجل) کو برا کہنا ہے کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ سب اللہ تعالٰی کی طرف سے ہوتا ہے۔

حدیث ۳۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص یہ کہے کہ سب لوگ ہلاک ہوگئے تو سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہے۔'' (2) یعنی جو شخص تمام لوگوں کو گنہگار اور مستحق نار بتائے تو سب سے بڑھ کر گنہگار وہ خود ہے۔

حدیث ۳۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ برا قیامت کے دن اس کو پاؤ گے، جو ذوالوجہین ہو۔'' (3)

یعنی دوڑُخا آدمی کہ ان کے پاس ایک مونھ سے آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے مونھ سے آتا ہے یعنی منافقوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے، یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے۔

حدیث ۳۵: دارمی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں دوڑُخا ہوگا، قیامت کے دن آگ کی زبان اس کے لیے ہوگی۔'' (4) ابوداود کی روایت میں ہے کہ ''اس کے لیے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔'' (5)

حدیث ۳۶: صحیح بخاری و مسلم میں حُذَیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔'' (6)

حدیث ۳۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمٰن بن غَنْم و اسما بنتِ یَزید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ (عزوجل) کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿ يريدون ان يبدلوا كلام الله ﴾، الحديث: ٧٤٩١، ج٤، ص٥٧٢.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب النهي عن قول: هلك الناس، الحديث: ١٣٩ـ(٢٦٢٣)، ص١٤١٢.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ماقيل في ذي الوجهين، الحديث: ٦٠٥٨، ج٤، ص١١٥.

4 ......"سنن الدارمي"، كتاب الرقائق، باب ما قيل في ذي الوجهين، الحديث: ٢٧٦٤، ج٢، ص٤٠٥.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في ذي الوجهين، الحديث: ٤٨٧٣، ج٤، ص٣٥٢.

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة، الحديث: ١٦٩ـ(١٠٥)، ص٦٧.

اللہ(عزوجل) کے برے بندے وہ ہیں، جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے، اس پر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں۔'' (1)

حدیث ۳۸: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کی، اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں (جب تو غیبت نہیں ہوگی)۔ فرمایا: ''جو کچھ تم کہتے ہو، اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں، یہ بہتان ہے۔'' (2)

حدیث ۳۹: امام احمد و ترمذی و ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں، میں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے کہا، صَفِیَّہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی ہیں یعنی پستہ قد ہیں، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا کہ ''تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو اس پر غالب آجائے۔'' (3) یعنی کسی پستہ قد کو ناٹا ٹھگنا کہنا بھی غیبت میں داخل ہے، جبکہ بلاضرورت ہو۔

حدیث ۴۰: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے، جب نماز پڑھ چکے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: تم دونوں وضو کرو اور نماز کا اِعادہ کرو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزہ کی قضا کرنا۔ انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم! یہ حکم کس لیے؟ ارشاد فرمایا: ''تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔'' (4)

حدیث ۴۱: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں، اگرچہ میرے لیے اتنا اتنا ہو۔'' (5) یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہوسکتا۔

---

1. ......"شعب الإيمان"، باب في الاصلاح بين الناس... إلخ، الحديث: ١١١٠٨، ج٧، ص٤٩٤.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ٤٨٧١، ج٣، ص٤٦.
2. ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب تحريم الغيبة، الحديث: ٧٠-(٢٥٨٩)، ص١٣٩٧.
3. ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الغيبة، الحديث: ٤٨٧٥، ج٤، ص٣٥٣.
4. ......"شعب الإيمان"، باب في تحريم اعراض الناس، الحديث: ٦٧٢٩، ج٥، ص٣٠٣.
5. ...... "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة... إلخ، باب: ١١٦، الحديث: ٢٥١٠، ج٤، ص٢٢٥.

حدیث۴۲: بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید و جابر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر ہے۔ فرمایا کہ "مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب تک وہ نہ معاف کردے جس کی غیبت ہے۔" (1)

اور انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں ہے کہ "زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے۔" (2)

حدیث۴۳: بیہقی نے دعوات کبیر میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے، اس کے لیے استغفار کرے، یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ. (3) "الٰہی! ہمیں اور اسے بخش دے۔"

حدیث۴۴: ابوداود نے ابو ہُرَیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ماعز اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا، دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے، ایک نے دوسرے سے کہا، اسے تو دیکھو کہ اللہ (عزوجل) نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا، کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے سن کر سکوت فرمایا۔ کچھ دیر تک چلتے رہے، راستہ میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔

حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا: جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ انھوں نے عرض کی، یا نبی اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم)! اسے کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا: "وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی، وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ (ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔" (4)

حدیث۴۵: امام احمد و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے اُسامہ بن شَرِیک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "اے اللہ کے بندو! اللہ (عزوجل) نے حرج اٹھالیا، مگر جو شخص کسی مرد مسلم کی بطور ظلم آبروریزی کرے، وہ حرج میں ہے اور ہلاک ہوا۔" (5)

---

1 ...... "شعب الإیمان"، باب في تحریم إعراض الناس، الحدیث: ٦٧٤١، ج٥، ص٣٠٦.

2 ...... المرجع السابق، الحدیث: ٦٧٤٢، ج٥، ص٣٠٦.

3 ...... "مشکاۃ المصابیح"، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحدیث: ٤٨٧٧، ج٣، ص٤٧.

4 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الحدود، باب رجم ما عز بن مالك، الحدیث: ٤٤٢٨، ج٤، ص١٩٧.

5 ...... "کنز العمال"، کتاب الأخلاق، الحدیث: ٨٠١٤، ج٣، ص٢٣٤.

حدیث ۴۶: امام احمد وابوداود وحاکم نے مُستَورِد بن شداد[1] رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، اللہ تعالٰی اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا، اللہ تعالٰی اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔''[2]

حدیث ۴۷: امام احمد وابوداود نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللہ تعالٰی اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے گا اور جس کی اللہ (عزوجل) ٹٹول کرے گا اس کو رسوا کردے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔''[3]

حدیث ۴۸: امام احمد وابوداود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے مونھ اور سینے کو نوچتے تھے۔ میں نے کہا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا، ''یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔''[4]

حدیث ۴۹: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اور اس کی آبرو اور اس کا خون آدمی کو برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔''[5]

حدیث ۵۰: ابوداود نے معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص مسلمان پر کوئی بات کہے اس سے مقصد عیب لگانا ہو، اللہ تعالٰی اس کو پل صراط پر روکے گا جب تک اس چیز سے نہ نکلے جو اس نے کہی۔''[6]

حدیث ۵۱: ابوداود نے جابر بن عبداللہ اور ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ

---

1. ......بہارِشریعت کے نسخوں میں مسور بن شداد لکھا ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جسے ہم نے **''مُستَورِد بن شداد''** لکھ کر صحیح کردیا ہے۔...علمیه
2. ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الغيبة، الحديث: ٤٨٨١، ج٤، ص٣٥٤.
   و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث المستورد بن شداد، الحديث: ١٨٠٣٣، ج٦، ص٢٩٤.
3. ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الغيبة الحديث: ٤٨٨٠، ج٤، ص٣٥٤.
   و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي برزة الاسلمي، الحديث: ١٩٧٩٧، ج٧، ص١٨١.
4. ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الغيبة، الحديث: ٤٨٧٨، ج٤، ص٣٥٣.
5. ......المرجع السابق، الحديث: ٤٨٨٢، ج٤، ص٣٥٤.
6. ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب من رد عن مسلم غيبة، الحديث: ٤٨٨٣، ج٤، ص٣٥٥.

تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جہاں مردِ مسلم کی ہتک حرمت کی جاتی ہو اور اس کی آبروریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اُس کی مدد نہ کی، یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور اُن کو منع نہ کیا تو اللہ تعالٰی اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے اور جو شخص مردِ مسلم کی مدد کرے گا ایسے موقع پر جہاں اُس کی ہتک حرمت اور آبروریزی کی جارہی ہو، اللہ تعالٰی اس کی مدد فرمائے گا ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔'' (1)

حدیث ۵۲: شرح سُنہ میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو اور مدد کی، اللہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر باوجود قدرت اس کی مدد نہیں کی تو اللہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اسے پکڑے گا۔'' (2)

حدیث ۵۳: بیہقی نے اسما بنت یَزید رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی کے گوشت سے اس کی غیبت میں روکے یعنی مسلمان کی غیبت کی جارہی تھی، اس نے روکا تو اللہ (عزوجل) پر حق ہے کہ اُسے جہنم سے آزاد کردے۔'' (3)

حدیث ۵۴: شرح سنہ میں ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو سے روکے یعنی کسی مسلم کی آبروریزی ہوتی تھی اس نے منع کیا تو اللہ (عزوجل) پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کی۔''

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (4)

''مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔''

حدیث ۵۵: ترمذی و ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے، اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔'' (5)

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب من رد عن مسلم غيبة، الحديث: ٤٨٨٤، ج٤، ص٣٥٥.

2 ......"شرح السنة"، كتاب البر والصلة، باب الذب عن المسلمين، الحديث: ٣٤٢٤، ج٦، ص٤٩٥.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٨٠، ج٣، ص٦٩.

3 ......"شعب الإيمان"، باب في التعاون على البر والتقوى، الحديث: ٧٦٤٣، ج٦، ص١١٢.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٨١، ج٣، ص٧٠.

4 ......"شرح السنة"، كتاب البر والصلة، باب الذب عن المسلمين، الحديث: ٣٤٢٢، ج٦، ص٤٩٤.
پ٢١، الروم: ٤٧.

5 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في النصيحة والحياطة، الحديث: ٤٩١٨، ج٤، ص٣٦٥.

حدیث ۵۶: امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپادی تو ایسا ہے جیسے موؤدہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا۔'' (1)

حدیث ۵۷: ابو نعیم نے معرفہ میں شُبَیب بن سعد بَلَوی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بندہ کو قیامت کے دن اس کا دفتر کھلا ہوا ملے گا، وہ اس میں ایسی نیکیاں بھی دیکھے گا جن کو کیا نہیں ہے، عرض کرے گا، اے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آئیں؟ میں نے تو انھیں کیا نہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو تیری لاعلمی میں لوگوں نے تیری غیبت کی تھی۔'' (2)

حدیث ۵۸: ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کرچکا ہے، تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔'' (3)

حدیث ۵۹: ترمذی نے وَاثِلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اپنے بھائی کی شماتت نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہار مسرت نہ کر، کہ اللہ تعالٰی اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کردے گا۔'' (4)

حدیث ۶۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''میری ساری امت عافیت میں ہے مگر مجاہرین یعنی جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں یہ عافیت میں نہیں ان کی غیبت اور برائی کی جائے گی اور آدمی کی بے باکی سے یہ ہے کہ رات میں اس نے کوئی کام کیا یعنی گناہ کا کام اور خدا نے اس کو چھپایا اور یہ صبح کو خود کہتا ہے، کہ آج رات میں میں نے یہ کیا، خدا نے اس پر پردہ ڈالا تھا اور یہ شخص پردۂ الٰہی کو ہٹا دیتا ہے۔'' (5)

حدیث ۶۱: طبرانی و بیہقی نے بروایت بَہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

---

(1)......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ١٧٣٣٤، ج٦، ص١٢٦.

و"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الستر على المسلم، الحديث: ٤٨٩١، ج٤، ص٣٥٧.

(2)......"كنز العمال"، كتاب الاخلاق، رقم: ٨٠٤٣، ج٣، ص٢٣٦.

(3)......"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة...إلخ، باب: ١١٨، الحديث: ٢٥١٣، ج٤، ص٢٢٦.

(4)......المرجع السابق، باب: ١١٩، الحديث: ٢٥١٤، ج٤، ص٢٢٧.

(5)......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ستر المؤمن على نفسه، الحديث: ٦٠٦٩، ج٤، ص١١٨.

و"صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب النهى عن هتك الانسان ستر نفسه، الحديث: ٥٢-(٢٩٩٠)، ص١٥٩٥.

و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان...إلخ، الحديث: ٤٨٣١، ج٣، ص٤٠.

فرمایا: کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہواس کولوگ کب پہچانیں گے، فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے، تاکہ لوگ اس سے بچیں۔''(1)

حدیث ۶۲: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے حیا کی چادر ڈال دی اس کی غیبت نہیں۔'' (2) یعنی ایسوں کی برائی بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔

حدیث ۶۳: طبرانی نے معاویہ بن حَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''فاسق کی غیبت نہیں ہے۔'' (3)

حدیث ۶۴: صحیح مسلم میں مِقداد بن اسود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو، تو ان کے مونھ میں خاک ڈال دو۔'' (4)

حدیث ۶۵: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ''تم نے اسے ہلاک کردیا یا اس کی پیٹھ توڑ دی۔''(5)

حدیث ۶۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) نے فرمایا: ''تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا، جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں یہ ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ (عزوجل) اس کو خوب جانتا ہے اور اللہ (عزوجل) پر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔'' (6) یعنی جزم اور یقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔

حدیث ۶۷: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے، رب تعالٰی غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی جنبش کرنے لگتا ہے۔''(7)

---

1 ......"السنن الكبرى"للبيهقي، كتاب الشهادات باب الرجل من أهل الفقه...إلخ،الحديث:٢٠٩١٤، ج١٠،ص٣٥٤.

2 ......المرجع السابق،الحديث:٢٠٩١٥، ج١٠،ص٣٥٤.

3 ......"المعجم الكبير"،الحديث:١٠١١،ج١٩،ص٤١٨.

4 ......"صحيح مسلم"،كتاب الزهد...إلخ، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط...إلخ،الحديث:٦٩-(٣٠٠٢)،ص١٥٩٩.

5 ......"صحيح البخاري"،كتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح،الحديث:٦٠٦٠،ج٤،ص١١٥.

6 ......"صحيح مسلم"،كتاب الزهد...إلخ، باب النهي عن المدح...إلخ،الحديث:٦٥-(٣٠٠٠)،ص١٥٩٩.

7 ......"شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان،الحديث:٤٨٨٦، ج٤،ص٢٣٠.

مسائل فقهيه

غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ ﴾ [1]

''تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو۔''

احادیث میں بھی غیبت کی بہت برائی آئی ہے، چند حدیثیں ذکر کردی گئیں انھیں غور سے پڑھو، اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے، بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ ۱: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں، کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ''کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کردو تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔'' [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گزرا اگر بادشاہ یا قاضی سے کہا تاکہ اسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں۔ [3] (درمختار) یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لیے لوگوں پر اس کی برائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے، جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لیے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں، تاکہ ان کا

---

1 ...... پ ٢٦، الحجرات: ١٢.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٣.
و"شعب الإيمان"، باب في الستر...إلخ، الحديث:٩٦٦٦، ج٧، ص١٠٩.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٣.

وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا، لہٰذا ایسوں کی بد مذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان کرنے میں ہرگز دریغ نہ کریں۔

آج کل کے بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیے یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوق خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جس کو ناکارہ تاویلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دل عزیز بنوں، کیوں کسی کو اپنا مخالف کروں۔

مسئلہ۳: یہ معلوم ہے کہ جس میں برائی پائی جاتی ہے اگر اس کے والد کو خبر ہو جائے گی تو وہ اس حرکت سے روک دے گا، تو اسکے باپ کو خبر کردے زبانی کہہ سکتا ہو تو زبانی کہے یا تحریر کے ذریعہ مطلع کردے اور اگر معلوم ہے کہ اپنے باپ کا کہا بھی نہیں مانے گا اور باز نہیں آئے گا تو نہ کہے کہ بلاوجہ عداوت پیدا ہوگی۔ اسی طرح بیوی کی شکایت اس کے شوہر سے کی جاسکتی ہے اور رعایا کی بادشاہ سے کی جاسکتی ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار) مگر یہ ضرور ہے کہ ظاہر کرنے سے اس کی برائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصلی مقصد یہ ہو کہ وہ لوگ اس برائی کا اِنْسِداد[2] کریں اور اس کی یہ عادت چھوٹ جائے۔

مسئلہ۴: کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی برائی افسوس کے طور پر کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں، کیونکہ جس کی برائی کی اگر اسے خبر بھی ہوگئی تو اس صورت میں وہ برا نہ مانے گا، برا اس وقت مانے گا جب اسے معلوم ہو کہ اس کہنے والے کا مقصود ہی برائی کرنا ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ اس چیز کا اظہار اس نے حسرت وافسوس ہی کی وجہ سے کیا ہو ورنہ یہ غیبت ہے بلکہ ایک قسم کا نفاق اور ریا اور اپنی مدح سرائی ہے، کیونکہ اس نے مسلمان بھائی کی برائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ برائی مقصود نہیں یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ یہ کام میں اپنے لیے اور دوسروں کے لیے برا جانتا ہوں یہ ریا ہے اور چونکہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا، لہٰذا اپنے کو صلحا میں سے ہونا بتایا یہ تزکیۂ نفس اور خود ستائی ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۵: کسی بستی یا شہر والوں کی برائی کی، مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں، یہ غیبت نہیں کیونکہ ایسے کلام کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہاں کے سب ہی لوگ ایسے ہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہوتے ہیں اور جن بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں، غیبت اس صورت میں ہوتی ہے جب معین ومعلوم اشخاص کی برائی ذکر کی جائے اور اگر اس کا مقصود وہاں کے تمام لوگوں کی برائی کرنا ہے تو یہ غیبت ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۳.

2 ...... یعنی برائی کی روک تھام۔

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۶۷٤.

مسئلہ ۶: فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے:

ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کررہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو۔ کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں، اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔

دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی برائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے برائی کرتا ہے، وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے، لہٰذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیز گار ظاہر کرتا ہے، یہ ایک قسم کا نفاق ہے۔

تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔

چوتھی صورت مباح ہے وہ یہ کہ فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرے، بلکہ جبکہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے، اس کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں، مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا، اس کی غیبت نہیں۔''[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و برائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ غیبت نہیں۔ حدیث میں ہے، ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔''[3] لہٰذا اس کی برائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے، مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اس کے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمھاری کیا رائے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کردینا غیبت نہیں۔

اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی برائی بیان کرے غیبت نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو بدمذہب اپنی بدمذہبی چھپائے ہوئے ہے، جیسا کہ روافض کے یہاں تقیہ ہے یا آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں۔

[1]......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۴.

[2]......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۴.

"شعب الإیمان"، باب في الستر...إلخ، الحدیث: ۹۶۶۴، ج۷، ص۱۰۸.

[3]......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في المشورة، الحدیث: ۵۱۲۸، ج۴، ص۴۲۹-۴۳۰.

[4]......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۵.

ان کی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکروشر سے بچانا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے، جب بھی غیبت نہیں کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں، مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم وزیادتی کی ہے، تاکہ حاکم اس کا انصاف و دادرسی کرے۔ اسی طرح مفتی کے سامنے استفتا پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے، بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید وعمرو سے تعبیر کرے، جیسا کہ اس زمانہ میں استفتا کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا، کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ تعالٰی عنہما کے متعلّق حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جبکہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں، ارشاد فرمایا کہ ''تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمھارے اور بچوں کے لیے کافی ہو۔''[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود مبیع کا عیب بیان کرنا ہو مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کردینا جائز ہے۔ یوہیں کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اس سے اس کی حرکت کو ظاہر کرسکتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی برائی نہیں ہے، بلکہ اس شخص کی معرفت وشناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عیوب کے ساتھ ملقب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیان عیب۔ جیسے اعمیٰ، اعمش، اعرج، احول، صحابۂ کرام میں عبداللہ بن اُم مکتوم نابینا تھے اور روایتوں میں ان کے نام کے ساتھ اعمیٰ آتا ہے۔ محدثین میں بڑے زبردست پایہ کے سلیمان اعمش ہیں اعمش کے معنی چندھے کے ہیں یہ لفظ ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کے لیے کسی کو اندھا یا کانا یا ٹھگنا یا لمبا کہا جاتا ہے، یہ غیبت میں داخل نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اور ان کے عیوب بیان کرنا جائز ہے

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۵.

2 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۵.

"صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب إذا لم ينفق الرجل فللمرأة ان تاخذ بغيرعلمه...إلخ، الحديث:٥٣٦٤، ج٣، ص٥١٦.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۵.

4 ...... المرجع السابق.

اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ ہوسکے گا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کیے جائیں تو کتب معتمدہ وغیر معتمدہ میں فرق نہ رہے گا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی نگہداشت نہ ہوسکے گی، اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں، جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں غیبت نہیں اوران میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے۔ صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض وکنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، برائی کو جس نوعیت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہوسکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھووں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہوسکتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں، ایک عورت ہمارے پاس آئی، جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ ٹھگنی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ''تم نے اس کی غیبت کی۔''[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا کہ ایک شخص ہمارے پاس اس قسم کا آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے اور مُخاطَب کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ذکر کرتا ہے، اگرچہ متکلّم نے کسی کا نام نہیں لیا مگر جب مُخاطَب کو ان لفظوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہوگئی کیونکہ جب مُخاطَب کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس فلاں آیا تھا یا یہ فلاں کے پاس گیا تھا تو اب نام لینا نہ لینا دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر مُخاطَب نے شخص معیّن کو نہیں سمجھا مثلاً اس کے پاس بہت سے لوگ آئے یا یہ بہتوں کے یہاں

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص ٦٧٥.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص ٦٧٦.

انظر:"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضى الله عنها، الحديث:۲۵۱۰۳، ج۹، ص ٤٦٣.

و"شعب الإيمان" للبيهقي، باب في تحريم أعراض الناس، الحديث:٦٧٦٧، ج٥، ص ٣١٣.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص ٦٧٦.

گیا تھا مُخاطَب کو یہ پتا نہ چلا کہ یہ کس کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاءِ مسلم ہے وہ یہاں بدرجۂ اَولیٰ پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر احتمالِ ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرعِ مطہر نے حرام کیا اور مونھ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔[3] (ردالمحتار)

بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر اپڑا ہے چلو میں اس کے مونھ پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور مونھ پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہوگا اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۹: غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کیے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں، اس کے بدن میں عیب ہو مثلاً اندھا، کانا، لنگڑا، لولا، ہونٹ کٹا، نک چپٹا وغیرہ یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو مثلاً اس کے نسب میں یہ خرابی ہے اس کی دادی، نانی چماری تھی، ہندوستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے، لہٰذا بطورِ عیب کسی کو دھنا جولاہا کہنا بھی غیبت و حرام ہے، اخلاق و افعال کی برائی یا اس کی بات چیت میں خرابی مثلاً ہکلا یا تو تلا یا دین داری میں وہ ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں، یہاں تک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اسے برا معلوم ہو، ناجائز ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہدے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٧٦.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٧٦.

3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے، ''جس نے اپنے مُسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی، اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر یہ ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کر دے۔'' [1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمھاری اس اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کر دو اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بریٔ الذمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کر لی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ معلّق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثناء حسن کرے اور اس کے ساتھ اظہار محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کر دیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہوجائے گا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کر دیا مگر اس نے سچائی اور خلوص دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی تو ہوسکتا ہے کہ آخرت میں مؤاخذہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔ [5] (ردالمحتار)

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٧.
"مجمع الزوائد"، كتاب الأدب، باب فيمن ذب... إلخ، الحديث: ١٣١٥٠، ج٨، ص١٧٩.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٧.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٧.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۵: امام غزالی علیہ الرحمۃ یہ فرماتے ہیں، کہ جس کی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: اگر اس کی ایسی برائیاں بیان کی ہیں جن کو وہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے، بلکہ مبہم طور پر یہ کہدے کہ میں نے تمھارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کیے ہیں تم معاف کردو اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حقوق مجہولہ کو معاف کردینا بھی صحیح ہے اور اس طرح بھی معافی ہوسکتی ہے، لہٰذا اس قول پر بنا کی جائے اور ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: دو شخصوں میں جھگڑا تھا دونوں نے معذرت کے ساتھ مصافحہ کیا یہ بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔ جس کی غیبت کی ہے وہ مرگیا تو وُرثہ کو یہ حق نہیں کہ معاف کریں ان کے معاف کرنے کا اعتبار نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کسی کے مونھ پر اس کی تعریف کرنا منع ہے اور پیٹھ پیچھے تعریف کی مگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی یہ جائز ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں، شعراء کی طرح اَن ہوئی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے۔[4] (عالمگیری)

بغض وحسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝۳۲ ﴾[5]

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۷.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص۶۷۸.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثالث والعشرون في الغيبة، ج۵، ص۳۶۳.

5 ...... پ۵، النسآء: ۳۲.

''اور اس کی آرزو مت کرو جس سے اللہ (عزوجل) نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی، مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ (عزوجل) سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز کو جانتا ہے۔'' اور فرماتا ہے:

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝ ﴾ (1)

''تم کہو! میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے، جب وہ حسد کرتا ہے۔''

حدیث ۱: ابن ماجہ نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔'' (2) اسی کی مثل ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲: دَیلمی نے مُسند الفردوس میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے، جس طرح ایلوا (3) شہد کو بگاڑتا ہے۔'' (4)

حدیث ۳: امام احمد و ترمذی نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اگلی امت کی بیماری تمھاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد و بغض ہے، وہ مونڈنے والا ہے دین کو مونڈتا ہے بالوں کو نہیں مونڈتا، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی جان ہے! جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور مومن نہیں ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب اسے کرو گے آپس میں محبت کرنے لگو گے، آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔'' (5)

حدیث ۴: طبرانی نے عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔'' (6) یعنی مسلمان کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہیے۔

---

(1)......پ ۳۰، الفلق: ۵.

(2)......"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب الحسد، الحديث: ۴۲۱۰، ج ۴ ص ۴۷۳.

(3)......**ایلوا:** ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس ہے۔

(4)......"الجامع الصغير" للسيوطي، حرف الحاء، الحديث: ۳۸۱۹، ص ۲۳۲.

(5)......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الزبير بن العوام، الحديث: ۱۴۱۲، ۱۴۳۰، ج ۱، ص ۳۴۸، ۳۵۲.
و"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة...إلخ، باب: ۱۲۱، الحديث: ۲۵۱۸، ج ۴، ص ۲۲۸.

(6)......"مجمع الزوائد"، كتاب الأدب، باب ماجاء في الغيبة والنميمة، الحديث: ۱۳۱۲۶، ج ۸، ص ۱۷۲-۱۷۳.

حدیث ۵: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''آپس میں نہ حسد کرو، نہ بغض کرو، نہ پیٹھ پیچھے برائی کرو اور اللہ (عزوجل) کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔'' (1)

حدیث ۶: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''حسد نہیں ہے مگر دو پر، ایک وہ شخص جسے خدا نے کتاب دی یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ کہ خدا نے اسے مال دیا وہ دن اور رات کے اوقات میں صدقہ کرتا ہے۔'' (2)

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''حسد نہیں ہے مگر دو شخصوں پر ایک وہ شخص جسے خدا نے قرآن سکھایا وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے، اس کے پڑوسی نے سنا تو کہنے لگا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جو فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اُس کی طرح عمل کرتا۔ دوسرا وہ شخص کہ خدا نے اسے مال دیا وہ حق میں مال کو خرچ کرتا ہے، کسی نے کہا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جیسا فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔'' (3)

ان دونوں حدیثوں میں حسد سے مراد غبطہ ہے جس کو لوگ رشک کہتے ہیں، جس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اور یہ آرزو نہ ہو کہ اسے نہ ملتی یا اس سے جاتی رہے اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے، اسی وجہ سے حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں۔ امام بخاری کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں میں غبطہ مراد ہے، لہٰذا ان حدیثوں کے یہ معنی ہوئے کہ یہی دو چیزیں غبطہ کرنے کی ہیں، کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں غبطہ ان پر کرنا چاہیے نہ کہ دوسری نعمتوں پر، واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

حدیث ۸: بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلّی فرماتا ہے، جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔'' (4)

حدیث ۹: امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''ہر ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں، ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ﴿يايها الذين امنوا اجتنبوا...إلخ﴾، الحديث:٦٠٦٦، ج٤، ص١١٧.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب فضائل القرآن، باب إغتباط صاحب القرآن، الحديث:٥٠٢٥، ج٣، ص٤١٠.

3 ...... المرجع السابق، الحديث:٥٠٢٦، ج٣، ص٤١٠.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث:٣٨٣٥، ج٣، ص٣٨٢-٣٨٣.

اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو ان کے متعلق یہ فرماتا ہے: ''انھیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔'' (1)

حدیث ۱۰: طبرانی نے اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اللہ تعالٰی کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، سب کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو دو شخص باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطع رحم کرتا ہے۔'' (2)

حدیث ۱۱: امام احمد و ابوداود و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، جس بندہ نے شرک نہیں کیا ہے اسکی مغفرت کی جاتی ہے، مگر جو شخص ایسا ہے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہے، ان کے متعلق کہا جاتا ہے انھیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں۔'' (3)

مسائل فقهيه

حسد حرام ہے، احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی۔ حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ (4) (عالمگیری)

مسئلہ ۱: یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے وہ بعینھا (5) مجھے مل جائے یہ حسد ہے، کیونکہ بعینہٖ وہی چیز اس کو جب ملے گی کہ اس سے جاتی رہے اور اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی مثل مجھے ملے یہ غبطہ ہے کیونکہ اس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی۔ (6) (عالمگیری) حدیث میں فرمایا ہے کہ ''حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں، ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دیا ہے اور وہ راہِ حق میں صرف کرتا ہے، دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے، وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے۔'' (7)

---

1 ......''كنز العمال''، كتاب الاخلاق، رقم: ۷۴۴۹، ج۳، ص۱۸۷.

2 ......''المعجم الكبير''، باب الالف، الحديث: ۴۰۹، ج۱، ص۱۶۷.

3 ......''سنن أبي داود''، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم، الحديث: ۴۹۱۶، ج۴، ص۳۶۴.
و''سنن الترمذي''، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في المتهاجرين، الحديث: ۲۰۳۰، ج۳، ص۴۱۲.

4 ......''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب الثالث والعشرون في الغيبة، ج۵، ص۳۶۲-۳۶۳.

5 ......یعنی ویسے ہی۔

6 ......''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب الثالث والعشرون في الغيبة، ج۵، ص۳۶۳.

7 ......''صحيح البخاري''، كتاب العلم، باب الإغتباط في العلم والحكمة، الحديث: ۷۳، ج۱، ص۴۳.

اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حسد حرام ہے، بعض علما نے یہ بتایا کہ اس حدیث میں حسد بمعنی غبطہ ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا مگر ان میں بھی ناجائز ہے۔ جیسا کہ حدیث لَا شُؤْمَ اِلَّا فِی الدَّارِ.[1] (الحدیث) میں اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے۔

اور بعض علما نے فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ حسد انھیں دونوں میں ہوسکتا ہے اور چیزیں تو اس قابل ہی نہیں کہ ان میں حسد پایا جاسکے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے میں کوئی نعمت دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے اور دنیا کی چیزیں نعمت نہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر ہو دنیا کی چیزوں کا مآل اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مآل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا ہے، لہٰذا نعمت جس کا نام ہے وہ یہی ہیں ان میں حسد ہوسکتا ہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

ظلم کی مذمت

قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی برائی ذکر کی گئی اور احادیث اس کے متعلق بہت ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ا: ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے۔[3] یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

حدیث ۲: اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے، مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِیَ ظَالِمَةٌ ﴾[4]

''ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے۔''

حدیث ۳: جس کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے، اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ بلکہ اس کے عمل صالح کو بقدر حق لے کر دوسرے کو دیدیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں

1 ......''صحیح مسلم''، کتاب الأدب، باب لاعدویٰ ولاطیرۃ، الحدیث: ۱۱۷۔(۲۲۲۵)، ص۱۲۲۳.
کتب حدیث میں یہ حدیث ہمیں ان الفاظ کے ساتھ نہیں ملی صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ ''الشؤم فی الدار والمرأۃ والفرس'' کے ساتھ موجود ہے اس وجہ سے صحیح مسلم کا حوالہ ذکر کردیا۔...علمیہ

2 ......''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الثالث والعشرون في الغیبۃ، ج۵، ص۳۶۲، وغیرہ.

3 ......''صحیح البخاري''، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، الحدیث: ۲۴۴۷، ج۲، ص۱۲۷.

4 ......''صحیح البخاري''، کتاب التفسیر، باب ﴿وکذلک اخذ ربک...إلخ﴾ الحدیث: ۴۶۸۶، ج۳، ص۲۴۷.
پ۱۲، ھود: ۱۰۲.

نہیں ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیے جائیں گے۔[1] (بخاری)

حدیث ۴: تمھیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی، ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔ فرمایا: ''میری اُمت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھالیا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا ہے۔ لہٰذا اس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کی خطائیں اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' [2] (مسلم شریف)

حدیث ۵: اِمعہ نہ بنو کہ یہ کہنے لگو کہ لوگ اگر ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے، بلکہ اپنے نفس کو اس پر جماؤ کہ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔[3] (ترمذی)

حدیث ۶: جو شخص اللہ (عزوجل) کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کے ساتھ یعنی اللہ (عزوجل) راضی ہو، چاہے لوگ ناراض ہوں ہوا کریں اس کی کوئی پروا نہ کرے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت کرے گا اور جو شخص لوگوں کو خوش رکھنا چاہے اللہ (عزوجل) کی ناراضی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ اس کو آدمیوں کے سپرد کردے گا۔[4] (ترمذی)

حدیث ۷: سب سے بُرا قیامت کے دن وہ بندہ ہے، جس نے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں اپنی آخرت برباد کردی۔[5] (ابن ماجہ)

حدیث ۸: مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کے حق سے اللہ (عزوجل) منع نہیں کرے گا۔[6] (بیہقی)

غصّہ اور تکبّر کا بیان

حدیث ۱: ایک شخص نے عرض کی، مجھے وصیت کیجیے۔ فرمایا: ''غصہ نہ کرو۔'' اس نے بار بار وہی سوال کیا، جواب

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة عند الرجل... إلخ، الحديث: ٢٤٤٩، ج٢، ص١٢٨.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة... إلخ، باب تحريم الظلم، الحديث: ٥٩-(٢٥٨١)، ص١٣٩٤.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء في الاحسان و العفو، الحديث: ٢٠١٤، ج٣، ص٤٠٥.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب: ٦٥، الحديث: ٢٤٢٢، ج٤، ص١٨٦.

5 ......"سنن إبن ماجه"، كتاب الدعاء، باب إذا إلتقى المسلمان بسيفهما، الحديث: ٣٩٦٦، ج٤، ص٣٣٩.

6 ......"شعب الإيمان"، باب في طاعة اولى الأمر، فصل في ذكر ماورد من التشديد في الظلم، الحديث: ٧٤٦٤، ج٦، ص٤٩.

یہی ملا کہ غصہ نہ کرو۔[1] (بخاری)

حدیث ۲: قوی وہ نہیں جو پہلوان ہو دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔[2] (بخاری، مسلم)

حدیث ۳: اللہ تعالٰی کی خوشنودی کے لیے بندہ نے غصہ کا گھونٹ پیا، اس سے بڑھ کر اللہ (عزوجل) کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں۔[3] (احمد)

حدیث ۴: قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝۳۴ ﴾[4]

''اس کے ساتھ دفع کر جو احسن ہے پھر وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے، ایسا ہو جائے گا گویا وہ خالص دوست ہے۔''

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت صبر کرے اور دوسرا اس کے ساتھ برائی کرے تو یہ معاف کر دے، جب ایسا کریں گے اللہ (عزوجل) ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کا دشمن جھک جائے گا گویا وہ خالص دوست قریب ہے۔[5] (بخاری)

حدیث ۵: غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے، جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔[6] (بیہقی)

حدیث ۶: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے رب! کون بندہ تیرے نزدیک عزت والا ہے؟ فرمایا: ''وہ جو باوجود قدرت معاف کر دے۔''[7] (بیہقی)

حدیث ۷: جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا، اللہ (عزوجل) اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصّہ کو روکے گا، قیامت کے دن اللہ تعالٰی اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ (عزوجل) سے عذر کرے گا، اللہ (عزوجل) اس کے عذر کو

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، الحديث: ٦١١٦، ج٤، ص١٣١.

2 ......المرجع السابق، الحديث: ٦١١٤، ج٤، ص١٣٠.

3 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، الحديث: ٦١٢٢، ج٢، ص٤٨٢.

4 ...... پ٢٤، حٰمٓ السجدة: ٣٤.

5 ......"الدر المنثور في تفسير المأثور"، ج٧، ص٣٢٧.

6 ......"شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب، الحديث: ٨٢٩٤، ج٦، ص٣١١.

7 ......المرجع السابق، الحديث: ٨٣٢٧، ج٦، ص٣١٩.

قبول فرمائے گا۔[1] (بیہقی)

حدیث ۸: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے، لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرلے۔[2] (ابوداود)

حدیث ۹: جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ چلا جائے فبہا ورنہ لیٹ جائے۔[3] (احمد، ترمذی)

حدیث ۱۰: بعض لوگوں کو غصہ جلد آجاتا ہے اور جلد جاتا رہتا ہے، ایک کے بدلے میں دوسرا ہے اور بعض کو دیر میں آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے یہاں بھی ایک کے بدلے میں دوسرا ہے یعنی ایک بات اچھی ہے اور ایک بری ادلا بدلا ہو گیا اور تم میں بہتر وہ ہیں کہ دیر میں انھیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے اور بدتر وہ ہیں جنھیں جلد آئے اور دیر میں جائے۔ غصہ سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارا ہے، دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں جو شخص غصہ محسوس کرے لیٹ جائے اور زمین سے چپٹ جائے۔[4]

حدیث ۱۱: میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں، وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف وحقیر جانتے ہیں۔ (مگر ہے یہ کہ) اگر اللہ (عزوجل) پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ (عزوجل) اس کو سچا کردے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو سخت خو تکبر کرنے والے ہیں۔[5] (بخار، مسلم)

حدیث ۱۲: جس کسی کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔[6] (مسلم) دونوں جملوں کی وہی تاویل ہے جو اس مقام میں مشہور ہے۔

حدیث ۱۳: تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن نہ تو اللہ تعالٰی کلام کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا، نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بوڑھا[1] زناکار، بادشاہ[2] کذاب اور محتاج[3] متکبر۔[7] (مسلم)

---

1. ......"شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب،الحديث:٨٣١١، ج٦،ص٣١٥.
2. ......"سنن أبي داود"،كتاب الأدب، باب ما يقال عندالغضب،الحديث:٤٧٨٤،ج٤،ص٣٢٧.
3. ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي ذر الغفاري،الحديث:٢١٤٠٦،ج٨،ص٨٠-٨١.
4. ......"مشكاة المصابيح"،كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف،الحديث:٥١٤٥،ج٣،ص١٠٠.
5. ......"صحيح البخاري"،كتاب التفسير، باب ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾،الحديث:٤٩١٨،ج٣،ص٣٦٣.
6. ......"صحيح مسلم"،كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر و بيانه،الحديث:١٤٨-(٩١)،ص٦١.
7. ......المرجع السابق، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية...إلخ،الحديث:١٧٢-(١٠٧)،ص٦٨.

حدیث ۱۴: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کبریا اور عظمت میری صفتیں ہیں، جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے منازعت کرے گا، اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔'' [1] (مسلم)

حدیث ۱۵: آدمی اپنے کو (اپنے مرتبہ سے اونچے مرتبہ کی طرف) لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر جو انھیں پہنچے گا اسے بھی پہنچے گا۔ [2] (ترمذی)

حدیث ۱۶: متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہوگا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی، ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی اون کو کھینچ کر جہنم کے قید خانہ کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بولس ہے، ان کے اوپر آگوں کی آگ ہوگی، جہنمیوں کا نچوڑ انھیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں۔ [3] (ترمذی)

حدیث ۱۷: جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ (عزوجل) اس کو بلند کرتا ہے، وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ (عزوجل) اس کو پست کرتا ہے، وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے، وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوئر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ [4] (بیہقی)

حدیث ۱۸: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں:

نجات والی چیزیں یہ ہیں: پوشیدہ [۱] اور ظاہر میں اللہ (عزوجل) سے تقویٰ، خوشی [۲] و ناخوشی میں حق بات بولنا، مالداری [۳] اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کرنے والی یہ ہیں: خواہش [۱] نفسانی کی پیروی کرنا اور بخل [۲] کی اطاعت اور اپنے [۳] نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا، یہ سب میں سخت ہے۔ [5] (بیہقی)

ہجر اور قطع تعلّق کی مُمانعت

حدیث ۱: صحیح مسلم و بخاری میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

---

1. ......"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الغضب والكبر، الحديث: ٥١١٠، ج٣، ص٩٢.
و"سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب ماجاء في الكبر، الحديث: ٤٠٩٠، ج٤، ص٨١.
2. ......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في الكبر، الحديث: ٢٠٠٧، ج٣، ص٤٠٣.
3. ......"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة...إلخ، باب: ١١٢، الحديث: ٢٥٠٠، ج٤، ص٢٢١.
4. ......"شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في التواضع، الحديث: ٨١٤٠، ج٦، ص٢٧٦.
5. ......"شعب الإيمان"، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، فصل في الطبع على القلب، الحديث: ٧٢٥٢، ج٥، ص٤٥٢.

نے فرمایا: ''آدمی کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے، کہ دونوں ملتے ہیں ایک اِدھر مونھ پھیر لیتا ہے اور دوسرا اُدھر مونھ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداءً سلام کرے۔'' (1)

حدیث۲: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''مسلم کے لیے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے، جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرلے، اگر اوس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اوسی کے ذمہ ہے۔ (2)

حدیث۳: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مومن کے لیے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے، اگر تین دن گزر گئے ملاقات کرلے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دے دیا تو اجر میں دونوں شریک ہوگئے اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اس کے ذمہ ہے اور یہ شخص چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا۔'' (3)

حدیث۴: ابوداود نے ابوخراش سُلَمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ انھوں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے، تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔'' (4)

حدیث۵: امام احمد وابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مسلم کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے، پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا۔'' (5)

سلوک کرنے کا بیان

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ﴾ (6)

---

1 ......''صحيح البخاري''، كتاب الأدب، باب الهجرة، الحديث: ٦٠٧٧، ج٤، ص١٢٠.

2 ......''سنن أبي داود''، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم، الحديث: ٤٩١٣، ج٤، ص٣٦٤.

3 ......المرجع السابق، الحديث: ٤٩١٢، ج٤، ص٣٦٣.

4 ......المرجع السابق، الحديث: ٤٩١٥، ج٤، ص٣٦٤.

5 ......المرجع السابق، الحديث: ٤٩١٤، ج٤، ص٣٦٤.

6 ......پ١، البقرة: ٨٣.

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کسی کو نہ پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرنا اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۝۲۱۵ ﴾ (1)

''تم فرماؤ! جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لیے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے، بے شک اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا۝۲۳ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ۝۲۴ ﴾ (2)

''اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھادے نرم دلی سے اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًاؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَاؕ ﴾ (3)

''اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیّت کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَؕ

(1) ...... پ۲، البقرۃ: ۲۱۵.

(2) ...... پ۱۵، بنیۤ اسرآءیل: ۲۳ ـ ۲۴.

(3) ...... پ۲۰، العنکبوت: ۸.

اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ﴾ (1)

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا، میری ہی طرف تجھے آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ ان کا ساتھ دے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ ﴾ (2)

''اور ہم نے آدمی کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ ﴾ (3)

''نصیحت وہی مانتے ہیں جنھیں عقل ہے، وہ جو اللہ (عزوجل) کا عہد پورا کرتے ہیں اور بات پختہ کرکے نہیں توڑتے اور جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اسے جوڑتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے ڈرتے رہتے ہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ ﴾ (4)

''اور جو لوگ اللہ (عزوجل) کے عہد کو مضبوطی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ (عزوجل) نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں، ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔''

---

1 ......پ ۲۱، لقمٰن: ١٤ ـ ١٥.

2 ......پ ٢٦، الأحقاف: ١٥.

3 ......پ ١٣، الرعد: ١٩، ٢١.

4 ......پ ١٣، الرعد: ٢٥.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ ﴾ [1]

''اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ سے۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سب سے زیادہ حسنِ صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تمھاری ماں یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انھوں نے پوچھا، پھر کون؟ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے پھر ماں کو بتایا۔ انھوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا والد۔'' [2] اور ایک روایت میں ہے کہ حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''سب سے زیادہ ماں ہے، پھر ماں، پھر ماں، پھر باپ، پھر وہ جو زیادہ قریب، پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے۔'' [3] یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

حدیث ۲: ابو داود و ترمذی بروایت بَہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ راوی، کہتے ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللّٰہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کس کے ساتھ احسان کروں؟ فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ، پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو، پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔'' [4]

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے۔'' [5] یعنی جب باپ مرگیا یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک میں ملے۔ (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو۔ کسی نے پوچھا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کون؟ یعنی یہ کس کے متعلق ارشاد ہے۔ فرمایا: ''جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔'' [6]

---

1 ...... پ ٤، النسآء: ١.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، الحديث: ٥٩٧١، ج٤، ص٩٣.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب بر الوالدين... إلخ، الحديث: ٢، ١-(٢٥٤٨)، ص١٣٧٨، ١٣٧٩.

4 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في بر الوالدين، الحديث: ١٩٠٣، ج٣، ص٣٥٨.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل صلة أصدقاء... إلخ، الحديث: ١١، ١٢-(٢٥٥٢)، ص١٣٨٢.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب رغم من أدرك أبويه... إلخ، الحديث: ٩، ١٠-(٢٥٥١)، ص١٣٨١.

یعنی ان کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتی ہیں: جس زمانہ میں قریش نے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی، میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کیے ہوئے ہے، کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا: ''اس کے ساتھ سلوک کرو۔''(1) یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں مُغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں تم پر حرام کر دی ہیں:

① ماؤں کی نافرمانی کرنا اور ② لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور ③ دوسروں کا جو اپنے اوپر آتا ہو اسے نہ دینا اور اپنا مانگنا کہ لاؤ۔ اور یہ باتیں تمھارے لیے مکروہ کیں: ① قیل وقال یعنی فضول باتیں اور ② کثرتِ سوال اور ③ اِضاعت مال۔''(2)

حدیث ۷: صحیح مسلم و بخاری میں عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔'' (3)

صحابۂ کرام جنھوں نے عرب کا زمانۂ جاہلیت دیکھا تھا، ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

حدیث ۸: شرح سنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: میں جنت میں گیا، اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے؟ فرشتوں نے کہا، حارثہ بن نُعمان ہیں۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے احسان کا، حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔'' (4)

---

(1) ''صحیح البخاري''، کتاب الجزیة والموادعة، الحدیث: ۳۱۸۳، ج۲، ص۳۷۱.
و''صحیح مسلم''، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة... إلخ، الحدیث: ۴۹، ۵۰ ـ (۱۰۰۳)، ص۵۰۲.

(2) ''صحیح البخاري''، کتاب الإستقراض والدیون، باب ما ینهی عن إضاعة المال، الحدیث: ۲۴۰۸، ج۲، ص۱۱۱.

(3) ''صحیح مسلم''، کتاب الإیمان، باب الکبائر وأکبرها، الحدیث: ۱۴۶ ـ (۹۰)، ص۶۰.

(4) ''شرح السنة''، کتاب البر والصلة، باب بر الوالدین، الحدیث: ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ج۶، ص۴۲۶ ـ ۴۲۷.

حدیث ۹: ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔'' (1)

حدیث ۱۰: ترمذی وابن ماجہ نے روایت کی، کہ ایک شخص ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ ''والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے، اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازہ کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔'' (2)

حدیث ۱۱: ترمذی وابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت سے کراہت کرتے تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو، میں نے نہیں دی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے مجھ سے فرمایا کہ ''اسے طلاق دے دو۔'' (3)

علما فرماتے ہیں کہ اگر والدین حق پر ہوں جب تو طلاق دینا واجب ہی ہے اور اگر بی بی حق پر ہو جب بھی والدین کی رضامندی کے لیے طلاق دینا جائز ہے۔

حدیث ۱۲: ابن ماجہ نے ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ ''وہ دونوں تیری جنت ودوزخ ہیں۔'' (4) یعنی ان کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوگے۔

حدیث ۱۳: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرمانبردار ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا

---

1 ...... ''سنن الترمذي''، کتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، الحديث: ۱۹۰۷، ج۳، ص۳۶۰.

2 ...... المرجع السابق، الحديث: ۱۹۰۶، ج۳، ص۳۵۹.

3 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب الأدب، باب في برالوالدين، الحديث: ۵۱۳۸، ج۴، ص۴۳۲.

4 ...... ''سنن ابن ماجه''، کتاب الأدب، باب برالوالدين، الحديث: ۳۶۶۲، ج۴، ص۱۸۶.

ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے کہا، اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ فرمایا: ''اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔'' (1)

حدیث ۱۴: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ تعالٰی اس کے لیے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا، اگرچہ دن میں سو مرتبہ نظر کرے؟ فرمایا: ہاں اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور اَطْیَب ہے۔'' (2) یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے، اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

حدیث ۱۵: امام احمد و نسائی و بیہقی نے معاویہ بن جاہِمہ سے روایت کی، کہ ان کے والد جاہِمہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تیری ماں ہے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''اس کی خدمت لازم کرلے کہ جنت اس کے قدم کے پاس ہے۔'' (3)

حدیث ۱۶: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کسی کے ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہوگیا اور یہ ان کی نافرمانی کرتا تھا، اب ان کے لیے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالٰی اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہے۔'' (4)

حدیث ۱۷: نسائی و دارمی نے عبد اللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔'' (5)

حدیث ۱۸: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے، آیا میری توبہ

---

1 ......"شعب الإيمان"، باب في برالوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما،فصل،الحديث:٧٩١٦،ج٦، ص٢٠٦.

2 ......"شعب الإيمان"، باب في برالوالدين،الحديث:٧٨٥٦،ج٦، ص١٨٦.

3 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث معاوية بن جاهمة،الحديث:١٥٥٣٨،ج٥، ص٢٩٠.
و"سنن النسائي"،كتاب الجهاد، باب الرخصة في التخلف لمن له والدة،الحديث:٣١٠١،ص٥٠٤.

4 ......"شعب الإيمان"، باب في برالوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما،الحديث:٧٩٠٢،ج٦، ص٢٠٢.

5 ......"سنن النسائي"،كتاب الأشربة، باب الرواية في المدمنين في الخمر،الحديث:٥٦٨٢،ص٨٩٥.

قبول ہوگی؟ فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کی نہیں، فرمایا: تیری کوئی خالہ ہے۔ عرض کی ہاں، فرمایا: ''اس کے ساتھ احسان کر۔'' (1)

حدیث ۱۹: ابوداود و ابن ماجہ نے ابی اُسید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میرے والدین مرچکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے؟ فرمایا: ''ہاں ان کے لیے دُعا و استغفار کرنا اور جو انھوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا اور جس رشتہ والے کے ساتھ انھیں کی وجہ سے سلوک کیا جاسکتا ہو اس کے ساتھ سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔'' (2)

حدیث ۲۰: حاکم نے مستدرک میں کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہوجاؤ۔ ہم سب حاضر ہوئے، جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے فرمایا: آمین، جب دوسرے پر چڑھے کہا: آمین، جب تیسرے درجہ پر چڑھے کہا: آمین۔ جب حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) منبر سے اُترے ہم نے عرض کی، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سے آج ایسی بات سنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے۔

فرمایا کہ ''جبرئیل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اسے رحمتِ الٰہی سے دوری ہو، جس نے رَمَضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، اس پر میں نے آمین کہی۔ جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا، اس شخص کے لیے رحمتِ الٰہی سے دوری ہو، جس کے سامنے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کا ذکر ہوا اور وہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) پر درود نہ پڑھے، اس پر میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے زینہ پر چڑھا انھوں نے کہا، اس کے لیے دوری ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا اور انھوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا، میں نے کہا آمین۔'' (3)

حدیث ۲۱: بیہقی نے سعید بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے، جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر ہے۔'' (4)

حدیث ۲۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جب اللہ تعالٰی مخلوق کو پیدا فرماچکا، رشتہ (کہ یہ بھی ایک مخلوق ہے) کھڑا ہوا اور دربارِ اُلُوہِیَّت میں اِستِغاثہ کیا، ارشادِ الٰہی ہوا:

---

(1)......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب في بر الخالة، الحديث: ١٩١١، ج٣، ص٣٦٢.

(2)......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في بر الوالدين، الحديث: ٥١٤٢، ج٤، ص٤٣٤.

(3)......"المستدرك" للحاكم، كتاب البر والصلة، باب لعن الله العاق لوالديه... إلخ، الحديث: ٧٣٣٨، ج٥، ص٢١٢.

(4)......"شعب الإيمان"، باب في بر الوالدين، فصل في صلة الرحم، الحديث: ٧٩٢٩ ج٦، ص٢١٠.

کیا ہے۔ رشتہ نے کہا، میں تیری پناہ مانگتا ہوں کاٹنے والوں سے۔ ارشاد ہوا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹ دوں گا؟ اس نے کہا، ہاں میں راضی ہوں، فرمایا: تو بس یہی ہے۔'' (1)

حدیث ۲۳: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: رحم (رشتہ) رحمٰن سے مشتق ہے، اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''جو تجھے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا، میں اسے کاٹوں گا۔''(2)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے: جو مجھے ملائے گا، اللہ (عزوجل) اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا، اللہ (عزوجل) اسے کاٹے گا۔'' (3)

حدیث ۲۵: ابوداود نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا: ''میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں، رحم (یعنی رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا، لہٰذا جو اسے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا، میں اسے کاٹوں گا۔''(4)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کے اثر (یعنی عمر) میں تاخیر کی جائے، تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے۔''(5)

حدیث ۲۷: ابن ماجہ نے ثَوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کرتی مگر دعا اور بِرّ۔'' (6) یعنی احسان کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ یہاں تقدیر سے مراد تقدیرِ معلّق ہے اور زیادتی عمر کا بھی

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب من وصل وصله الله، الحديث: ٥٩٨٧، ج٤، ص٩٧.

2 ......المرجع السابق، الحديث: ٥٩٨٨، ج٤، ص٩٨.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ١٧-(٢٥٥٥)، ص١٣٨٣.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في قطيعة الرحم، الحديث: ١٩١٤، ج٣، ص٣٦٣.
و"سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في صلة الرحم، الحديث: ١٦٩٤، ج٢، ص١٨٤.

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ٢١-(٢٥٥٧)، ص١٣٨٤.

6 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب العقوبات، الحديث: ٤٠٢٢، ج٤، ص٣٦٩.

یہی مطلب ہے کہ احسان کرنا درازی عمر کا سبب ہے اور رزق سے ثواب اُخروی مراد ہے کہ گناہ اس کی محرومی کا سبب ہے اور ہوسکتا ہے کہ بعض صورتوں میں دُنیوی رزق سے بھی محروم ہوجائے۔

حدیث ۲۸: حاکم نے مُستدرک میں ابن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنے نسب پہچانو تاکہ صلۂ رحم کرو، کیونکہ اگر رشتہ کو کاٹا جائے تو اگرچہ قریب ہو وہ قریب نہیں اور اگر جوڑا جائے تو دور نہیں اگرچہ دور ہو۔'' (1)

حدیث ۲۹: ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنے نسب کو اتنا سیکھو جس سے صلۂ رحم کرسکو، کیونکہ صلۂ رحم اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے اس سے مال میں زیادتی اور اثر (یعنی عمر) میں تاخیر ہوگی۔'' (2)

حدیث ۳۰: حاکم نے مستدرک میں عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ تعالٰی سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے۔'' (3)

حدیث ۳۱: صحیح بخاری و مسلم میں جُبَیر بن مُطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔'' (4)

حدیث ۳۲: بیہقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ بن أبی أوفیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''جس قوم میں قاطع رحم ہوتا ہے، اس پر رحمت الٰہی نہیں اُترتی۔'' (5)

حدیث ۳۳: ترمذی و ابوداود نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس گناہ کی سزا دنیا میں بھی جلد ہی دے دی جائے اور اس کے لیے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے، وہ بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر نہیں۔'' (6)

---

1 ......"المستدرك"، كتاب البر و الصلة، باب ان الله ليعمر بالقوم الزمان بصلتهم لارحامهم،الحديث:٧٣٦٥،ج٥، ص٢٢٣.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء في تعليم النسب،الحديث:١٩٨٦،ج٣،ص٣٩٤.

3 ......"المستدرك"، كتاب البر و الصلة، باب من سره أن يدفع عنه ميتة السوء...إلخ،الحديث:٧٣٦٢،ج٥،ص٢٢٢.

4 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة...إلخ،باب صلة الرحم...إلخ،الحديث:١٨ـ(٢٥٥٦)،ص١٣٨٣.

5 ......"شعب الإيمان"، باب في صلة الأرحام،الحديث:٧٩٦٢،ج٦،ص٢٢٣.

6 ......"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة،باب:١٢٢،الحديث:٢٥١٩،ج٤،ص٢٢٩.

اور بیہقی کی روایت شعب الایمان میں انھیں سے یوں ہے کہ ''جتنے گناہ ہیں ان میں سے جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے، کہ اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔'' (1)

حدیث ۳۴: صحیح بخاری میں ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ بدلہ دیا جائے یعنی اس نے اس کے ساتھ احسان کیا اس نے اس کے ساتھ کر دیا، بلکہ صلۂ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ ادھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔'' (2)

حدیث ۳۵: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، کہ یا رسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) میری قرابت والے ایسے ہیں کہ میں انھیں ملاتا ہوں اور وہ کاٹتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ حلم سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''اگر ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا تو تم ان کو گرم راکھ پھنکاتے ہو اور ہمیشہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے تمھارے ساتھ ایک مددگار رہے گا، جب تک تمھاری یہی حالت رہے۔'' (3)

حدیث ۳۶: حاکم نے مستدرک میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی ملاقات کو گیا۔ میں نے جلدی سے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کا دستِ مبارک پکڑ لیا اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے میرے ہاتھ کو جلدی سے پکڑ لیا۔ پھر فرمایا: ''اے عقبہ! دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اس کو ملاؤ، جو تمھیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے، اسے معاف کر دو اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رِزق میں وُسعت ہو، وہ اپنے رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرے۔'' (4)

مسائل فقهيه

صلۂ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلۂ رحم واجب ہے اور قَطْعِ رحم حرام ہے، جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں۔ بعض علما نے فرمایا: وہ ذو رحم مَحرم ہیں اور بعض نے فرمایا: اس سے مراد ذو رحم ہیں، محرم ہوں یا نہ ہوں۔

1 ......"شعب الإيمان"، باب في برالوالدين، فصل في عقوق الوالدين وما جاء فيه، الحديث: ٧٨٨٩، ج٦، ص١٩٧.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ليس الواصل بالمكافئ، الحديث: ٥٩٩١، ج٤، ص٩٨.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ٢٢-(٢٥٥٨)، ص١٣٨٤.

4 ......"المستدرك"، كتاب البر والصلة، باب من أراد أن يمد في رزقه فليصل ذا رحمه، الحديث: ٧٣٦٧، ج٥، ص٢٢٤.

اور ظاہر یہی قول دوم ہے احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القُربٰی فرمایا گیا مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلۂ رحم کے درجات میں بھی تفاوُت ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد ذورحم مَحرم کا، ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدر مراتب۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱: صلہ رحم کی مختلف صورتیں ہیں ان کو ہدیہ وتحفہ دینا اور اگر ان کو کسی بات میں تمھاری اِعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا، انھیں سلام کرنا، ان کی ملاقات کو جانا، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ان سے بات چیت کرنا ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا۔[2] (درر)

مسئلہ ۲: اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے، ان سے خط وکتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہوسکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کرلے اس طرح کرنے سے محبت میں اِضافہ ہوگا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: یہ پردیس میں ہے والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا، خط لکھنا کافی نہیں ہے۔ یوہیں والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے، باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے بڑی بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں، بعض علما نے چچا کو باپ کی مثل بتایا اور حدیث عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ .[4] سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے ان کے علاوہ اوروں کے پاس خط بھیجنا یا ہدیہ بھیجنا کفایت کرتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: رشتہ داروں سے ناغہ دے کر ملتا رہے یعنی ایک دن ملنے کو جائے دوسرے دن نہ جائے وعلیٰ ہذا القیاس کہ اس سے محبت واُلفت زیادہ ہوتی ہے، بلکہ اَقربا سے جمعہ جمعہ ملتا رہے یا مہینہ میں ایک بار اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہیے۔ جب حق ان کے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہارِ حق میں سب متحد ہوکر کام کریں، جب اپنا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اس کی حاجت روائی کرے، اس کو رد کردینا قطع رحم ہے۔[6] (درر)

مسئلہ ۵: صلۂ رحمی اسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو، یہ چیز تو حقیقت میں مکافاۃ یعنی ادلا بدلا کرنا ہے

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۸.

2 ...... "درر الحكام"، كتاب الكراهية، الجزء الأول، ص۳۲۳.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۸.

4 ...... یعنی آدمی کا چچا باپ کی مثل ہوتا ہے۔

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، ج۹، ص۶۷۸.

6 ...... "درر الحكام"، كتاب الكراهية، الجزء الأول، ص۳۲۳.

کہ اس نے تمھارے پاس چیز بھیج دی تم نے اس کے پاس بھیج دی، وہ تمھارے یہاں آیا تم اس کے پاس چلے گئے۔ حقیقتاً صلہ رحم یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو، وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے، بے اعتنائی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: حدیث میں آیا ہے کہ ''صلہ رحم سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے۔'' بعض علما نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا ہے یعنی یہاں قضا معلق مراد ہے کیونکہ قضا مبرم ٹل نہیں سکتی۔

﴿ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴾[2]

اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

اولاد پر شفقت اور یتامٰی پر رحمت

حدیث۱: صحیح بخاری و مسلم میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں عرض کی، کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم انھیں بوسہ نہیں دیتے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں۔''[4]

حدیث۲: صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں: ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ عورت نے کھجور تقسیم کرکے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی جب وہ چلی گئی، حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم تشریف لائے، میں نے یہ واقعہ بیان کیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: ''جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں، اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔''[5]

---

1 ......''ردالمحتار''، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۸.

2 ...... پ۱۱، یونس: ۴۹.

ترجمۂ کنز الایمان: جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔

3 ......''ردالمحتار''، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۸.

4 ......''صحيح البخاري''، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله...إلخ، الحديث: ۵۹۹۸، ج۴، ص۱۰۰.

5 ......''صحيح مسلم''، كتاب البر والصلة...إلخ، باب فضل الإحسان إلى البنات، الحديث: ۱۴۷-(۲۶۲۹)، ص۱۴۱۴.

حدیث۳: امام احمد و مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر میرے پاس آئی، میں نے اسے تین کھجوریں دیں، ایک ایک لڑکیوں کو دے دی اور ایک کو مونھ تک کھانے کے لیے لے گئی کہ لڑکیوں نے اس سے مانگی، اس نے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دی۔ جب یہ واقعہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کو سنایا ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب کردی اور جہنم سے آزاد کردیا۔''[1]

حدیث۴: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کی عیال (پرورش) میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔''[2]

حدیث۵: شرح سنہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور جنت واجب کردے گا مگر جبکہ ایسا گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے، ان کو ادب سکھائے، ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں بے نیاز کردے (یعنی اب ان کو ضرورت باقی نہ رہے)، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کردے گا۔'' کسی نے کہا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) یا دو (یعنی دو کی پرورش میں یہی ثواب ہوجائے)، فرمایا: دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) ایک کو بھی فرما دیتے۔ اور جس کی کَرِیْمَتَین کو اللہ (عزوجل) نے دور کردیا، اس کے لیے جنت واجب ہے۔ دریافت کیا گیا کَرِیْمَتَین کیا ہیں؟ فرمایا: آنکھیں۔[3]

حدیث۶: ابوداود نے عوف بن مالک اَشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''میں اور وہ عورت جس کے رخسارے میلے ہیں، دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔''[4] یعنی جس طرح کلمہ اور بیچ کی انگلیاں پاس پاس ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو منصب و جمال والی تھی اور بیوہ ہوگئی اور اس نے یتیموں کی خدمت کی، یہاں تک کہ وہ جدا ہوجائیں۔ (یعنی بڑے ہوجائیں یا مرجائیں۔)

حدیث۷: امام احمد و حاکم و ابن ماجہ نے سُراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

---

1. ......"صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث: ۱۴۸۔(۲۶۳۰)، ص۱۴۱۵.
2. ......المرجع السابق، الحدیث: ۱۴۹۔(۲۶۳۱)، ص۱۴۱۵.
3. ......"شرح السنة"، کتاب البر والصلة، باب ثواب کافل الیتیم، الحدیث: ۳۳۵۱، ج۶، ص۴۵۲.
و"مشکاة المصابیح"، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الحدیث: ۴۹۷۵، ج۳، ص۶۹.
4. ......"سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في فضل من عال یتامی، الحدیث: ۵۱۴۹، ج۴، ص۴۳۵.

وسلَّم نے فرمایا: ''کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے، وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے، جو تمھاری طرف واپس ہوئی (یعنی اس کا شوہر مرگیا یا اس کو طلاق دے دی اور باپ کے یہاں چلی آئی) تمھارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں ہے۔'' (1)

حدیث ۸: ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اولاد ذکور کو اس پر ترجیح نہ دے، اللہ تعالٰی اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (2)

حدیث ۹: ترمذی نے جابر بن سَمُرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے، وہ اس کے لیے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔'' (3)

حدیث ۱۰: ترمذی وبیہقی نے بروایت ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''باپ کا اولاد کو کوئی عطیہ ادب حسن سے بہتر نہیں۔'' (4)

حدیث ۱۱: ترمذی وحاکم نے عَمْرو بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عَطِیّہ نہیں، کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔'' (5)

حدیث ۱۲: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنی اولاد کا اِکرام کرو اور انھیں اچھے آداب سکھاؤ۔'' (6)

حدیث ۱۳: ابن النجار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں، جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔'' (7)

حدیث ۱۴: طبرانی نے ابن عَبَّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنی اولاد کو برابر دو، اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔'' (8)

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب بر الوالد... إلخ، الحديث: ٣٦٦٧، ج٤، ص١٨٨.
2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في فضل من عال يتامى، الحديث: ٥١٤٦، ج٤، ص٤٣٥.
3 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في أدب الولد، الحديث: ١٩٥٨، ج٣، ص٣٨٢.
4 ...... المرجع السابق، الحديث: ١٩٥٩، ج٣، ص٣٨٣.
5 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الأدب، باب فضل تاديب الأولاد، الحديث: ٧٧٥٣، ج٥، ص٣٧٣.
6 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب بر الوالد... إلخ، الحديث: ٣٦٧١، ج٤، ص١٨٩.
7 ...... "كنز العمال"، كتاب النكاح، رقم: ٤٥٣٣٦، ج١٦، ص١٨٤.
8 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١١٩٩٧، ج١١، ص٢٨٠.

حدیث ۱۵: طبرانی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت کی رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمھارے ساتھ احسان ومہربانی میں عدل کریں۔''(1)

حدیث ۱۶: ابن النجار نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، یہاں تک کہ بوسہ لینے میں۔'' (2)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اسی گھر کا ہو یا غیر کا، میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔''(3)

حدیث ۱۸: ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا وہ گھر ہے، جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔'' (4)

حدیث ۱۹: امام احمد وترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ (عزوجل) کے لیے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے گا، ہر بال کے مقابل میں اس کے لیے نیکیاں ہیں اور جو شخص یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنت میں (دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے۔'' (5)

حدیث ۲۰: امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے اپنی دل کی سختی کی شکایت کی۔ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔'' (6)

حدیث ۲۱: طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما(7) سے روایت کی، کہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ

---

1 ...... "کنز العمال"، کتاب النکاح، رقم:۴۵۳۳۹، ج۱۶، ص۱۸۴.

2 ...... "کنز العمال"، کتاب النکاح، رقم:۴۵۳۴۲، ج۱۶، ص۱۸۵.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الطلاق، باب اللعان...إلخ، الحديث:۵۳۰۴، ج۳، ص۴۹۷.
و"صحيح مسلم"، كتاب الزهد...إلخ، باب فضل الإحسان إلى الأرملة...إلخ، الحديث:۴۲-(۲۹۸۳)، ص۱۵۹۲.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب حق اليتيم، الحديث:۳۶۷۹، ج۴، ص۱۹۳.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي أمامة الباهلي، الحديث:۲۲۲۱۵، ۲۲۳۴۷، ج۸، ص۲۷۲، ۳۰۰.

6 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث:۹۰۲۸، ج۳، ص۳۳۵.

7 ...... بہارِ شریعت میں اس مقام پر "ابوہریرہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "المعجم الأوسط للطبراني" میں "عبداللہ بن عباس" رضی اللہ تعالیٰ عنھما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔...علمیہ

نے فرمایا کہ ''لڑکا یتیم ہوتو اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں آگے کو لائے اور بچہ کا باپ ہوتو ہاتھ پھیرنے میں گردن کی طرف لے جائے۔''(1)

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاۙ ﴾ (2)

''اور اللہ (عزوجل) کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے، بے شک اللہ (عزوجل) کو خوش نہیں آتا کوئی اِترانے والا، بڑائی مارنے والا۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''خدا کی قسم! وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ عرض کی گئی، کون یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) فرمایا: وہ شخص کہ اس کے پروسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں۔''(3) یعنی جو اپنے پروسیوں کو تکلیفیں دیتا ہے۔

حدیث ۲: صحیح مسلم میں اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''وہ جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پروسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔'' (4)

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جبرئیل علیہ السلام مجھے پروسی کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پروسی کو وارث بنادیں گے۔'' (5)

---

1 ...... "المعجم الأوسط"، باب الالف، الحديث: ١٢٧٩، ج١، ص٣٥١.

2 ...... پ٥، النسآء: ٣٦.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب اثم من لايأمن جاره بوائقه، الحديث: ٦٠١٦، ج٤، ص١٠٤.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب بيان تحريم إيذاء الجار، الحديث: ٧٣-(٤٦)، ص٤٣.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب الوصاة بالجار، الحديث: ٦٠١٤، ج٤، ص١٠٤.

حدیث ۴: ترمذی و دارمی و حاکم نے عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی کے نزدیک ساتھیوں میں وہ بہتر ہے، جو اپنے ساتھی کا خیرخواہ ہو اور پروسیوں میں اللہ (عزوجل) کے نزدیک وہ بہتر ہے، جو اپنے پروسی کا خیرخواہ ہو۔'' (1)

حدیث ۵: حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پروسی کا اِکرام کرے۔'' (2)

حدیث ۶: ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) مجھے یہ کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا برا کیا؟ فرمایا: ''جب تم اپنے پروسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا تو بے شک تم نے برا کیا ہے۔'' (3)

حدیث ۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمٰن بن ابی قُراد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وضو کیا۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالٰی علیہم) نے وضو کا پانی لے کر مونھ وغیرہ پر مسح کرنا شروع کردیا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: کیا چیز تمھیں اس کام پر آمادہ کرتی ہے؟ عرض کی، اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی محبت، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سے محبت کرے یا اللہ و رسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اس سے محبت کریں، وہ جب بات بولے سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کردے اور جو اس کے جوار میں ہو، اس کے ساتھ احسان کرے۔''(4)

حدیث ۸: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا پروسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔''(5) یعنی مومن کامل نہیں۔

---

1 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في حق الجوار، الحديث: ١٩٥١، ج٣، ص٣٧٩.

2 ......"المستدرك" للحاكم، كتاب البر والصلة، باب خير الأصحاب عند الله... إلخ، الحديث: ٧٣٧٨، ج٥، ص٢٢٨.

3 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب الثناء الحسن، الحديث: ٤٢٢٣، ج٤، ص٤٧٩.

4 ......"شعب الإيمان"، باب في تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم واجلاله وتوقيره، الحديث: ١٥٣٣، ج٢، ص٢٠١.

5 ......"شعب الإيمان"، باب في الزكاة، فصل في كراهية امساك الفضل... إلخ، الحديث: ٣٣٨٩، ج٣، ص٢٢٥.

حدیث۹: طبرانی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جب کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شوربا زیادہ کرے اور پروسی کو بھی اس میں سے کچھ دے۔'' (1)

حدیث۱۰: دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''اے عائشہ! پروسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دو کہ اس سے محبت بڑھے گی۔'' (2)

حدیث۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''پروسی تمھاری دیوار پر کڑیاں رکھنا چاہے تو اسے منع نہ کرو۔'' (3) یہ حکم دیانت کا ہے، قضاءً اس کو منع کرسکتا ہے۔

حدیث۱۲: امام احمد وبیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز و روزہ و صدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پروسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے۔'' انھوں نے کہا، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) فلانی عورت کی نسبت زیادہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے روزہ و صدقہ و نماز میں کمی ہے (یعنی نوافل)، وہ پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پروسیوں کو ایذا نہیں دیتی، فرمایا: ''وہ جنت میں ہے۔'' (4)

حدیث۱۳: امام احمد وبیہقی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی نے تمھارے مابین اخلاق کی اسی طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی، اللہ تعالٰی دنیا اسے بھی دیتا ہے جو اسے محبوب ہو اور اسے بھی جو محبوب نہیں اور دین صرف اسی کو دیتا ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے، لہٰذا جس کو خدا نے دین دیا اسے محبوب بنالیا، قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو۔'' (5) یعنی جب تک دل میں تصدیق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پروسی اس کی آفتوں سے امن میں نہ ہو، اسی کی مثل حاکم نے مستدرک میں روایت کی۔

حدیث۱۴: حاکم نے مستدرک میں نافع بن عبد الحارث رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ

---

1 ......''المعجم الأوسط''، باب الراء، الحديث: ۳۵۹۱، ج۲، ص۳۷۹.

2 ......''الفردوس بمأثور الخطاب''، الحديث: ۸۶۳۰، ج۵، ص۴۲۷.

3 ......''صحيح البخاري''، كتاب المظالم، باب لا يمنع جار جاره أن يغرز خشبة في جداره، الحديث: ۲۴۶۳، ج۲، ص۱۳۲.

4 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۶۸۱، ج۳، ص۴۴۱.
و''شعب الإيمان''، باب في إكرام الجار، الحديث: ۹۵۴۵، ۹۵۴۶، ج۷، ص۷۸ ـ ۷۹.

5 ......''شعب الإيمان''، باب في قبض اليد عن الاموال المحرمة، الحديث: ۵۵۲۴، ج۴، ص۳۹۵ ـ ۳۹۶.

تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مردِ مسلم کے لیے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے، کہ اس کا پڑوسی صالح ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو۔'' (1)

حدیث ۱۵: حاکم نے مُستدرَک میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا: ''جس کا دروازہ زیادہ نزدیک ہو۔''(2)

حدیث ۱۶: امام احمد نے عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو شخص اپنا جھگڑا پیش کریں گے، وہ دونوں پڑوسی ہوں گے۔'' (3)

حدیث ۱۷: بیہقی نے عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسندِ ضعیف روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو اور جب قرض مانگے قرض دو اور جب محتاج ہو تو اسے دو اور جب بیمار ہو عیادت کرو اور جب اسے خیر پہنچے تو مبارک باد دو اور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اور مرجائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو، کہ اس کی ہوا روک دو اور اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو، مگر اس میں سے کچھ اسے بھی دو اور میوے خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمھارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہوگا۔

تمھیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پوری طور پر پڑوسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں، وہی ہیں جن پر اللہ (عزوجل) کی مہربانی ہے۔ برابر پڑوسی کے متعلق حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پڑوسی کو وارث کردیں گے۔

پھر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ ''پڑوسی تین قسم کے ہیں، بعض کے تین حق ہیں، بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مُسلِم ہو اور رشتہ والا ہو، اس کے تین حق ہیں۔ حقِ جوار اور حقِ اسلام اور حقِ قَرابت۔ پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں، حقِ جوار اور حقِ اسلام اور پڑوسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے۔'' ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں؟ فرمایا کہ مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔ (4)

---

1 ......''المستدرك''، كتاب البر و الصلة، باب ان اللّٰه لايعطى الإيمان الا من يحب، الحديث: ٧٣٨٦، ج٥، ص٢٣٢.

2 ......''المستدرك'' للحاكم، كتاب البر و الصلة، باب لايشبع الرجل دون جاره، الحديث: ٧٣٨٩، ج٥، ص٢٣٢.

3 ......''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ١٧٣٧٧، ج٦، ص١٣٤.

4 ......''شعب الإيمان''، باب في اكرام الجار، الحديث: ٩٥٦٠، ج٧، ص٨٣ - ٨٤.

مسئلہ ۱: چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کرسکتے ہیں، جب تک پردہ کی دیوار نہ بنوالے یا کوئی ایسی چیز نہ لگالے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اس کو چڑھنے سے منع نہیں کرسکتے، بلکہ ان کی مستورات کو یہ چاہیے کہ وہ خود چھتوں پر نہ چڑھیں تاکہ بے پردگی نہ ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: اس کے مکان کی پچھیت[2] دوسرے کے مکان میں ہے یہ اپنی دیوار میں مٹی لگانا چاہتا ہے، مالک مکان اپنے گھر میں جانے سے اسے روکتا ہے۔ اب مٹی کیوں کر لگائی جائے مالک مکان سے کہا جائے گا کہ اسے مکان میں جانے کی اجازت دے، ورنہ وہ خود مٹی لگوادے، اس کے پیسے اس سے دلوادیے جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس کی دیوار دوسرے کے مکان میں گر گئی ہے، وہاں سے مٹی اٹھانے کی ضرورت ہے، مالک مکان اس کو اجازت دیدے کہ یہ وہاں سے مٹی اٹھائے اور اجازت نہیں دیتا تو خود اٹھائے۔[3] (عالمگیری)

مخلوقِ خدا پر مہربانی کرنا

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى‌ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ‌ ۖ ﴾[4]

''نیکی اور پرہیزگاری پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وظلم پر مدد نہ کرو۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''[5]

حدیث ۲: امام احمد وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق مصدوق صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''رحمت نہیں نکالی جاتی مگر بدبخت سے۔''[6]

---

1. ....''الدرالمختار''، کتاب القضاء، مسائل شتّٰی، ج۸، ص۱۷۲.
2. .... یعنی مکان کے پیچھے کی دیوار۔
3. ....''الفتاوی الهندية''، کتاب الکراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۴.
4. ....پ۶، المآئدة:۲.
5. ....''صحیح البخاري''، کتاب التوحید، باب قول اللّٰه ﴿ قل ادعوا اللّٰه...إلخ﴾، الحدیث:۷۳۷۶، ج۴، ص۵۳۱.
6. ....''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحدیث:۸۰۰۷، ج۳، ص۱۶۴.
و''سنن الترمذي''، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، الحدیث:۱۹۲۳، ج۳، ص۳۷۱.

حدیث۳: ابوداود و ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو، تم پر وہ رحم فرمائے گا جس کی حکومت آسمان میں ہے۔'' (1)

حدیث۴: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے۔'' (2)

حدیث۵: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی: ''جوان اگر بوڑھے کا اکرام اس کی عمر کی وجہ سے کرے گا تو اس کی عمر کے وقت اللہ تعالٰی ایسے کو مقرر کردے گا، جو اس کا اکرام کرے۔'' (3)

حدیث۶: ابوداود نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''یہ بات اللہ تعالٰی کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے اور اس حامل قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو، نہ جافی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں اور جفا یہ ہے کہ اُس سے اعراض کرے، نہ قرآن کی تلاوت کرے، نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہ عادل کا اکرام کرنا۔'' (4)

حدیث۷: امام احمد و بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''مومن اُلفت کی جگہ ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ اُلفت کرے، نہ اس سے اُلفت کی جائے۔'' (5)

حدیث۸: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو میری اُمت میں کسی کی حاجت پوری کردے جس سے مقصود اس کو خوش کرنا ہے، اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا اور جس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا، اللہ (عزوجل) اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (6)

---

1 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة المسلمين، الحديث: ۱۹۳۱، ج۳ ص ۳۷۱.

2 ...... المرجع السابق، باب ما جاء في رحمة الصبيان، الحديث: ۱۹۲۸، ۱۹۲۶، ج۳، ص ۳۶۹.

3 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء في إجلال الكبير، الحديث: ۲۰۲۹، ج۳، ص ۴۱۱.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، الحديث: ۴۸۴۳، ج۴، ص ۳۴۴.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۲۰۹، ج۳، ص ۳۶۲-۳۶۳.

و "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في لين الجانب... إلخ، الحديث: ۸۱۱۹، ج۶، ص ۲۷۰ - ۲۷۱.

6 ...... "شعب الإيمان"، باب في التعاون على البر و التقوى، الحديث: ۷۶۵۳، ج۶، ص ۱۱۵.

حدیث۹: بیہقی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ تعالٰی اس کے لیے تہتّر مغفرتیں لکھے گا، ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور بہتّر سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔'' (1)

حدیث۱۰: صحیح مسلم میں نُعمان بن بُشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''تمام مومنین شخص واحد کی مثل ہیں، اگر اس کی آنکھ بیمار ہوئی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے۔'' (2)

حدیث۱۱: صحیح بخاری ومسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''مومن مومن کے لیے عمارت کی مثل ہے کہ اس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے۔ پھر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں۔'' (3) یعنی جس طرح یہ ملی ہوئی ہیں مسلمانوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔

حدیث۱۲: صحیح بخاری ومسلم میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) مظلوم ہو تو مدد کروں گا ظالم ہو تو کیونکر مدد کروں۔ فرمایا کہ ''اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی مدد کرنا ہے۔'' (4)

حدیث۱۳: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مسلم مسلم کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو، اللہ (عزوجل) اس کی حاجت میں ہے اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے، اللہ تعالٰی قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور کردے گا اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔'' (5)

حدیث۱۴: صحیح بخاری ومسلم میں اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (6)

---

1 ......"شعب الإيمان"، باب في التعاون على البر والتقوى، الحديث: ٧٦٧٠، ج٦، ص ١٢٠.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب تراحم المومنين... إلخ، الحديث: ٦٦، ٦٧-(٢٥٨٦)، ص ١٣٩٦.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب تعاون المؤمنين... إلخ، الحديث: ٦٠٢٦، ج٤، ص ١٠٦.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأكراه، باب يمين الرجل... إلخ، الحديث: ٦٩٥٢، ج٤، ص ٣٨٩.

و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٥٧، ج٣، ص ٦٦.

5 ......"صحيح البخاري"، كتاب المظالم، باب لايظلم المسلم المسلم... إلخ، الحديث: ٢٤٤٢، ج٢، ص ١٢٦.

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب الدليل على ان من خصال الإيمان... إلخ، الحديث: ٧١، ٧٢-(٤٥)، ص ٤٣.

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: دین خیرخواہی کا نام ہے، اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کی کس کی خیرخواہی؟ فرمایا: ''اللہ ورسول اور اُس کی کتاب کی اور ائمۂ مسلمین اور عام مسلمانوں کی۔'' (1)

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے نماز قائم کرنے اور زکاۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔ (2)

حدیث ۱۷: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''لوگوں کو ان کے مرتبہ میں اتارو۔'' (3) یعنی ہر شخص کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہو سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ نہ ہو مگر اس میں یہ لحاظ ضرور کرنا ہوگا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔

حدیث ۱۸: ترمذی و بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''تم میں اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید ہو اور جس کی شرارت سے امن ہو اور تم میں برا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی اُمید نہ ہو اور جس کی شرارت سے امن نہ ہو۔'' (4)

حدیث ۱۹: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔'' (5)

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اسے مٹادے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔'' (6)

نرمی و حیا و خوبی اَخلاق کا بیان

حدیث ۱: اللہ تعالیٰ مہربان ہے، مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا۔ (7) (مسلم)

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب بيان ان الدين النصيحة، الحديث: ٩٥-(٥٥)، ص٤٧.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة... إلخ، الحديث: ٥٧، ج١، ص٣٥.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، الحديث: ٤٨٤٢، ج٤، ص٣٤٣.

4 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب: ٧٦، الحديث: ٢٢٧٠، ج٤، ص١١٦.

5 ...... "شعب الإيمان"، باب في طاعة أولي الأمر، فصل في نصيحة الولاة، الحديث: ٧٤٤٧، ج٦، ص٤٣.

6 ...... "سنن الترمذي"، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في معاشرة الناس، الحديث: ١٩٩٤، ج٣، ص٣٩٧.

7 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الرفق، الحديث: ٧٧-(٢٥٩٣)، ص١٣٩٨.

حدیث۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا: نرمی کو لازم کرلو اور سختی وفُحش سے بچو، جس چیز میں نرمی ہوتی ہے، اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے جدا کرلی جاتی ہے، اُسے عیب دار کردیتی ہے۔[1] (مسلم)

حدیث۳: جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔[2] (مسلم)

حدیث۴: جس کو نرمی سے حصہ ملا اسے دنیا وآخرت کی خیر کا حصہ ملا اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم ہوا وہ دنیا و آخرت کے خیر سے محروم ہوا۔[3] (شرح سنہ)

حدیث۵: کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ کون شخص جہنم پر حرام ہے اور جہنم اس پر حرام وہ شخص کہ آسانی کرنے والا نرم قریب سہل ہے۔[4] (احمد وترمذی)

حدیث۶: مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں، جیسے نکیل والا اونٹ کہ کھینچا جائے تو کھنچ جاتا ہے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔[5] (ترمذی)

حدیث۷: ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کررہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو'' یعنی نصیحت نہ کرو کیونکہ حیا ایمان سے ہے۔[6] (بخاری، مسلم)

حدیث۸: حیا نہیں لاتی ہے مگر خیر کو حیا کل ہی خیر ہے۔[7] (بخاری، مسلم)

حدیث۹: یہ اگلے انبیا کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے، جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر۔[8] (بخاری)

---

1 ......"صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة...إلخ، باب فضل الرفق، الحدیث:۷۸، ۷۹ـ(۲۵۹٤)، ص۱۳۹۸، ۱۳۹۹.
و"صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم فاحشا...إلخ، الحدیث:۶۰۳۰، ج٤، ص۱۰۸.

2 ......"صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة...إلخ، باب فضل الرفق، الحدیث:۷۵ـ(۲۵۹۲)، ص۱۳۹۸.

3 ......"شرح السنة"، کتاب البر والصلة، باب الرفق، الحدیث:۳۳۸۵، ج٦، ص٤۷۲.

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود، الحدیث:۳۹۳۸ ج۲، ص۹۰.
و"سنن الترمذي"، کتاب صفة القیامة...إلخ، باب:۱۱۰، الحدیث:۲٤۹۶، ج٤، ص۲۲۰.

5 ......"مشکاة المصابیح"، کتاب الآداب، باب الرفق والحیاء...إلخ، الحدیث:۵۰۸۶، ج۳، ص۸۸.

6 ......"صحیح البخاري"، کتاب الإیمان، باب الحیاء من الإیمان، الحدیث:۲٤، ج۱، ص۱۹.

7 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان...إلخ، الحدیث ۶۰، ۶۱ـ(۳۷)، ص٤۰.

8 ......"صحیح البخاري"، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب:۵۶، الحدیث:۳٤۸٤، ج۲، ص٤۷۰.

حدیث ۱۰: حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے ہودہ گوئی جفا سے ہے اور جفا جہنم میں ہے۔[1] (احمد، ترمذی)

حدیث ۱۱: ہر دین کے لیے ایک خلق ہوتا ہے یعنی عادت وخصلت اور اسلام کا خلق حیا ہے۔[2] (امام مالک)

حدیث ۱۲: ایمان وحیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔[3] (بیہقی)

حدیث ۱۳: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس پر اطلاع ہوجائے۔[4] (مسلم)

یہ حکم اس کا ہے جس کے سینے کو خدا نے منور فرمایا ہے اور قلب بیدار وروشن ہے پھر بھی یہ وہاں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی حرمت ثابت نہ ہو اور اگر دلائل حرمت پر ہوں تو نہ کھٹکنے کا لحاظ نہ ہوگا۔

حدیث ۱۴: تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔[5] (بخاری)

حدیث ۱۵: تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔[6] (بخاری، مسلم)

حدیث ۱۶: ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔[7] (ابوداود)

حدیث ۱۷: خلق حَسَن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی۔[8] (بیہقی)

حدیث ۱۸: قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب میں بھاری جو چیز رکھی جائے گی وہ خلق حَسَن ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بدزبان ہو۔[9] (ترمذی)

---

1 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء في الحياء،الحديث:٢٠١٦،ج٣،ص٤٠٦.

2 ......"الموطأ"، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في الحياء،الحديث:١٧٢٤،ج٢، ص٤٠٥.
و"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب الحياء،الحديث:٤١٨١،ج٤،ص٤٦٠.

3 ......"شعب الإيمان"، باب الحياء،الحديث:٧٧٢٧،ج٦، ص١٤٠.

4 ......"صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة...إلخ، باب تفسير البر والإثم،الحديث:١٤-(٢٥٥٣)،ص١٣٨٢.

5 ......"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، الحديث:٣٧٥٩،ج٢،ص٥٤٩.

6 ......"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم،الحديث:٣٥٥٩،ج٢،ص٤٨٩.

7 ......"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه،الحديث:٤٦٨٢،ج٤،ص٢٩٠.

8 ......"شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق،الحديث:٧٩٩٢،ج٦،ص٢٣٥.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الرفق والحياء...إلخ،الفصل الثاني ،الحديث:٥٠٧٨،ج٣، ص٨٧.

9 ...... "سنن الترمذي"، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء في حسن الخلق،الحديث:٢٠٠٩،ج٣،ص٤٠٣.

حدیث۱۹: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ پا جاتا ہے۔[1] (ابوداود)

حدیث۲۰: مومن دھوکا کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکا کھا جاتا ہے نہ کہ بے عقلی سے) اور فاجر دھوکا دینے والا لئیم یعنی بدخلق ہوتا ہے۔[2] (امام احمد، ترمذی، ابوداود)

حدیث۲۱: اللہ (عزوجل) سے ڈر جہاں بھی تو ہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر کہ یہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کر۔[3] (احمد، ترمذی، دارمی)

حدیث۲۲: جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ کر ڈالنے پر اسے قدرت ہے قیامت کے دن اللہ تعالٰی اسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے دے گا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے۔[4] (ترمذی، ابوداود)

حدیث۲۳: میں اس لیے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کردوں۔[5] (امام مالک واحمد)

اچھوں کے پاس بیٹھنا بُروں سے بچنا

حدیث۱: اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال جیسے مشک کا اُٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا، جو مشک لیے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے خوشبو پہنچے گی اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بری بو پہنچے گی۔[6]

حدیث۲: مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی۔[7] یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو۔

حدیث۳: بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکما سے میل جول رکھو۔[8]

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في حسن الخلق، الحديث: ٤٧٩٨، ج٤، ص٣٣٢.
و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضي الله عنها، الحديث: ٢٤٤٠٩، ج٩، ص٣٣٢.

2 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في البخل، الحديث: ١٩٧١، ج٣، ص٣٨٨.

3 ......المرجع السابق، باب ماجاء في معاشرة الناس، الحديث: ١٩٩٤، ج٣، ص٣٩٧.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب البر والصلة، باب في كظم الغيظ، الحديث: ٢٠٢٨، ج٣، ص٤١١.
و"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب من كظم غيظا، الحديث: ٤٧٧٧، ج٤، ص٣٢٥.

5 ......"الموطأ" للمالك، كتاب حسن الخلق، باب ما جاء في الحياء، الحديث: ١٧٢٣، ج٢، ص٤٠٤.

6 ......"صحيح البخاري"، كتاب الذبائح والصيد، باب المسك، الحديث: ٥٥٣٤، ج٣، ص٥٦٧.

7 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب من يؤمر ان يجالس، الحديث: ٤٨٣٢، ج٤، ص٣٤١.

8 ......"الجامع الصغير"، الحديث: ٣٥٧٧، ص٢١٨.

حدیث۴: جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے، وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہیں ملتا جلتا اور ان کی تکلیف دہی پر صبر نہیں کرتا۔[1]

حدیث۵: اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔[2]

حدیث۶: اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تمھیں خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمھارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمھیں آخرت کی یاد دلائے۔[3]

حدیث۷: ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمھاری فضیلت کا قائل نہ ہو، جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو۔[4] یعنی جو تمھیں نظرِ حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ وہ اپنا حق تمھارے ذمہ جانتا ہو اور تمھارے حق کا قائل نہ ہو۔

حدیث۸: حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمھارے لیے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جبکہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ (عزوجل) سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمھیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ (عزوجل) سے ڈرتے ہیں۔[5]

حدیث۹: حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مُزَیّن کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچادے گا اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔[6]

---

1. ......"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب: ۱۲۰، الحديث: ۲۵۱۵، ج۴، ص۲۲۷.
و"سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، الحديث: ۴۰۳۲، ج۴، ص۳۷۵.
2. ......"الإخوان" لابن أبي الدنيا، باب من أمر بصحبته...إلخ، ص۴۶.
3. ......"الجامع الصغير"، الحديث: ۴۰۶۳، ص۲۴۷.
4. ......"حلية الاولياء"، رقم: ۱۴۳۷۵، ج۱۰، ص۲۴.
5. ......"الصمت" لابن أبي الدنيا، باب النهى عن الكلام فيما لا يعنيك، ص۱۲۴.
و"شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في فضل السكوت عما لا يعنيه، الحديث: ۴۹۹۵، ج۴، ص۲۵۷.
6. ......"تاريخ دمشق" لابن عساكر، ج۴۲، ص۵۱۶.

اللہ (عزوجل) کے لیے دوستی و دشمنی کا بیان

حدیث ۱: روحوں کا لشکر مجتمع تھا جن میں وہاں تعارف تھا دنیا میں اُلفت ہوئی اور وہاں ناآشنائی رہی تو یہاں اختلاف ہوا۔ (1)

حدیث ۲: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: ''کہاں ہیں جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا، آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔'' (2)

حدیث ۳: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے دوسرے قریہ میں گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ پر ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ جب وہ فرشتہ کے پاس آیا، اس نے دریافت کیا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا اس قریہ میں میرا بھائی ہے اس سے ملنے جاتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا، کیا اس پر تیرا کوئی احسان ہے، جسے لینے کو جاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں، صرف یہ بات ہے کہ میں اسے اللہ (عزوجل) کے لیے دوست رکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا، مجھے اللہ (عزوجل) نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ تجھے یہ خبر دوں کہ اللہ (عزوجل) نے تجھے دوست رکھا کہ تو نے اللہ (عزوجل) کے لیے اس سے محبت کی۔ (3)

حدیث ۴: ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہ ہوئی یا اس نے ان جیسے اعمال نہیں کیے۔ ارشاد فرمایا: ''آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اسے محبت ہے۔'' (4)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا اور بدوں کی محبت برا بنا دیتی ہے اور اس کا حَشْر اُن کے ساتھ ہوگا۔

حدیث ۵: ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) قیامت کب ہوگی؟ فرمایا: 'تُو نے اس کے لیے کیا طیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی، اس کے لیے میں نے کوئی طیاری نہیں کی، صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ ورسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: 'تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔''

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب أحادیث الانبیاء، باب الأرواح جنود مجندة، الحدیث: ۳۳۳۶، ج۲، ص ۴۱۳.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب البر و الصلة... إلخ، باب فضل الحب في اللہ تعالیٰ، الحدیث: ۳۷۔(۲۵۶۶)، ص ۱۳۸۸.

3 ...... المرجع السابق، الحدیث: ۳۸۔(۲۵۶۷)، ص ۱۳۸۸.

4 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب علامة حب اللہ... إلخ، الحدیث: ۶۱۶۹، ج ۴، ص ۱۴۷.

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی، ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ (1)

حدیث ۶: اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے: ''جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں، ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔'' (2)

حدیث ۷: اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے نُور کے منبر ہوں گے، انبیا و شہدا ان پر غبطہ کریں گے۔'' (3)

حدیث ۸: اللہ تعالٰی کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیا ہیں نہ شہدا اور خدا کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیا اور شہدا ان پر غبطہ کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمتِ الٰہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، نہ ان کے آپس میں رشتہ ہے، نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کی قسم! ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود نور پر ہیں ان کو خوف نہیں، جبکہ لوگ خوف میں ہوں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جب دوسرے غم میں ہوں گے۔'' اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾ (4)

''سن لو بے شک اللہ (عزوجل) کے اولیا پر نہ خوف ہے، نہ وہ غم کریں گے۔''

حدیث ۹: ایمان کی چیزوں میں سب میں مضبوط اللہ (عزوجل) کے بارے میں موالاۃ ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے محبت کرنا اور بغض رکھنا۔ (5)

حدیث ۱۰: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے؟ کسی نے کہا، نماز و زکاۃ اور کسی نے کہا جہاد۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''سب سے زیادہ اللہ (عزوجل) کو پیارا، اللہ (عزوجل) کے لیے دوستی اور بغض رکھنا ہے۔'' (6)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه...إلخ، الحديث:٣٦٨٨، ج٢، ص٥٢٧، و كتاب الأدب، باب ماجاء في قول الرجل ويلك، الحديث:٦١٦٧، ج٤، ص١٤٦. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الحب في الله...إلخ، الحديث:٥٠٠٩، ج٣، ص٧٥.

2 ...... "الموطأ" للإمام مالك، كتاب الشعر، باب ماجاء في المتحابين في الله، الحديث:١٨٢٨، ج٢، ص٤٣٩.

3 ...... "سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء في الحب في الله، الحديث:٢٣٩٧، ج٤، ص١٧٤.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في الرهن، الحديث:٣٥٢٧، ج٣، ص٤٠٢، و پ١١، يونس:٦٢.

5 ...... "كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم:٢٤٦٥٢، ج٩، ص٤.

6 ...... "المنسد" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاری، الحديث:٢١٣٦١، ج٨، ص٦٨.

حدیث۱۱: جب کسی نے کسی سے اللہ (عزوجل) کے لیے محبت کی تو اس نے رب عزوجل کا اکرام کیا۔[1]

حدیث۱۲: دو شخصوں نے اللہ (عزوجل) کے لیے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے، دوسرا مغرب میں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دے گا اور فرمائے گا: ''یہی وہ ہے جس سے تو نے میرے لیے محبت کی تھی۔''[2]

حدیث۱۳: جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے ہیں، وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمکدار ستارے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) ان میں کون رہے گا؟ فرمایا: ''وہ لوگ جو اللہ (عزوجل) کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں، ایک جگہ بیٹھتے ہیں، آپس میں ملتے ہیں۔''[3]

حدیث۱۴: اللہ (عزوجل) کے لیے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یاقوت کی کرسی پر ہوں گے۔[4]

حدیث۱۵: جو کسی سے اللہ (عزوجل) کے لیے محبت رکھے، اللہ (عزوجل) کے لیے دشمنی رکھے اور اللہ (عزوجل) کے لیے دے اور اللہ (عزوجل) کے لیے منع کرے، اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔[5]

حدیث۱۶: دو شخص جب اللہ (عزوجل) کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں، ان کے درمیان میں جدائی اس وقت ہوتی ہے کہ ان میں سے ایک نے کوئی گناہ کیا۔[6] یعنی اللہ (عزوجل) کے لیے جو محبت ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر ایک نے گناہ کیا تو دوسرا اس سے جدا ہو جائے۔

حدیث۱۷: اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی، کہ فلاں زاہد سے کہہ دو کہ تمہارا زہد اور دنیا میں بے رَغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمھاری عزت ہے، جو کچھ تم پر میرا حق ہے اُس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کرے گا، اے رب! وہ کون سا عمل ہے؟ ارشاد ہوگا: ''کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور میرے بارے میں کسی ولی سے دوستی کی۔''[7]

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٢٩٢، ج٨، ص٢٨٩.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة اهل الدين، فصل في المصافحة...إلخ، الحديث: ٩٠٢٢، ج٦، ص٤٩٢.

3 ...... "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة أهل الدين، فصل في المصافحة...إلخ، الحديث: ٩٠٠٢، ج٦، ص٤٨٧.

4 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٣٩٧٣، ج٤، ص١٥٠.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان و نقصانه، الحديث: ٤٦٨١، ج٤، ص٢٩٠.

6 ...... "الأدب المفرد" للبخاري، باب هجرة المسلم، الحديث: ٤٠٦، ص١٢١.

7 ...... "كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٤٦٥٣، ج٩، ص٤.

و "حلية الاولياء"، رقم: ١٥٣٨٤، ج١٠، ص٣٣٧.

حدیث۱۸: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ (1)

حدیث۱۹: جب ایک شخص دوسرے سے بھائی چارہ کرے تو اس کا نام اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے کہ اس سے محبت زیادہ پائیدار ہوگی۔ (2)

حدیث۲۰: جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اسے خبر کردے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ (3)

حدیث۲۱: ایک شخص نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں عرض کی، کہ میں اس شخص سے اللہ (عزوجل) کے واسطے محبت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا: تم نے اس کو اطلاع دیدی ہے۔ عرض کی نہیں، ارشاد فرمایا: اٹھو! اس کو اطلاع دے دو۔ اس نے جا کر خبر دار کیا، اس نے کہا جس کے لیے تو مجھ سے محبت رکھتا ہے، وہ تجھے محبوب بنالے۔ واپس آ کر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) سے کہہ سنایا، ارشاد فرمایا: اس نے کیا کہا؟ جو اس نے کہا تھا کہہ سنایا۔ فرمایا: ''تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی اور تیرے لیے وہ ہے جو تو نے قصد کیا ہے۔'' (4)

حدیث۲۲: دوست سے تھوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہوجائے اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر دور نہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہوجائے۔ (5)

حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا

حدیث۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی سنت سے ہیں۔ ① ختنہ کرنا اور ② موئے زیرِناف مونڈنا اور ③ مونچھیں کم کرنا اور ④ ناخن ترشوانا اور ⑤ بغل کے بال اُکھیڑنا۔'' (6)

حدیث۲: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔'' (7)

---

1. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٠٣٤، ج٣، ص١٦٨-١٦٩.
2. "سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء في إعلام الحب، الحديث: ٢٤٠٠، ج٤، ص١٧٦.
3. "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب إخبار الرجلِ الرجلَ بمحبته إياه، الحديث: ٥١٢٤، ج٤، ص٤٢٨.
4. "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة... إلخ، فصل في المصافحة... إلخ، الحديث: ٩٠١١، ج٦، ص٤٨٩.
5. "سنن الترمذي"، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء في الإقتصاد فى الحب و البغض، الحديث: ٢٠٠٤، ج٣، ص٤٠١.
6. "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ٥٠-(٢٥٧)، ص١٥٣.
7. المرجع السابق، الحديث: ٥٥-(٢٦٠)، ص١٥٤.

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب کم کرو۔'' (1)

حدیث ۴: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ''نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مونچھ کو کم کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلاۃ والسلام بھی یہی کرتے تھے۔'' (2)

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی و نسائی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو مونچھ سے نہیں لے گا، وہ ہم میں سے نہیں۔'' (3) یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو موئے زیرِ ناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھ نہ کاٹے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' (4)

حدیث ۷: ترمذی نے بروایت عَمْرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم داڑھی کی چوڑائی اور لمبائی سے کچھ لیا کرتے تھے۔'' (5)

حدیث ۸: صحیح مسلم میں اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیرِناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ (6) یعنی چالیس دن کے اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں۔

حدیث ۹: ابوداود نے بروایت عَمْرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''سفید بال نہ اکھاڑو کیونکہ وہ مسلم کا نور ہے، جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے نیکی لکھے گا اور خطا مٹادے گا اور درجہ بلند کرے گا۔'' (7)

---

1 ......"صحیح البخاري"، کتاب اللباس، باب تقلیم الأظفار، الحدیث: ٥٨٩٢، ج٤، ص٧٥.

2 ......"سنن الترمذي"، کتاب الأدب، باب ماجاء في قص الشارب، الحدیث: ٢٧٦٩، ج٤، ص٣٤٩.

3 ......المرجع السابق، الحدیث: ٢٧٧٠، ج٤، ص٣٤٩.

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث رجل من بني غفار رضی اللہ عنہ، الحدیث: ٢٣٥٣٩، ج٩، ص١٢٥.

5 ......"سنن الترمذي"، کتاب الأدب، باب ماجاء في الأخذ من اللحیة، الحدیث: ٢٧٧١، ج٤، ص٣٤٩.

6 ......"صحیح مسلم"، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحدیث: ٥١-(٢٥٨)، ص١٥٣.

7 ......"سنن أبي داود"، کتاب الترجل، باب فی نتف الشیب، الحدیث: ٤٢٠٢، ج٤، ص١١٥.

و"شرح السنة" للبغوي، کتاب اللباس، باب النهی عن نتف الشیب، الحدیث: ٣٠٧٤، ج٦، ص٢١١.

حدیث۱۰: ترمذی ونسائی نے کعب بن مرّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو اسلام میں بوڑھا ہوا، یہ بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔'' (1)

حدیث۱۱: امام مالک نے روایت کی، سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے مہمانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے اور سب سے پہلے سفید بال دیکھا۔ عرض کی، اے رب! یہ کیا ہے؟ پروردگار تبارک وتعالٰی نے فرمایا: ''اے ابراہیم! یہ وقار ہے۔'' عرض کی، اے میرے رب! میرا وقار زیادہ کر۔ (2)

حدیث۱۲: دیلمی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو شخص قصداً سفید بال اُکھاڑے گا، قیامت کے دن وہ نیزہ ہوجائے گا، جس سے اس کو بھونکا جائے گا۔'' (3)

حدیث۱۳: طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔'' (4)

حدیث۱۴: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے قزع سے منع فرمایا۔ نافع سے پوچھا گیا، قزع کیا چیز ہے؟ نافع نے کہا، بچہ کا سر کچھ مونڈ دیا جائے، کچھ مُتعدّد جگہ چھوڑ دیا جائے۔ (5)

حدیث۱۵: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ایک بچہ کو دیکھا، کہ اس کا سر کچھ مونڈا ہوا ہے اور کچھ چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے لوگوں کو اس سے منع کیا اور یہ فرمایا کہ ''کل مونڈ دو یا کل چھوڑ دو۔'' (6)

حدیث۱۶: ابوداود ونسائی نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ جب حضرت جعفر شہید ہوئے تین دن تک حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ان کی آل سے کچھ نہیں فرمایا، پھر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ آج کے بعد سے میرے بھائی (جعفر) پر نہ رونا، پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے بچوں کو بلاؤ۔ کہتے ہیں کہ ہم حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی

1 ......"سنن الترمذي"، كتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من شاب شيبة في سبيل الله، الحديث: ١٦٤٠، ج٣، ص٢٣٧.

2 ......"الموطأ"، كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في السنة في الفطرة، الحديث: ١٧٥٦، ج٢، ص٤١٥.

3 ......"كنز العمال"، كتاب الزينة والتجمل، رقم: ١٧٢٧٦، ج٦، ص٢٨١.

4 ......"الجامع الصغير" للسيوطي، حرف النون، الحديث: ٩٤٦٢، ص٥٦٣.

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب كراهة القزع، الحديث: ١١٣-(٢١٢٠)، ص١١٧٣.

6 ......"سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب الذؤابة، الحديث: ٤١٩٥، ج٤، ص١١٣.

خدمت میں پیش کیے گئے، فرمایا: حجام کو بلاؤ، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے ہمارے سر مونڈا دیے۔[1]

حدیث ۱۷: ابوداود نے ابن الحنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''خُرَیم اُسدی بہت اچھا شخص ہے اگر اس کے سر کے بال بڑے نہ ہوتے اور تہبند نیچا نہ ہوتا۔ جب یہ خبر خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو چھری لے کر بال کاٹ ڈالے اور کانوں تک کر لیے اور تہبند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کرلیا۔[2]

حدیث ۱۸: ابوداود نے اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میرے گیسو تھے۔ میری ماں نے کہا، کہ ان کو نہیں کٹواؤں گی کیونکہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم انھیں پکڑتے اور کھینچتے تھے۔[3] یعنی حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کا دست اقدس ان بالوں کو لگا ہے اس وجہ سے بقصدِ تبرک چھوڑ رکھے تھے، کٹواتی نہ تھیں۔

حدیث ۱۹: نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے عورت کو سر مونڈانے سے منع فرمایا ہے۔[4]

حدیث ۲۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو جس چیز کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا اس میں اہلِ کتاب کی مُوافقت پسند تھی (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہوں وہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہو) اور اہلِ کتاب بال سیدھے رکھتے تھے اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے، لہٰذا نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے بال سیدھے رکھے یعنی مانگ نہیں نکالی پھر بعد میں حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے مانگ نکالی۔[5] (اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کو اس معاملے میں اہلِ کتاب کی مخالفت کا حکم ہوا۔)

مسائل فقهيه

جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے، ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخنوں کا بڑا ہونا تنگیٔ رزق کا سبب ہے۔ ایک حدیث ضعیف میں ہے، کہ حضور اقدس (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في حلق الرأس، الحديث: ٤١٩٢، ج٤، ص١١٢.

2 ......المرجع السابق، باب ماجاء في إسبال الإزار، الحديث: ٤٠٨٩، ج٤، ص٨٠.

3 ......المرجع السابق، باب ماجاء في الرخصة، الحديث: ٤١٩٦، ج٤، ص١١٣.

4 ......"سنن النسائي"، كتاب الزينة من السنن، باب النهى عن حلق المرأة رأسها، الحديث: ٥٠٥٩، ص٨٠٩.

5 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الفرق، الحديث: ٥٩١٧، ج٤، ص٧٩.

ایک دوسری حدیث میں ہے، کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے، اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد[1] یعنی دس دن تک۔

ایک حدیث میں ہے، جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے، اُس سے بیماری نکل جائے گی اور شفا داخل ہوگی اور جو اتوار کے دن ترشوائے فاقہ نکلے گا اور تونگری آئے گی اور جو پیر کے دن ترشوائے جنون جائے گا اور صحت آئے گی اور جو منگل کے دن ترشوائے مرض جائے گا اور شفا آئے گی اور جو بدھ کے دن ترشوائے وسواس وخوف نکلے گا اور امن وشفا آئے گی[2] اور جو جمعرات کے دن ترشوائے جذام جائے اور عافیت آئے اور جو جمعہ کے دن ترشوائے رحمت آئے گی اور گناہ جائیں گے۔ یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں، مگر فضائل میں قابلِ اعتبار ہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے، سب سے پہلے چھنگلیا پھر بیچ والی پھر انگوٹھا پھر منجھلی پھر کلمہ کی انگلی اور بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا پھر بیچ والی پھر چھنگلیا پھر کلمہ کی انگلی پھر منجھلی یعنی دہنے ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھے سے اور ایک انگلی چھوڑ کر اور بعض میں دو چھوڑ کر کٹوائے۔ ایک روایت میں آیا ہے، کہ ''اس طرح کرنے سے کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔''[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوئی اس میں کچھ پیچیدگی ہے، خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے لہٰذا ایک دوسرا طریقہ ہے جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے مروی ہے، وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا پر ختم کرے پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اس کے بعد دہنے

---

1 ...... "مرقاۃالمفاتیح"، کتاب اللباس، باب الترجل، تحت الحدیث: ۴۴۲۲، ج۸، ص۲۱۲.

2 ...... اعلیٰ حضرت سے اس طرح کا سوال کیا گیا کہ ایک حدیث میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی ممانعت آئی اور دوسری حدیث میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت آئی، ان دونوں روایتوں میں تطبیق یا ترجیح کی کیا صورت ہے اور بدھ کے دن ناخن تراشنا کیسا ہوگا؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: '' ناخن کاٹنے سے متعلق کسی دن کوئی ممانعت نہیں، اس لیے کہ دن کی تعیین میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں، البتہ بعض ضعیف حدیثوں میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی ممانعت ہے، لہٰذا اگر بدھ کا دن وجوب کا دن آجائے، مثلاً انتالیس دن سے نہیں تراشے تھے، آج بدھ کو چالیسواں دن ہے، اگر آج نہیں تراشتا تو چالیس دن سے زائد ہوجائیں گے، تو اس پر واجب ہوگا کہ بدھ کے دن تراشے اس لیے کہ چالیس دن سے زائد ناخن رکھنا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر مذکورہ صورت نہ ہو تو بدھ کے علاوہ کسی اور دن تراشنا مناسب کہ جانب منع کو ترجیح رہتی ہے۔'' ("فتاویٰ رضویہ"، ج۲۲، ص۶۸۵، ملخصاً)

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۸.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۹.

ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائے، اس صورت میں دہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور دہنے پر ختم بھی ہوا۔ [1] (درمختار) اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا بھی یہی معمول تھا اور یہ فقیر بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔

مسئلہ ۳: پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں، بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اسی ترتیب سے ناخن ترشوائے یعنی دہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیا پر ختم کرے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۴: دانت سے ناخن نہ کھٹکنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص معاذ اللہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مجاہد جب دارالحرب میں ہوں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں کہ ان کی یہ شکل مہیب دیکھ کر کفار پر رعب طاری ہو۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۶: ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرھویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس۴۰ دن ہے اس کے بعد نہ ترشوانا ممنوع ہے۔ یہی حکم مونچھیں ترشوانے اور موئے زیر ناف دور کرنے اور بغل کے بال صاف کرنے کا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ ہونا منع ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہتے ہیں کہ ''ناخن ترشوانے اور مونچھ کاٹنے اور بغل کے بال لینے میں ہمارے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔'' [5]

مسئلہ ۷: موئے زیر ناف دور کرنا سُنّت ہے۔ ہر ہفتہ میں نہانا، بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرھویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ وممنوع۔ موئے زیر ناف استرے سے مونڈنا چاہیے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہرتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے، اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے، عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے۔ [6] (درمختار، عالمگیری)

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۰.

2 ...... المرجع السابق، ص۶۷۰.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۶۸.

5 ...... انظر: "صحيح مسلم"، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ۵۱-(۲۵۸)، ص۱۵۳.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۱.
و "الفتاوى الهندية"، کتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۷، ۳۵۸.

مسئلہ ۸: بغل کے بالوں کا اکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا بھی جائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: بہتر یہ ہے کہ گلے کے بال نہ مونڈائے انھیں چھوڑ رکھے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہونے کا ڈر ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بھوں کے بال اگر بڑے ہو گئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں، چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا کہتے ہیں، سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں، ہاتھ، پاؤں، پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: بچی[6] کے اغل بغل[7] کے بال مونڈانا یا اکھیڑنا بدعت ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں مونڈانا آیا ہے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے۔ مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے، ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔[11] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے، اس زمانہ میں داڑھی مونچھ

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۰.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

4 ......المرجع السابق، ص۳۵۸.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۰، وغيره.

6 ......یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں۔ 7 ......آس پاس۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

9 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۱.

10 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

11 ......"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۱، وغيره.

میں طرح طرح کی تراش خراش کی جاتی ہے، بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرا دیتے ہیں، بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں، کسی کی داڑھی فرنچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے، یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع و تقلید میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہوگئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں ان کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہوگئے جب ان کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت و غیرت ایمانی یہاں تک کم ہوگئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں، پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہوسکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوقِ مُسلمین کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہیے اخلاق سلف صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ دوسری قوموں پر اس کا اثر پڑے۔

مسئلہ ۱۸: بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں، شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈانا حرام تھا، گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اوڑایا کس کی توہین و تذلیل کی۔ اسلام کی ہر بات اٹل ہے اور اس کے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو برا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے، وہ تم پر واضح ہوجائے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

مسئلہ ۱۹: مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے۔[1] (ردالمحتار)

حضور اقدس صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں۔ اگرچہ منڈانا صرف احرام سے باہر ہونے کے وقت ثابت ہے۔ دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں۔[2] ہاں بعض صحابہ سے مونڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطورِ عادت مونڈایا کرتے تھے۔[3] حضور اقدس صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک[4] کبھی کان کی لوتک[5] ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانۂ مبارک سے چھو جاتے۔[6] اور حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) بیچ سر میں مانگ نکالتے۔[7]

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢.

2 ......"جمع الوسائل في شرح الشمائل" للقاري، باب ماجاء في شعر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص٩٩.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث:٢٤٩، ج١، ص١١٧.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب ما جاء في الشِّعر، الحديث:٤١٨٦، ج٤، ص١١١.

5 ...... انظر:"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث:٣٥٥١، ج٢، ص٤٨٧.

6 ...... انظر:"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الجعد، الحديث:٥٩٠٤، ج٤، ص٧٧.

7 ...... انظر:"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث:٣٥٥٨، ج٢، ص٤٨٩.

مسئلہ۲۰: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں[1] بڑھا لیتے ہیں جواُن کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنالیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔ تصوف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے[2] کا نام ہے۔

مسئلہ۲۱: سپید بالوں کو اوکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے، ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۲۲: بیچ سر کو مونڈا دینا اور باقی جگہ کو چھوڑ دینا جیسا کہ ایک زمانہ میں پان بنوانے کا رواج تھا یہ جائز ہے اور حدیث میں جو قزع کی ممانعت آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا، جس کو گل بنانا کہتے ہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار) بخاری شریف سے بھی یہی ظاہر ہے۔[5] پان بنوانے کو قزع سمجھنا غلطی ہے، ہاں بہتر یہی ہے کہ سر کے بال مونڈائے تو کل مونڈا ڈالے یہ نہیں کہ کچھ مونڈے جائیں اور کچھ چھوڑ دیے جائیں۔

مسئلہ۲۳: بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانب نوکیں نکلواتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں یہ سنت اور سلف کے طریقہ کے خلاف ہے، ایسا نہ کریں۔

مسئلہ۲۴: گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری) یعنی جب سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں، جیسا کہ بہت سے لوگ خط بنوانے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اور اگر پورے سر کے بال مونڈا دیے تو اس کے ساتھ گردن کے بال بھی مونڈا دیے جائیں۔

مسئلہ۲۵: آج کل سر پر گپھار کھنے کا رواج بہت زیادہ ہوگیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں، یہ بھی نصاریٰ کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے پھر ان بالوں میں بعض داہنے یا بائیں جانب مانگ

---

1 ...... بالوں کی لڑیاں۔ 2 ...... ختم کرنے۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج٥، ص٣٥٩.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.
و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢.

5 ...... انظر: "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب القزع، الحديث: ٥٩٢٠، ج٤، ص٨٠.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے خلاف ہے، سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۲۶: ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے بال رکھتے ہیں نہ مونڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کترواتے ہیں یہ ناجائز نہیں مگر افضل وبہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے۔

مسئلہ ۲۷: عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کردیے ناجائز وگناہ ہے اور اس پر لعنت آئی شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔[1] (درمختار) سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے، ایسی پر قینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں۔

اور حدیث میں فرمایا کہ "جو عورت مردانہ ہیأت میں ہو، اس پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہے۔"[2] جب بال کٹوانا عورت کے لیے ناجائز ہے تو مونڈانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب ان کے یہاں کوئی مرجاتا ہے یا تیرَتھ[3] کو جاتی ہیں تو بال مونڈادیتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸: ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے انھیں دفن کردے، اسی طرح ناخن کا تراشہ پاخانہ یا غسل خانہ میں انھیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔[4] (عالمگیری) موئے زیرناف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۹: چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کردی جائیں، بال، ناخن، حیض کا لتا[5]، خون۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: سر میں جوئیں بھری ہیں اور بال مونڈادیے، انھیں دفن کردے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: مجنونہ کے سر میں بیماری ہوگئی مثلاً کثرت سے جوئیں پڑگئیں اور اس کا کوئی ولی نہیں تو اگر کسی نے اس کا

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الحظروالإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص ٦٧١.

2 ......"صحيح البخاري"، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء... إلخ، الحديث: ٥٨٨٥، ج٤، ص ٧٣.

3 ......ہندوؤں وغیرہ کا مقدس مقام، متبرک دریا (گنگا، جمنا) پر نہانے کا گھاٹ۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص ٣٥٨.

5 ...... یعنی وہ کپڑا جس سے عورت حیض کا خون صاف کرے۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص ٣٥٨.

7 ...... المرجع السابق.

سرمونڈا دیا اس نے احسان کیا، مگر اس کے سر میں کچھ بال چھوڑ دے تا کہ معلوم ہوسکے کہ عورت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: سپید بال اکھیڑنے میں حرج نہیں جبکہ بقصد زینت ایسا نہ کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار) اور ظاہر یہی ہے کہ جولوگ ایسا کرتے ہیں وہ زینت ہی کے ارادہ سے کرتے ہیں تا کہ یہ سپیدی دوسروں پر ظاہر نہ ہو اور جوان معلوم ہوں، اسی وجہ سے حدیث میں اس سے ممانعت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ داڑھی میں اس قسم کا تصرّف زیادہ ممنوع ہوگا۔

ختنہ کا بیان

ختنہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے اِمتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا ختنہ کیا، اس وقت ان کی عمر شریف اسّی (۸۰) برس کی تھی۔" [3]

مسئلہ ۱: ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: لڑکے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی، اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جاسکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے، اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہوسکتی تو چھوڑ دیا جائے، بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی، اس کے باپ وغیرہ اولیا اس رسم کی ادا کے لیے اعزہ اقربا کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی۔

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٨.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧١.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ﴿واتخذ الله ابراهيم خليلاً... إلخ﴾، الحديث: ٣٣٥٦، ج٢، ص٤٢٢.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.

یہ ایک لغوحرکت ہے جس کا کچھ مُحَصَّل وفائدہ نہیں۔

مسئلہ۵: بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا، اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے ورنہ نہیں، ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو، اس سے نکاح کرے، تو نکاح کر کے اس سے ختنہ کرالے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۶: ختنہ ہو چکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور حشفہ کو چھپا لیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۷: ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی، اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں، ہاں اگر بچہ ان کی تربیت وعِیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۸: عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں اور لڑکیوں کے کان چھدوانے میں بھی حرج نہیں، اس لیے کہ زمانۂ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا۔[4] (عالمگیری) بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے، صرف بعض لوگوں نے نصرانی عورتوں کی تقلید[5] میں موقوف کر دیا[6] جن کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ۹: انسان کو خصی کرنا حرام ہے، اسی طرح ہیجڑا کرنا بھی۔ گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

بالغ کے ختنہ کے بارے میں کیے گئے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت، امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاویٰ رضویہ" جلد 22 صفحہ 593 پر فرماتے ہیں: ہاں اگر خود کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کرلے یا کوئی عورت جو اس کام کو کر سکتی ہو، ممکن ہو تو اس سے نکاح کرا دیا جائے وہ ختنہ کر دے، اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے یا کوئی کنیز شرعی واقف ہو تو وہ خرید دی جائے۔ اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہو سکیں تو حجام ختنہ کر دے کہ ایسی ضرورت کے لیے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: امام کرخی نے جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ آدمی کا ختنہ حمام والا کرے۔ (ت) (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.)

صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "بہارِ شریعت" ج2 حصہ 9 ص384 پر فرماتے ہیں: دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام، مگر بضرورت جائز، جیسے دائی اور ختنہ کرنے والے اور عمل دینے والے اور طبیب کو بوقت ضرورت اجازت ہے۔

(بہارِ شریعت، حدود کا بیان، زنا کی گواہی دے کر رجوع کرنا، ج٢، حصہ٩، ص٣٨٤)

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی پیروی۔

6 ...... چھوڑ دیا۔

جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کے خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہوگا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کرے گا، لوگوں کو ایذا پہنچائے گا، انھیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر مَنفعت یا دفعِ ضَرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے۔[1] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جس غلام کو خصی کیا گیا ہو اس سے خدمت لینا ممنوع ہے، جیسا کہ امرا و سلاطین کے یہاں اس قسم کے لوگوں سے خدمت لی جاتی ہے جن کو خواجہ سرا کہتے ہیں، ان سے خدمت لینے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے خصی کرنے کی جرأت کرتے اور اس حرام فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور اگر ایسے غلام سے کام ہی نہ لیا جائے تو خصی کرنے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے گا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: گھوڑی کو گدھے سے گابھن کرنا جس سے خچر پیدا ہوتا ہے اس میں حرج نہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی سواری کا جانور بغلہ بیضا تھا اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ایسے جانور کو اپنی سواری میں نہ رکھتے۔[3] (ہدایہ)

زِینت کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی، یہاں تک کہ اس کی چمک حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی۔[4]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں نافع سے مروی، کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کبھی خالص عود (اگر) کی دھونی لیتے یعنی اس کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بھی اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔[5]

حدیث ۳: ابوداود نے اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس ایک

---

1 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، ج٢، ص٣٨٠.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

2 ......"الهداية"، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، ج٢، ص٣٨٠.

3 ...... المرجع السابق.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الطيب في الرأس واللحية، الحديث: ٥٩٢٣، ج٤، ص٨١.

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب الألفاظ من الأدب وغيرها، باب كراهة قول الإنسان...إلخ، الحديث: ٢١-(٢٢٥٤)، ص١٢٣٧.

قسم کی خوشبو تھی، جس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (1)

حدیث ۴: شرح سنہ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے۔ (2)

حدیث ۵: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کے بال ہوں ان کا اکرام کرے۔'' (3) یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے کنگھا کرے۔

حدیث ۶: امام مالک نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میرے سر پر پورے بال تھے، میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے عرض کی، ان کو کنگھا کیا کروں؟ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''ہاں اور ان کا اکرام کرو۔'' لہٰذا ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے فرمانے کی وجہ سے کبھی دن میں دو مرتبہ تیل لگایا کرتے۔ (4)

حدیث ۷: ترمذی وابوداود ونسائی نے عبد اللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے روز روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا۔'' (5) (یہ نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سنگھار میں مشغول نہ رہنا چاہیے)

حدیث ۸: امام مالک نے عطاء بن یَسار سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے اس کی طرف اشارہ کیا، گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص درست کر کے واپس آیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔'' (6)

حدیث ۹: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اثمد پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جلا دیتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے۔'' اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے یہاں سرمہ دانی تھی، جس سے ہر شب میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس میں۔ (7)

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في إستحباب الطيب، الحديث: ٤١٦٢، ج٤، ص١٠٣.
2 ...... "شرح السنة"، كتاب اللباس، باب ترجيل الشعر...إلخ، الحديث: ٣٠٥٧، ج٦، ص٢٠١، ٢٠٢.
3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في إصلاح الشعر، الحديث: ٤١٦٣، ج٤، ص١٠٣.
4 ...... "الموطأ"، كتاب الشعر، باب إصلاح الشعر، الحديث: ١٨١٨، ج٢، ص٤٣٥.
5 ...... "سنن الترمذي"، كتاب اللباس، باب ماجاء في النهي عن الترجل الاغِبًّا، الحديث: ١٧٦٢، ج٣، ص٢٩٣.
6 ...... "الموطأ"، كتاب الشعر، باب إصلاح الشعر، الحديث: ١٨١٩، ج٢، ص٤٣٥_٤٣٦.
7 ...... "سنن الترمذي"، كتاب اللباس، باب ماجاء في الإكتحال، الحديث: ١٧٦٣، ج٣، ص٢٩٣.

حدیث۱۰: ابوداود و نسائی نے کریمہ بنت ہُمام سے روایت کی، کہتی ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے منہدی لگانے کے متعلق پوچھا؟ انھوں نے فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں، لیکن میں خود منہدی لگانے کو ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو اس کی بو ناپسند تھی۔[1]

حدیث۱۱: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ ہند بنت عُتبہ نے عرض کی، یانبی اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) مجھے بیعت کر لیجیے۔ فرمایا: ''میں تجھے بیعت نہ کروں گا، جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل دے۔ (یعنی منہدی لگا کر ان کا رنگ نہ بدل لے) تیرے ہاتھ گویا درندہ کے ہاتھ معلوم ہو رہے ہیں۔''[2] (یعنی عورتوں کو چاہیے کہ ہاتھوں کو رنگین کر لیا کریں)۔

حدیث۱۲: ابوداود و نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی، اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو دینا چاہا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے۔ اس نے کہا، عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا کہ ''اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو منہدی سے رنگے ہوتی۔''[3]

حدیث۱۳: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس ایک مخنث حاضر لایا گیا، جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں منہدی سے رنگے تھے۔ ارشاد فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ (یعنی اس نے کیوں منہدی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی، یہ عورتوں سے تَشَبُّہ کرتا ہے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے حکم فرمایا، اس کو شہر بدر کر دیا گیا، مدینہ سے نکال کر نقیع کو بھیج دیا گیا۔[4]

حدیث۱۴: ترمذی نے سعید بن المسیب سے روایت کی، کہتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) طَیِّب ہے۔ طیب یعنی خوشبو کو دوست رکھتا ہے، ستھرا ہے ستھرائی کو دوست رکھتا ہے، کریم ہے کرم کو دوست رکھتا ہے، جواد ہے جود کو دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا اپنے صحن کو ستھرا رکھو، یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔[5]

حدیث۱۵: صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے

---

1 ......''سنن أبي داود''، کتاب الترجل، باب في الخضاب للنساء، الحدیث: ٤١٦٤، ج٤، ص١٠٣.

2 ......المرجع السابق، الحدیث: ٤١٦٥، ج٤، ص١٠٤.   3 ......المرجع السابق، الحدیث: ٤١٦٦، ج٤، ص١٠٤.

4 ......''سنن أبي داود''، کتاب الأدب، باب الحکم في المخنثین، الحدیث: ٤٩٢٨، ج٤، ص٣٦٨.

5 ......''سنن الترمذي''، کتاب الأدب، باب ماجاء في النظافة، الحدیث: ٢٨٠٨، ج٤، ص٣٦٥.

فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر تکبّر ہوگا، جنّت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی، کہ کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں، جوتے اچھے ہوں (یعنی یہ بات بھی تکبر ہے یا نہیں)؟ فرمایا: ''اللہ (عزوجل) جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے۔ تکبر نام ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔'' (1)

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، تم ان کی مخالفت کرو۔'' (2) یعنی خضاب کرو۔

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فتح مکہ کے دن ابوقُحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے والد) لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی ثَغامہ (یہ ایک گھاس ہے) کی طرح سفید تھی۔ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اس کو کسی چیز سے بدل دو (یعنی خضاب لگاؤ) اور سیاہی سے بچو۔'' (3) یعنی سیاہ خضاب نہ لگانا۔

حدیث ۱۸: ابوداود و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے، وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔'' (4)

حدیث ۱۹: ترمذی و ابوداود و نسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے، منہدی یا کَتَم ہے۔'' (5) یعنی منہدی لگائی جائے یا کَتَم۔

حدیث ۲۰: ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے سامنے ایک شخص گزرا جس نے منہدی کا خضاب کیا تھا، ارشاد فرمایا: یہ خوب اچھا ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص گزرا جس نے منہدی اور کتم کا خضاب کیا تھا، فرمایا: یہ اس سے بھی اچھا ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص گزرا جس نے زرد خضاب کیا تھا، فرمایا: ''یہ ان سب سے اچھا ہے۔'' (6)

حدیث ۲۱: ابن النجار نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ

---

(1)...... "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب تحریم الکبر و بیانه، الحدیث: ۱۴۷۔(۹۱)، ص ۶۰۔

(2)...... "صحیح البخاري"، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ما ذکر عن بني اسرائیل، الحدیث: ۳۴۶۲، ج ۲، ص ۴۶۲۔

(3)...... "صحیح مسلم"، کتاب اللباس... إلخ، باب إستحباب خضاب الشیب بصفرة... إلخ، الحدیث: ۸۰۔(۲۱۰۲)، ص ۱۱۶۴۔

(4)...... "سنن أبي داود"، کتاب الترجل، باب ماجاء في خضاب السواد، الحدیث: ۴۲۱۲، ج ۴، ص ۱۱۸۔

و "سنن النسائي"، کتاب الزینة من السنن، باب النهی عن الخضاب بالسواد، الحدیث: ۵۰۸۵، ص ۸۱۲۔

(5)...... "سنن الترمذي"، کتاب اللباس، باب ماجاء في الخضاب، الحدیث: ۱۷۵۹، ج ۳، ص ۲۹۲۔

(6)...... "سنن أبي داود"، کتاب الترجل، باب في خضاب الصفرة، الحدیث: ۴۲۱۱، ج ۴، ص ۱۱۷۔

''سب سے پہلے مہندی اور کَتَم کا خضاب ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خِضاب فرعون نے کیا۔'' [1]

حدیث ۲۲: طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مُستدرَک میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔'' [2]

حدیث ۲۳: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی لعنت اس عورت پر جو بال ملائے یا دوسری سے بال ملوائے اور گودنے والی [3] اور گودوانے والی پر۔'' [4]

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، انھوں نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کی لعنت گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت بھوں کے بال نوچ کر ابرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت اور خوبصورتی کے لیے دانت ریتنے والیوں پر یعنی جو عورتیں دانتوں کو ریت کر خوبصورت بناتی ہیں اور اللہ (عزوجل) کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدل ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس حاضر ہو کر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے، انھوں نے فرمایا: میں کیوں نہ لعنت کروں ان پر جن پر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے لعنت کی اور اس پر جو کتاب اللہ میں (ملعون) ہے اس نے کہا میں نے کتاب اللہ پڑھی ہے مجھے تو اس میں یہ چیز نہیں ملی۔ فرمایا: تو نے (غور سے) پڑھا ہوتا تو ضرور اس کو پایا ہوتا کیا تو نے یہ نہیں پڑھا:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ﴾ [5]

''یعنی رسول جو کچھ تمھیں دیں اسے لو اور جس چیز سے منع کردیں اس سے باز آجاؤ۔''

اس عورت نے کہا، ہاں یہ پڑھا ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد اس عورت نے یہ کہا کہ ان میں کی بعض باتیں تو آپ کی بی بی میں بھی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اندر جا کر دیکھو وہ مکان میں گئی پھر آئی، تو آپ نے فرمایا کیا دیکھا؟ اس نے کہا کچھ نہیں دیکھا۔ عبداللہ نے فرمایا اگر اس میں یہ بات ہوتی تو میرے ساتھ نہیں رہتی۔ یعنی ایسی عورت میرے گھر میں نہیں رہ سکتی ہے۔ [6]

حدیث ۲۵: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ

---

1 ...... "الفردوس بمأثور الخطاب"، الحديث: ٤٧، ج١، ص٣٥.

2 ...... "المستدرك"، كتاب معرفة الصحابة، باب الصفرة خضاب المؤمن... إلخ، الحديث: ٦٢٩٦، ج٤، ص٦٧٥.

3 ...... یعنی جسم میں سوئی وغیرہ چھید لگا کر اس میں سُرمہ یا سبزہ یا نیل بھرنے والی۔

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الوصل في الشعر، الحديث: ٥٩٣٧، ج٤، ص٨٤.

5 ...... پ٢٨، الحشر: ٧.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم، فعل الواصلة والمستوصلة... إلخ، الحديث: ١٢٠-(٢١٢٥)، ص١١٧٥.

نظرِ بد حق ہے یعنی نظر لگنا صحیح ہے ایسا ہوتا ہے اور گودنے سے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے منع فرمایا۔[1]

حدیث ۲۶: سنن ابوداود میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا، بال ملانے والی اور ملوانے والی اور ابرو کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے، جبکہ بیماری سے یہ نہ کیا ہو۔[2]

حدیث ۲۷: ابوداود نے روایت کی، کہ جس سال معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حج کیا (مدینہ میں آئے) اور منبر پر چڑھ کر بالوں کا گچھا جو سپاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر کہا اے اہلِ مدینہ تمھارے علما کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنا ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اس سے منع فرماتے تھے یعنی چوٹی میں بال جوڑنے سے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) یہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ کرنا شروع کر دیا۔[3]

مسئلہ ۱: انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی مُمانعت نہیں۔ سیاہ کپڑے کا موباف[4] بنانا جائز ہے اور کلاوہ میں تو اصلاً حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے۔ اسی طرح گودنے والی اور گودوانے والی یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے[5] سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲: لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دُریا[7] پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے، بلاضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے۔[9] (عالمگیری) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

---

1. "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب العين حق، الحديث: ٥٧٤٠، ج٤، ص٣٢.
2. "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في صلة الشعر، الحديث: ٤١٧٠، ج٤، ص١٠٦.
3. المرجع السابق، الحديث: ٤١٦٧، ج٤، ص١٠٥.
4. بالوں میں دھاگہ لگا کر انہیں دراز کرنا **موباف** کہلاتا ہے۔
5. یعنی بال اکھاڑنے کا آلہ۔
6. "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج٩، ص٦١٤.
7. یعنی کانوں کی لَو میں پہننے کا چھوٹا سا زیور جس میں عام طور پر صرف ایک موتی ہوتا ہے۔
8. "ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٩٣.
9. "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج٥، ص٣٥٩.

مسئلہ ۴: عورتیں اپنی چوٹیوں میں پوت[1] اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصدِ زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: گرمی سے بچنے کے لیے خس یا جواسے کی ٹٹیاں[5] لگانا جائز ہے اور اگر تکبر کے طور پر ہو تو ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: یہ شخص سواری پر ہے اور اس کے ساتھ اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اگر محض اپنی شان دکھانے اور تکبر کے لیے ایسا کرتا ہے تو منع ہے۔[7] (عالمگیری) اور ضرورت سے ہو تو حرج نہیں مثلاً یہ بوڑھا یا کمزور ہے کہ چل نہ سکے گا یا ساتھ والے کسی طرح اسکے پیدل چلنے کو گوارا ہی نہیں کرتے، جیسا کہ بعض مرتبہ علما و مشائخ کے ساتھ دوسرے لوگ خود پیدل چلتے ہیں اور ان کو پیدل چلنے نہیں دیتے، اس میں کراہت نہیں جبکہ اپنے دل کو قابو میں رکھیں اور تکبر نہ آنے دیں اور محض ان لوگوں کی دلجوئی منظور ہو۔

مسئلہ ۹: مرد کو داڑھی اور سر وغیرہ کے بالوں میں خضاب لگانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے ہاں مجاہد کو سیاہ خضاب بھی جائز ہے کہ دشمن کی نظر میں اس کی وجہ سے ہیبت بیٹھے گی۔[8] (درمختار)

نام رکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ

---

1 ...... **پوت:** یعنی شیشے یا کانچ کے دانے۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج٥، ص٣٥٩.

3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی مخصوص گھاس کا پردہ یا قنات دروازوں وغیرہ پر لگا کر اس پر پانی چھڑکتے ہیں، تا کہ ٹھنڈک حاصل ہو۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج٥، ص٣٥٩.

7 ......المرجع السابق، ص٣٦٠.

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٩٦.

یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (1)

''اے ایمان والو! ایک گروہ دوسرے گروہ سے مسخراپن نہ کرے، ہوسکتا ہے کہ یہ اون سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے مسخراپن کریں، ہوسکتا ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے کو عیب نہ لگاؤ اور برے لقبوں سے نہ پکارو، ایمان کے بعد فسوق برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔''

حدیث ۱: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔'' (2)

حدیث ۲: اصحاب سنن اربعہ نے عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنے بھائیوں کو ان کے اچھے ناموں سے پکارو بُرے القاب سے نہ پکارو۔'' (3)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''تمھارے ناموں میں اللہ تعالٰی کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں۔'' (4)

حدیث ۴: امام احمد و ابوداود نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن تم کو تمھارے نام اور تمھارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا، لہٰذا اچھے نام رکھو۔'' (5)

حدیث ۵: ابوداود نے ابی وُہب جُشَمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''انبیا علیہم السلام کے نام پر نام رکھو اور اللہ (عزوجل) کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں اور سچے نام حارث و ہُمام ہیں اور حرب و مُرّہ برے نام ہیں۔'' (6)

حدیث ۶: دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو۔'' (7)

---

1 ...... پ۲۶، الحجرٰت: ۱۱.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في حقوق الأولاد والأهلين، الحديث: ۸۶۵۸، ج۶، ص۴۰۰.
و "كنز العمال"، كتاب النكاح، رقم: ۴۵۱۸۴، ج۱۶، ص۱۷۳.

3 ...... "كنز العمال"، كتاب النكاح، رقم: ۴۵۲۱۱، ج۱۶، ص۱۷۵.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم... إلخ، الحديث: ۲-(۲۱۳۲)، ص۱۱۷۸.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء، الحديث: ۴۹۴۸، ج۴، ص۳۷۴.

6 ...... المرجع السابق، الحديث: ۴۹۵۰، ج۴، ص۳۷۴.

7 ...... "المسند الفردوس"، الحديث: ۲۳۲۹، ج۲، ص۵۸.

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو، کیونکہ (میری کنیت ابو القاسم محض اس وجہ نہیں کہ میرے صاحبزادہ کا نام قاسم تھا بلکہ) میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمھارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔'' (1)

حدیث ۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم بازار میں تھے، ایک شخص نے ابو القاسم کہہ کر پکارا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اس کی طرف مُتَوَجِّہ ہوئے۔ اس نے کہا، میں نے اس شخص کو پکارا، ارشاد فرمایا: ''میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو۔'' (2)

حدیث ۹: ابو داود نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اگر حضور کے بعد میرے لڑکا پیدا ہو تو آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت کروں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' (3)

حدیث ۱۰: ابن عساکر ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام محمد رکھے (4)، وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔'' (5)

حدیث ۱۱: حافظ ابو طاہر سلفی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''روزِ قیامت دو شخص ربُّ العزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے، حکم ہوگا انھیں جنّت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے، الٰہی! ہم کس عمل پر جنّت کے قابل ہوئے، ہم نے تو جنّت کا کوئی کام کیا نہیں؟ فرمائے گا: ''جنّت میں جاؤ! میں نے حَلْف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو، دوزخ میں نہ جائے گا۔'' (6)

---

1 ...... "صحیح البخاری"، فرض الخمس، باب قولہ تعالٰی ﴿فان للّٰہ خُمُسَہ وللرسول﴾ یعنی للرسول قسم ذلك، الحدیث: ٣١١٤، ج٢، ص٣٤٦.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب ماذکر في الأسواق، الحدیث: ٢١٢٠، ج٢، ص٢٤.

3 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في الرخصة في الجمع بینھما، الحدیث: ٤٩٦٧، ج٤، ص٣٨٠.

4 ...... اعلیٰ حضرت امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوٰی رضویہ'' جلد 24 صفحہ 691 پر فرماتے ہیں: ''بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے، اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔''

5 ...... "کنز العمال"، کتاب النکاح، الباب السابع فی برالاولادو حقوقھم، الحدیث: ٤٥٢١٥، ج٨، الجزء السادس عشر، ص١٧٥.
و''فتاوی رضویہ''، ج٢٤، ص٦٨٦۔

6 ...... "فردوس الاخبار"، الحدیث: ٨٥١٥، ج٢، ص٥٠٣.

و''فتاوی رضویہ''، ج٢٤، ص٦٨٧۔

حدیث ۱۲: ابو نعیم نے حلیہ میں نُبَیط بن شَرِیط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جس کا نام تمھارے نام پر ہوگا، اسے عذاب نہ دوں گا۔'' (1)

حدیث ۱۳: ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ''تم میں کسی کا کیا نقصان ہے، اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔'' (2)

حدیث ۱۴: طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، وہ ضرور جاہل ہے۔'' (3)

حدیث ۱۵: حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔'' (4)

حدیث ۱۶: بزار نے ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔'' (5)

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں زینب بنتِ ابی سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ ان کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنا تزکیہ نہ کرو (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف نہ کرو) اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم میں برا اور نیکی والا کون ہے، اس کا نام زینب رکھ دو۔'' (6)

حدیث ۱۸: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: جویریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام برہ تھا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے یہ نام بدل کر جُوَیرِیہ رکھا اور یہ بات حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو ناپسند تھی کہ یوں کہا جائے کہ برہ کے پاس سے چلے گئے۔'' (7)

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک لڑکی کا

---

1 ......"كشف الخفاء"، حرف الخاء، الحديث: ١٢٤٣، ج١، ص٣٤٥.

2 ......"الطبقات الكبرى" لابن سعد، الطبقة الأولى من أهل المدينة من التابعين، محمد بن طلحة، رقم: ٦٢٢، ج٥، ص٤٠.

3 ......"المعجم الكبير"، الحديث: ١١٠٧٧، ج١١، ص٥٩.

4 ......"الجامع الصغير"، الحديث: ٧٠٦، ص٤٩.

5 ......"البحر الزخار المعروف بمسند البزار"، الحديث: ٣٨٨٣، ج٩، ص٣٢٧.

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب إستحباب تغيير الإسم القبيح إلى حسن... إلخ، الحديث: ١٩-(٢١٤٢)، ص١١٨٢.

7 ......المرجع السابق، الحديث: ١٦-(٢١٤٠)، ص١١٨٢.

نام عاصیہ تھا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔[1]

حدیث ۲۰: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم برے نام کو بدل دیتے تھے۔''[2]

حدیث ۲۱: صحیح بخاری میں سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں: میرے دادا نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا: حزن۔ فرمایا: ''تم سہل ہو۔ یعنی اپنا نام سہل رکھو کہ اس کے معنی ہیں نرم اور حزن سخت کو کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جو نام میرے باپ نے رکھا ہے اسے نہیں بدلوں گا۔''[3] سعید ابن المسیب کہتے ہیں: اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں اب تک سختی پائی جاتی ہے۔

تنبیہ: نام رکھنے کے متعلق بعض مسائل عقیقہ کے بیان میں ذکر کیے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں[4] بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

مسئلہ ۱: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارے نام عبد اللہ وعبد الرحمٰن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، ان دونوں میں زیادہ افضل عبد اللہ ہے کہ عُبُودیت کی اِضافت[5] علم ذات کی طرف ہے۔ انھیں کے حکم میں وہ اسماء ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو، مثلاً عبد الرحیم، عبد الملک، عبد الخالق وغیرہا۔

حدیث میں جو ان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدا تعالیٰ کے نزدیک پیارا فرمایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہیں، وہ نام نہ رکھے جائیں جو جاہلیت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام عبد شمس اور کسی کا عبد الدار ہوتا۔

لہٰذا یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں نام محمد واحمد سے بھی افضل ہیں، کیونکہ حضور اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے اسم پاک محمد واحمد ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لیے منتخب فرمائے، اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لیے پسند نہ فرمایا ہوتا۔ احادیث میں محمد نام رکھنے کے بہت فضائل مذکور ہیں، ان میں سے بعض ذکر کی گئیں۔

مسئلہ ۲: جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابو القاسم رکھ سکتا ہے اور حدیث میں جو ممانعت آئی ہے، وہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ مخصوص تھی، کیونکہ اگر کسی کی یہ کنیت ہوتی اور اس کے ساتھ پکارا جاتا تو دھوکا لگتا

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الآداب، باب إستحباب تغییر الإسم القبیح إلی حسن... إلخ، الحدیث: ۱۵-(۲۱۳۹)، ص۱۱۸۱.
2 ...... "سنن الترمذي"، کتاب الأدب، باب ماجاء في تغییر الأسماء، الحدیث: ۲۸۴۸، ج۴، ص۳۸۲.
3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الأدب، باب تحویل الإسم إلی إسم أحسن منه، الحدیث: ۶۱۹۳، ج۴، ص۱۵۳.
4 ...... دیکھئے: اسی جلد میں حصہ ۱۵، ص۳۵۶.
5 ...... یعنی عبد کی نسبت۔

کہ شاید حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کو پکارا، چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے دوسرے کو ابوالقاسم کہہ کر آواز دی، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے اس کی طرف توجہ فرمائی تو اس نے کہا، میں نے حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کو نہیں ارادہ کیا یعنی نہیں پکارا اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ ''میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اپنی کنیت نہ کرو۔''[1]

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ نام رکھنے میں بھی اس قسم کا دھوکا ہوسکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو نام پاک کے ساتھ پکارنا قرآن پاک نے منع فرمادیا تھا:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴾[2]

لہٰذا صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے، وہ کبھی نام کے ساتھ پکارتے نہ تھے، بلکہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ وغیرہ اَلقاب سے ندا کرتے۔

وہ احتمال ہی یہاں پیدا نہ ہوتا کہ محمد کہہ کر کوئی پکارے اور حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) مراد ہوں۔ اعراب وغیرہ ناواقف لوگوں نے اس طرح پکارا تو یہ دوسری بات ہے کیونکہ وہ ناواقفی میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی اور یہ حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی اجازت سے ہوا، لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔

مسئلہ۳: بعض اسماء الٰہیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے، جیسے علی، رشید، کبیر، بدیع، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنے میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف ولام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے، مثلاً العلی، الرشید۔

ہاں اس زمانہ میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہوگیا ہے، لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے۔ خصوصاً جب کہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا، مثلاً عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور ایسی صورت میں تصغیر اگر قصداً ہوتی تو مَعَاذَ اللہ کفر ہوتی، کیونکہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبود برحق کی تصغیر ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے، اسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اون کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......انظر:"صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب ماذکر في الأسواق، الحدیث: ۲۱۲۰، ج۲، ص۲۴.

2 ...... پ۱۸، النور: ۶۳.

ترجمۂ کنزالإیمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۸.

مسئلہ ۴: ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا ہو نہ حدیثوں میں ہو نہ مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو، اس میں علما کو اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھنے کی حاجت نہیں بغیر نام رکھے دفن کردیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو دفن سے پہلے اس کا نام رکھا جائے لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہوسکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد وعورت دونوں کے لیے ہوسکتا ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: بچہ کی کنیت ہوسکتی ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ ہوسکتی ہے، حدیث ابی عُمیر اس کی دلیل ہے۔[4]

مسئلہ ۸: بچہ کی کنیت ابوبکر، ابوتراب، ابوالحسن، وغیرہ رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو نام برے ہوں ان کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے۔ حدیث میں ہے، کہ "قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔"[6] حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے برے ناموں کو بدل دیا۔ ایک شخص کا نام اَصرَم تھا اس کو بدل کر زُرعہ رکھا۔[7] اور عاصیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا۔[8] یَسار، رباح، اَفلح، برکت نام رکھنے سے بھی منع فرمایا۔[9]

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب الثاني والعشرون في تسمية الاولاد،ج٥،ص٣٦٢.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب الثاني والعشرون في تسمية الاولاد،ج٥،ص٣٦٢.

یہ ظاہر الروایۃ ہے مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کا مذہب یہ ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ بہر حال اس کی تکریم کے لیے اس کا نام رکھا جائے۔ ملتقی الابحر میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اور نہر سے مستفاد ہے کہ یہی مختار ہے ایسا ہی درمختار باب صلاۃ الجنازۃ جلد۳ صفحہ۱۵۳ میں ہے۔ بہارِ شریعت جلد اول حصہ۴، صفحہ۸۴۱، نماز جنازہ کا بیان میں بھی اسی کو اختیار کیا اور اس حصے پر اعلیٰ حضرت کی یہ تصدیق بھی ہے کہ اسے مسائل صحیحہ، رجیحہ، محققہ، منقحہ پر مشتمل پایا، لہٰذا مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة،فصل في البيع،ج٩،ص٦٨٩.

4 ...... انظر:"صحيح مسلم" كتاب الآداب،باب إستحباب تحنيك المولود...إلخ،الحديث ٣٠ ـ(٢١٥٠)،ص١١٨٥.

5 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة،فصل في البيع،ج٩،ص٦٨٩.

6 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأدب،باب في تغيير الأسماء،الحديث:٤٩٤٨،ج٤،ص٣٧٤.

7 ......المرجع السابق،باب في تغيير الإسم القبيح،الحديث:٤٩٥٤،ج٤،ص٣٧٥.

8 ...... انظر:"صحيح مسلم"، كتاب الآداب،باب إستحباب تغيير الإسم القبيح...إلخ،الحديث:١٤ـ(٢١٣٩)،ص١١٨١.

9 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة،فصل في البيع،ج٩،ص٦٨٩.

مسئلہ ۱۰: عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیرُاللہ کی طرف یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

مسئلہ ۱۱: ایسے نام جن میں تزکیہ نفس اور خودستائی[1] نکلتی ہے، ان کو بھی حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے بدل ڈالا بَرَّہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ "اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔"[2] شمس الدین، زین الدین، محی الدین، فخر الدین، نصیر الدین، سراج الدین، نظام الدین، قطب الدین وغیرہا اسما جن کے اندر خودستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہیے۔

رہا یہ کہ بزرگانِ دین وائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہیے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ تھے بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیّہ اور مناصبِ جلیلہ[3] پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو اس طرح کہا اور یہاں ایک جاہل اوران پڑھ جو ابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے الفاظ فخیمہ[4] سے یاد کیا جانے لگا۔ امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ باوجود اس جلالتِ شان کے ان کو اگر محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے کہ جو مجھے محی الدین نام سے بلائے اس کو میری طرف سے اجازت نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین وغیرہ اسما جن میں انبیاء و صحابہ و اولیا کے ناموں کی طرف غلام کو اضافت کر کے نام رکھا جائے یہ جائز ہے اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض وہابیہ کا ان ناموں کو ناجائز بلکہ شرک بتانا ان کی بدباطنی کی دلیل ہے۔ ایسا بھی سنا گیا ہے کہ بعض وہابیوں نے غلام علی نام کو بدل کر **غُلام اللہ** نام رکھا، یہ ان کی جہالت ہے کہ جائز نام کو بدل کر ناجائز نام رکھا، غلام کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور کسی کو غلام اللہ کہنا ناجائز ہے کیونکہ غلام کے حقیقی معنی پسر اور لڑکا ہیں، اللہ (عزوجل) اس سے پاک ہے کہ اس کے لیے کوئی لڑکا ہو۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: **يقال عبدُ اللّٰه وأَمَةُ اللّٰه ولا يقال غلام اللّٰه وجَارِيَةُ اللّٰه.**[6]

مسئلہ ۱۳: محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا ہو جائز ہے۔

---

1 ...... یعنی اپنی بڑائی اور تعریف۔

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الإسم القبيح إلى حسن...إلخ، الحديث: ١٩ ـ (٢١٤٢)، ص ١١٨٢.

3 ......یعنی بڑے بڑے رتبوں اور عہدوں۔ 4 ......یعنی بزرگی والے الفاظ۔

5 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٨٩ ـ ٦٩٠.

6 ......"الحديقة الندية شرح طريقة المحمدية"، النوع الثالث والعشرون...إلخ، ج٢، ص ٢٧٩.

ترجمہ: یعنی یوں کہا جاتا ہے، اللہ عزوجل کا بندہ، اللہ عزوجل کی بندی اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ عزوجل کا غلام یا اللہ عزوجل کی لونڈی۔

مسئلہ ۱۴: غفور الدین، غفور اللہ نام رکھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ غفور کے معنی ہیں مِٹانے والا، اللہ تعالیٰ غفور ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹادیتا ہے، لہٰذا غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔

مسئلہ ۱۵: طٰہٰ، یٰس نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض علما نے اسمائے الٰہیہ سے کہا۔ بہرحال جب معنی معلوم نہیں تو ہوسکتا ہے کہ اس کے ایسے معنی ہوں جو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ محمد ملا کر محمد طٰہٰ، محمد یٰس کہنا بھی ممانعت کو دفع نہ کرے گا۔

مسئلہ ۱۶: محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، احمد رسول، نبی الزمان نام رکھنا بھی ناجائز ہے، بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے، غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوسکتا۔

تنبیہ: اگر کوئی یہ کہے کہ ناموں میں اصلی معنی کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ یہاں تو یہ شخص مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شیطان ابلیس وغیرہ اس قسم کے ناموں سے لوگ گریز نہ کرتے اور ناموں میں اچھے اور برے ناموں کی دو قسمیں نہ ہوتیں اور حدیث میں نہ فرمایا جاتا کہ اچھے نام رکھو، نیز حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے برے ناموں کو بدلا نہ ہوتا کہ جب اس اصلی معنی کا بالکل لحاظ نہیں تو بدلنے کی کیا وجہ۔

مُسابَقت کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کچھ لوگ پیدل تیر اندازی کررہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر، ان کے پاس رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا: اے بنی اسمٰعیل (یعنی اہلِ عرب کیونکہ عرب والے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں)! تیر اندازی کرو کیونکہ تمھارے باپ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تیر انداز تھے اور دونوں فریقوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا کہ میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔

دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیا، حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''کیوں تم لوگوں نے ہاتھ روکا۔'' انھوں نے کہا، جب حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) بنی فلاں یعنی ہمارے فریق مقابل کے ساتھ ہوگئے تو اب ہم کیوں کر تیر چلائیں یعنی اب ہمارے جیتنے کی صورت باقی نہیں رہی۔ ارشاد فرمایا: ''تم تیر چلاؤ، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔''[1]

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن... إلخ، الحديث: ٣٥٠٧، ج٢، ص٤٧٦.

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مُضمَّر[1] گھوڑوں میں حَفیا[2] سے دوڑ کرائی اور اس کی انتہائی مسافت ثَنِیَّۃ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ میل مسافت تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ تھے ان کی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا۔[3]

حدیث ۳: ترمذی و ابوداود و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مسابقت نہیں مگر تیر اور اونٹ اور گھوڑے میں۔'' [4]

حدیث ۴: شرح سنہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کرلیا اور معلوم ہے کہ یہ پیچھے رہ جائے گا تو اس میں خیر نہیں اور اگر اندیشہ ہے کہ یہ آگے جاسکتا ہے تو مُضایَقہ نہیں۔''[5] یعنی پہلی صورت میں ناجائز ہے اور دوسری صورت میں جائز۔

حدیث ۵: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کیا اور اس کے پیچھے ہوجانے کا علم نہیں ہے تو قمار (جوا) نہیں اور معلوم ہے کہ پیچھے رہ جائے گا تو جوا ہے۔'' [6]

حدیث ۶: ابوداود و نسائی نے عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جَلَب و جَنَب نہیں ہیں''[7] یعنی گھوڑ دوڑ میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس کے گھوڑے کو ڈانٹے اور مارے کہ یہ تیز دوڑنے لگے اور نہ یہ کہ سوار اپنے ساتھ کوتل گھوڑا[8] رکھے کہ جب پہلا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر سوار ہوجائے۔''

حدیث ۷: ابوداود نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ہمراہ یہ سفر میں تھیں۔ کہتی ہیں: میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہوگئی پھر جب میرے جسم

---

1 ...... مُضمَّر گھوڑے وہ کہلاتے ہیں جن کو خوب کھلا کر فربہ کرلیا جائے، اس کے بعد خوراک کم کریں اور ایک مکان میں بند کردیں اور ان کو جھول اڑھا دیں کہ خوب پسینہ آئے اور بادی گوشت چھنٹ کر دبلے ہوجائیں، ایسے گھوڑے بہت تیز رفتار ہوتے ہیں۔ ۱۲ منہ

2 ...... یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے چند میل فاصلہ پر ہے۔ ۱۲ منہ

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب غاية السبق للخيل المُضمَّرة... إلخ، الحديث: ۲۸۷۰، ج۲، ص۲۷۳.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب الجهاد، باب ماجاء في الرهان والسبق، الحديث: ۱۷۰۶، ج۳، ص۲٦۷.

5 ......"شرح السنة"، كتاب السير والجهاد، باب أخذ المال على المسابقة... إلخ، الحديث: ۲٦٤۸، ج٥، ص٥۳۷.

6 ......"سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في المحلل، الحديث: ۲٥۷۹، ج۳، ص٤۲.

7 ......المرجع السابق، باب في الجلب على الخيل في السباق، الحديث: ۲٥۸۱، ج۳، ص٤۳.

8 ...... یعنی خالی گھوڑا۔

میں گوشت زیادہ ہوگیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہوگئی، میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے ساتھ دوڑ کی۔ اس مرتبہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) آگے ہوگئے اور یہ فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔[1]

مسائل فقهيه

مُسابقَت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا یہ مسابقت صرف تیراندازی میں ہوسکتی ہے یا گھوڑے، گدھے، خچر میں، جس طرح گھوڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے، اس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔ اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیونکہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لیے کارآمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی طیاری ہے لَہْو ولعب مقصود نہیں اگر محض کھیل کے لیے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: سبقت لے جانے والے کے لیے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکور اشیا کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں، بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہوسکتی ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲: سابق کے لیے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اس کے لیے حلال وطیّب ہے مگر وہ اس کا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا اس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعوے کرکے جبراً وصول نہیں کرسکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: مسابقت جائز ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو، یعنی دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً سو روپے دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے نکل جائے گا اس کو اتنا دوں گا جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانے والے کے لیے انعام مقرر ہوتا ہے ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا طے نہیں ہوتا ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: اگر دونوں جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہوگئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہوگیا تو میں

---

1 ……"سنن أبي داود"، کتاب الجهاد، باب في السبق علی الرجل، الحدیث: ۲۵۷۸، ج۳، ص۴۲.

2 ……"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۳.

3 ……"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۶.

4 ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السادس في المسابقة، ج۵، ص۳۲۴.

5 ……"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۶۵، وغیره.

اتنالوں گا یہ صورت جوا اور حرام ہے، ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کرلیا جس کو مُحَلِّل کہتے ہیں اور ٹھہرا یہ کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دے گا کچھ نہیں، اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵: مُحَلِّل کے لیے یہ ضرور ہے کہ اس کا گھوڑا بھی انھیں دونوں جیسا ہو یعنی ہوسکتا ہے کہ اس کا گھوڑا آگے نکل جائے یا پیچھے رہ جائے دونوں باتوں میں سے ایک کا یقین نہ ہو اور اگر اس کا گھوڑا ان جیسا نہ ہو معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہی رہ جائے گا یا معلوم ہو کہ یقیناً آگے نکل جائے گا تو اس کے شامل کرنے سے شرط جائز نہ ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: مُحَلِّل یعنی شخص ثالث کا گھوڑا اگر دونوں سے آگے نکل گیا تو دونوں نے جو کچھ دینے کو کہا تھا، یہ محلل دونوں سے لے گا اور اگر دونوں سے پیچھے رہ گیا تو یہ ان دونوں کو کچھ نہیں دے گا، بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گیا وہ دوسرے سے وہ لے گا جس کا دینا شرط ٹھہرا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے پان پانسو کی بازی لگائی اور محلل کو شامل کرلیا کہ اگر محلل آگے ہو گیا تو دونوں سے پان پانسو یعنی ایک ہزار لے گا اور اگر مُحَلِّل آگے نہ ہوا تو ان دونوں کو وہ کچھ نہ دے گا بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہوگا وہ دوسرے سے پان سو لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا، نہ محلل سے کچھ لے گا اور اگر ان دونوں میں ایک کا گھوڑا اور محلل کا گھوڑا دونوں ایک ساتھ پہنچے تو محلل اس سے کچھ نہیں لے سکتا بلکہ اس سے لے گا جس کا گھوڑا پیچھے رہ گیا اور دوسرا بھی اسی پیچھے رہ جانے والے سے لے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مُسابقت میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو جس کو گھوڑے طے کرسکتے ہوں اور جتنے گھوڑے لیے جائیں، وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے۔ اسی طرح تیراندازی اور آدمیوں کی دوڑ میں بھی یہی شرطیں ہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: اونٹوں کی دوڑ میں آگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شانہ آگے ہو جائے گردن کا اعتبار نہیں اور گھوڑوں کی دوڑ میں جس کی گردن آگے ہو جائے وہ آگے ہونے والا مانا جائے گا۔[5] (ردالمحتار) مگر اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السادس في المسابقة، ج٥، ص٣٢٤.
و"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٦٥.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٦٥.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٦٥.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٦٥.

5 ......المرجع السابق.

گھوڑوں میں کنوتی[1] کا اعتبار کیا جاتا ہے اور کنوتی بھی جب ہی آگے ہوگی کہ گردن آگے ہو جائے۔

مسئلہ۹: طَلَبَہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوگی اس کو یہ دیا جائے گا، اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف سے شرط ہو تو جائز ہے دونوں طرف سے ہو تو ناجائز، مثلاً ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا چلو استاذ سے چل کر پوچھیں اگر تمھاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ یہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمھاری بات صحیح ہوئی تو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا، یہ جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۰: طَلَبَہ میں یہ ٹھہرا کہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا اس صورت میں جو درس گاہ میں پہلے آیا اس کا حق مقدم ہے اور اگر ہر ایک پہلے آنے کا مدّعی[3] ہے تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کردے وہ مقدّم ہے اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ ڈالا جائے جس کا نام پہلے نکلے وہ مقدّم ہے۔[4] (خانیہ)

کسب کا بیان [5]

اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لیے اور اہل وعَیال کے لیے اور جن کا نَفَقَہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لیے اور ادائے دین کے لیے کفایت کرسکے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل وعیال کے لیے کچھ پس ماندہ رکھنے[6] کی بھی سعی وکوشش کرے۔ ماں باپ محتاج وتنگدست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انھیں بقدرِ کفایت دے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۱: قدرِ کفایت سے زائد اس لیے کماتا ہے کہ فقراء ومساکین کی خبر گیری کرسکے گا یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کرے گا یہ مستحب ہے اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے اور اگر اس لیے کماتا ہے کہ مال ودولت زیادہ ہونے سے میری عزت ووقار میں اضافہ ہوگا، فخر وتکبر مقصود نہ ہو تو یہ مباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخُر مقصود ہے تو منع ہے۔[8] (عالمگیری)

1 ...... یعنی گھوڑے کے کان۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ج٥، ص٣٢٤.

3 ...... یعنی دعویٰ کرنے والا۔

4 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح...إلخ، ج٢، ص٣٨٠.

5 ...... کسب حلال کی خوبیاں حصہ یازدہم میں احادیث سے مذکور ہوچکی ہیں۔۱۲منہ

6 ...... یعنی بچا کر رکھنے۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٨، ٣٤٩.

8 ......المرجع السابق، ص٣٤٩.

مسئلہ۲: جولوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لیے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں، اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بسر اوقات کرتے۔[1] (عالمگیری)

اسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنالیا ہے، سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ۳: سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مالِ غنیمت حاصل ہو اگر یہ ضرور ہے کہ اس نے مال کے لیے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ[2] مقصود اصلی ہو جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت وحِرفت کا مرتبہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۴: چرخہ کاتنا[4] عورتوں کا کام ہے، مرد کو چرخہ کاتنا مکروہ ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: جس کے پاس اس دن کے کھانے کے لیے موجود ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ سائلوں اور گداگروں نے اس طرح پر جو مال حاصل کیا اور جمع کیا وہ خبیث مال ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۶: جو شخص علم دین وقرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے دین کو کھاتا ہے۔[7] (عالمگیری) یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کمانا چھوڑ دیا یہ خیال کیے ہوئے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے کمانے کی کیا ضرورت ہے، یہ ناجائز ہے۔ رہا یہ امر کہ قرآن مجید وعلمِ دین کی تعلیم پر اُجرت لینا اور اس کے پڑھانے کی نوکری کرنا، اس کو فقہائے متاخرین نے جائز بتایا ہے جس کو ہم اجارہ کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں[8] یہ دین فروشی میں داخل نہیں۔

مسئلہ۷: جس شخص نے حرام طریقہ سے مال جمع کیا اور مر گیا ورثہ کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو ان

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩.

2 ...... یعنی اللہ عزوجل کا نام اور دِین اسلام کا سربلند ہونا۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩.

4 ...... یعنی چرخہ چلانے کا کام کرنا۔

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧١.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... دیکھئے: اسی جلد سوم کا حصہ ۱۴، اجارہ کا بیان۔

کو واپس کردیں اور معلوم نہ ہو تو صدقہ کردیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۸: اگر مال میں شبہہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کرسکتا ہے یہاں تک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے، اس صورت میں یہی ضرور نہیں کہ اجنبی ہی کو دے۔[2] (عالمگیری)

امربالمعروف و نھی عنِ المنکر کا بیان

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿ وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۱۰۴ ﴾ [3]

''اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ‌ؕ ﴾ [4]

''تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ (عزوجل) پر ایمان رکھتے ہو۔''

اور قرآن میں ہے:

﴿ يٰبُنَىَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡهَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ‌ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ‌ۚ ۝۱۷ ﴾ [5]

''(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔''

حدیث۱: تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی اِستِطَاعت نہ ہو تو زبان سے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩.

2 ......المرجع السابق.

3 ...... پ٤، اٰلِ عمران: ١٠٤.　4 ...... پ٤، اٰلِ عمران: ١١٠.　5 ...... پ٢١، لقمٰن: ١٧.

بدلے اور اس کی بھی اِسْتِطاعَت نہ ہو تو دل سے یعنی اسے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔ [1] (مسلم)

حدیث ۲: حُدُوْدُ اللہ میں مداہنت کرنے والا (یعنی خلافِ شرع چیز دیکھے اور باوجود قدرت منع نہ کرے اس کی) اور حدود اللہ میں واقع ہونے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک قوم نے جہاز کے بارے میں قرعہ ڈالا، بعض اوپر کے حصہ میں رہے بعض نیچے کے حصہ میں، نیچے والے پانی لینے اوپر جاتے اور پانی لے کر ان کے پاس سے گزرتے ان کو تکلیف ہوتی (انھوں نے اس کی شکایت کی) نیچے والے نے کلہاڑی لے کر نیچے کا تختہ کاٹنا شروع کیا۔

اوپر والوں نے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے کہ تختہ توڑ رہے ہو؟ اس نے کہا میں پانی لینے جاتا ہوں تو تم کو تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا مجھے ضروری ہے۔ (لہٰذا میں تختہ توڑ کر یہیں سے پانی لے لوں گا اور تم لوگوں کو تکلیف نہ دوں گا) پس اس صورت میں اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھودنے سے روک دیا تو اسے بھی نجات دیں گے اور اپنے کو بھی اور اگر چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کیا اور اپنے کو بھی۔ [2] (بخاری)

حدیث ۳: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میری جان ہے! یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے منع کرو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا، پھر دعا کرو گے اور تمھاری دعا قبول نہ ہوگی۔'' [3] (ترمذی)

حدیث ۴: جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اسے برا جانتا ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔ [4] (ابوداود)

حدیث ۵: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ ﴾ [5]

''اے ایمان والو! اپنے نفس کو لازم پکڑ لو، گمراہ تم کو ضرر نہ پہنچائے گا، جب کہ تم خود ہدایت پر ہو۔''

(یعنی تم اس آیت سے یہ سمجھتے ہو گے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گمراہ کی گمراہی ہمارے لیے مضر نہیں ہم کو منع کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ اگر بری بات دیکھیں اور اس کو نہ

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الإیمان... إلخ، الحدیث: ۷۸۔(۳۹)، ص ٤٤.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات... إلخ، الحدیث: ۲٦۸٦، ج ۲، ص ۲۰۸.

3 ...... "سنن الترمذي"، کتاب الفتن، باب ماجاء في الأمر بالمعروف... إلخ، الحدیث: ۲۱۷٦، ج ٤، ص ٦۹.

4 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهی، الحدیث: ٤۳٤٥، ٤۳٤٦، ج ٤، ص ۱٦٦.

5 ...... پ ۷، المائدة: ۱۰٥.

بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا۔[1] (ابن ماجہ، ترمذی)

حدیث ۶: جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے۔[2] (ابوداود)

حدیث ۷: اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمھیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کرلو یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور عوام کے معاملہ کو چھوڑو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری نہیں)۔ تمھارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگارا لینا، عمل کرنے والے کے لیے اوس زمانہ میں پچاس شخص عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) ان میں سے پچاس کا اجر اس ایک کو ملے گا۔ فرمایا کہ ''تم میں سے پچاس کی برابر اجر ملے گا۔''[3] (ترمذی، ابن ماجہ) پانچویں حدیث میں جو آیت ذکر کی گئی وہ اسی موقع اور وقت کے لیے ہے۔

حدیث ۸: لوگوں کی ہیبت حق بولنے سے نہ روکے جب معلوم ہو تو کہہ دے۔[4] (ترمذی)

حدیث ۹: چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا مگر جبکہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام وخاص سب کو عذاب ہوگا۔[5] (شرح سنہ)

حدیث ۱۰: بنی اسرائیل نے جب گناہ کیے ان کے علما نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر علما ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور انکے ساتھ کھانے پینے لگے، خدا نے علما کے دل بھی انھیں جیسے کردیے اور داود وعیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے ان سب پر لعنت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ اس کے بعد حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''خدا کی قسم! تم یا تو اچھی بات کا حکم کروگے اور بری بات سے روکوگے اور ظالم کے ہاتھ پکڑلوگے اور ان کو حق پر روکوگے اور حق پر ٹھہراؤگے یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک طرح کے کردے گا پھر تم سب پر لعنت کردے گا،

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، الحديث: ٤٠٠٥، ج٤، ص٣٥٩.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، الحديث: ٤٣٣٨، ج٤، ص١٦٣.

3 ......المرجع السابق، الحديث: ٤٣٤١، ج٤، ص١٦٤.

4 ......"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه بما هو كائن إلى يوم القيامة، الحديث: ٢١٩٨، ج٤، ص٨١.

5 ......"شرح السنة"، كتاب الرقاق، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، الحديث: ٤٠٥٠، ج٧، ص٣٥٨.

جس طرح ان سب پر لعنت کی۔'' [1] (ابوداود)

حدیث ۱۱: میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا، جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ آپ کی اُمت کے واعظ ہیں، جولوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے تھے اور اپنے کو بھولے ہوئے تھے۔ [2] (شرح سنہ)

حدیث ۱۲: بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا، افضل جہاد ہے۔ [3] (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳: میرے بعد میں امرا ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بری، جس نے بری بات سے کراہت کی وہ بری ہے اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا، لیکن جو راضی ہوا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا۔ [4] (مسلم، ابوداود)

حدیث ۱۴: مجھ سے پہلے جس نبی کو خدا نے کسی امت میں مبعوث کیا، اس کے لیے اُمت سے حواریین اور اصحاب ہوئے جو نبی کی سنت لیتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر اون کے بعد ناخلف لوگ پیدا ہوئے کہ کہتے وہ جو کرتے نہیں اور کرتے وہ جس کا دوسروں کو حکم نہ دیتے، جس نے ہاتھ کے ساتھ ان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں۔ [5] (مسلم)

مسائل فقهيه

اُمر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا۔ اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا۔ یہ دونوں چیزیں فرض ہیں، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ [6]

احادیث میں ان کی بہت تاکید آئی اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت فرمائی۔

مسئلہ ۱: معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے، جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا

---

1 ...."سنن الترمذي"، كتاب تفسير القرآن،[باب] و من سورة المائدة،الحديث:۳۰۵۹، ج٤، ص٣٦.
و"سنن أبي داود"، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، الحديث:٤٣٣٦، ٤٣٣٧، ج٤، ص١٦٣.

2 ...."شرح السنة"، كتاب الرقاق، باب وعيد من يامر بالمعروف ولايأتيه، الحديث:٤٠٥٤، ج٧، ص٣٦٢.

3 ...."سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، الحديث:٤٠١١، ج٤، ص٣٦٣.

4 ...."صحيح مسلم"، كتاب الامارة، باب وجوب الانكار على الامراء...إلخ، الحديث:٦٣، ٦٤-(١٨٥٤)، ص١٠٣١.

5 ...."صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان...إلخ، الحديث:٨٠-(٥٠)، ص٤٤.

6 ...... پ٤، اٰلِ عمرٰن: ١١٠.

ترجمۂ کنزالایمان: تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو۔

کہ یہ گناہ کا کام ہے، نہیں کرنا چاہیے۔ احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کرلیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت مَتانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے، اس کو سخت الفاظ کہے، مگر گالی نہ دے، نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کرسکتا ہے کرے، مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہادے، برتن توڑ پھوڑ ڈالے، گاتا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں:

① اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بری بات سے باز آجائیں گے، تو امر بالمعروف واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں اور

② اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے اور

③ اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کرسکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور

④ اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرلے گا تو ان لوگوں کو برے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے اور

⑤ اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کرڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اُمرا کے ذمہ اُمر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت وسَطوَت[5] سے اس کام کو روک دیں اور علما کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے برا جاننا

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب السابع عشر في الغناء...إلخ،ج٥،ص٣٥٢، وغيره .

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب السابع عشر في الغناء...إلخ،ج٥،ص٣٥٢ .

3 ......المرجع السابق،ص٣٥٢ ـ ٣٥٣ .

4 ......المرجع السابق،ص٣٥٣ .

5 ...... یعنی طاقت ودَبدبہ۔

ہے۔[1] (عالمگیری) اس کا مقصود وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ ''جو بری بات دیکھے، اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اس کا برا ہونا ظاہر کردے اور منع کردے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔''[2] یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ قوم کے چودھری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ روکیں ایسوں کے لیے فقط دل سے برا جاننا کافی نہیں۔

مسئلہ ۶: اَمر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے:

اول: علم[3] کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔

دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اِعلاءِ کَلِمَۃُ اللہ ہو۔

سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شَفْقَت و مہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔

چہارم: اَمر کرنے والا صابر اور بُردبار ہو۔

پنجم: یہ شخص[4] خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا، کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے۔ اللہ (عزوجل) کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو، جس کو خود نہ کرو۔ اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ ''کیا لوگوں کو تم اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولے ہوئے ہو۔''[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ مثل مشہور ہے، خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔[6] اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں، جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے، کہ جیسے ہم نے کیا انھوں نے بھی کیا، حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا

---

1 ...... ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر في الغناء...إلخ، ج٥، ص٣٥٣.

2 ...... انظر: ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعید الخدري، الحدیث: ١١٤٦٠، ج٤، ص٩٨.

3 ...... علم سے یہ مراد نہیں کہ وہ پورا عالم ہو، بلکہ مراد یہ ہے کہ اتنا جانتا ہو کہ یہ چیز گناہ ہے اور دوسرے کو بری بھلی بات سمجھانے کا طریقہ معلوم ہو، کہ موثر پیرایہ سے اس کو کہہ سکے۔ ۱۲ منہ

4 ...... اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص خود عامل نہ ہو، وہ دوسروں کو اچھی بات کا حکم ہی نہ دے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ خود بھی کرے اور دوسروں کو بھی کرنے کو کہے۔ ۱۲ منہ

5 ...... ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر في الغناء...إلخ، ج٥، ص٣٥٣.

6 ...... یعنی بزرگوں پر اعتراض کرنا بڑی نادانی و خطا ہے۔

ہے۔[1] (عالمگیری) یہ حکم ان علما کے متعلق ہے، جو احکام شرع کے پابند ہیں اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بری معلوم ہوتی ہے وہ لوگ مراد نہیں جو حلال وحرام کی پروا نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ ۸: جس نے کسی کو برا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام کو کرتا ہے تو اس برے کام سے منع کردے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص برا کام کرتا ہے اس کے باپ کے پاس شکایت لکھ کر بھیجی جائے یا نہیں اگر معلوم ہے کہ اس کا باپ منع کرنے پر قادر ہے اور وہ منع بھی کردے گا تو لکھ کر بھیج دے ورنہ کیا فائدہ۔ اسی طرح زوجین اور بادشاہ ورعیت یا آقا وملازمین کے بارے میں اگر لکھنا مفید ہو تو لکھے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰: باپ کو اندیشہ ہے کہ اگر لڑکے سے کہے گا تو اس کا حکم نہ مانے گا اور اس کا جی بھی کہنے کو چاہتا ہے تو یوں کہے اگر یہ کرتے تو خوب ہوتا اسے حکم نہ دے کہ اس صورت میں اگر اس نے نہ کیا تو عاق ہوگا جو ایک سخت کبیرہ گناہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کسی نے گناہ کیا پھر سچے دل سے تائب ہوگیا، تو اسے یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا حاکم کے پاس اپنے جرم کو اس لیے پیش کرے کہ حدِشرع قائم کی جائے کیونکہ پردہ پوشی بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص کو دوسرے کا مال چراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور اس پر ظلم کرے گا تو خاموش ہوجائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کردے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مشرکین پر تنہا حملہ کرنے میں غالب گمان یہ ہے کہ قتل ہوجائے گا، مگر یہ بھی غالب گمان ہے کہ یہ بھی ان کے آدمی کو قتل کرے گا یا زخمی کردے گا یا شکست دے دے گا تو تنہا حملہ کرنے میں حرج نہیں اور غالب گمان یہ ہو کہ ان کا کچھ نہیں بگڑے گا اور یہ مارا جائے گا تو حملہ نہ کرے اور اگر فُسّاق مسلمین کو گناہ سے روکے گا تو یہ خود قتل ہوجائے گا اور ان کا کچھ نہیں

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٣.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح... إلخ، ج٢، ص٣٨٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٣.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.

بگڑے گا، جب بھی ان کو منع کرے عزیمت یہی ہے اگرچہ منع نہ کرنے کی بھی رخصت ہے۔[1] (عالمگیری) کیونکہ اس صورت میں قتل ہوجانا فائدہ سے خالی نہیں اس وقت اگرچہ بظاہر فائدہ نہیں معلوم ہوتا مگر آئندہ اس کے نتائج بہتر نکلیں گے۔

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز[2] ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع[3] کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن وحدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اسی کی قرآن وحدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائی گئیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾[4]

''اللہ (عزوجل) سے اوس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں، جو علم والے ہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾[5]

''اللہ (عزوجل) تمھارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے، درجے بلند فرمائے گا۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ۠ ﴾[6]

''کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر في الغناء...إلخ، ج٥، ص٣٥٣ - ٣٥٤.

2 ......یعنی بڑائی کی علامت۔ 3 ......ایجاد۔

4 ...... پ٢٢، فاطر: ٢٨. 5 ...... پ٢٨، المجادلة: ١١. 6 ...... پ١١، التوبة: ١٢٢.

سنائے، اس امید پر کہ وہ بچیں۔"

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝ ﴾[1]

"تم فرماؤ! کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔"

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ (عزوجل) دیتا ہے۔[2] (بخاری، مسلم)

حدیث ۲: سونے چاندی کی طرح آدمیوں کی کانیں ہیں، جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے، اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ علم حاصل کریں۔[3] (مسلم)

حدیث ۳: انسان جب مرجاتا ہے اس کا عمل مُنْقَطَع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں) ① صَدَقہ جاریہ اور ② علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور ③ اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔[4] (مسلم)

حدیث ۴: جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت کا راستہ آسان کردے گا اور جب کوئی قوم خانۂ خدا میں مجتمع ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اس کو پڑھے پڑھائے تو اس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز رفتار نہیں کرے گا۔[5] (مسلم)

حدیث ۵: مسجد دمشق میں ایک شخص ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مدینۂ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں، مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں کسی اور کام کے لیے نہیں

---

1 ......پ۲۳، الزمر: ۹.

2 ......"صحیح البخاری"، کتاب العلم، باب من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ في الدین، الحدیث: ج۱، ص۴۲.

3 ......"صحیح مسلم" کتاب البر و الصلة... إلخ، باب الأرواح جنود مجندة، الحدیث: ۱۶۰-(۲۶۳۸)، ص۱۴۱۸.

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، الحدیث: ۱۴-(۱۶۳۱)، ص۸۸۶.

و"سنن أبي داود"، کتاب الوصایا، باب ماجاء في الصدقة عن المیت، الحدیث: ۲۸۸۰، ج۳، ص۱۶۱.

5 ......"صحیح مسلم"، کتاب الذکر... إلخ، باب فضل الإجتماع علی تلاوة القرآن... إلخ، الحدیث: ۳۸-(۲۶۹۹)، ص۱۴۴۷.

آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالٰی اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور طالبعلم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک علما وارث انبیا ہیں، انبیا نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا، انھوں نے علم کا وارث کیا، پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا۔''[1] (احمد، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی)

حدیث ۶: عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمھارے ادنیٰ پر اس کے بعد پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں، جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔''[2] (ترمذی)

حدیث ۷: ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔[3] (ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۸: علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے، جیسے سوئر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا۔[4] (ابن ماجہ)

حدیث ۹: جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو، اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہے۔[5] (ترمذی، دارمی)

حدیث ۱۰: مومن کبھی خیر (یعنی علم) سے آسودہ نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس کا منتہیٰ جنّت ہوتا ہے۔[6] (ترمذی)

حدیث ۱۱: اللہ تعالٰی اس بندہ کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کرلی اور محفوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچادی، کیونکہ بہت سے علم کے حامل فقیہ نہیں اور بہت سے علم کے حامل اس تک پہنچاتے ہیں، جو ان سے زیادہ فقیہ ہے۔[7] (احمد، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی)

---

1 ...... "سنن الترمذي"، کتاب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه علی العبادة، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ٤، ص ۳۱۲.

2 ...... المرجع السابق، الحدیث: ۲٦۹٤، ج ٤، ص ۳۱۳.

3 ...... "سنن الترمذي"، کتاب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه علی العبادة، الحدیث: ۲٦۹۰، ج ٤، ص ۳۱۱.
و"سنن ابن ماجه"، کتاب السنة، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث: ۲۲۲، ج ۱، ص ۱٤٥.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، کتاب السنة، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث: ۲۲٤، ج ۱، ص ۱٤٦.

5 ...... "سنن الترمذي"، کتاب العلم، باب فضل طلب العلم، الحدیث: ۲٦٥٦، ج ٤، ص ۲۹٤.

6 ...... المرجع السابق، باب ماجاء في فضل الفقه علی العبادة، الحدیث: ۲٦۹٥، ج ٤، ص ۳۱٤.

7 ...... "سنن الترمذي"، کتاب العلم، باب ماجاء فی الحث... إلخ، الحدیث: ۲٦٦٥، ج ٤، ص ۲۹۸.
و"مشکاة المصابیح"، کتاب العلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع، الحدیث: ۲۲۸، ج ۱، ص ۱۱۱.

حدیث ۱۲: مومن کو اس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی یہ چیزیں پہنچتی رہتی ہیں۔ علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اشاعت کی اور اولاد صالح جسے چھوڑ مرا ہے یا مصحف جسے میراث میں چھوڑا یا مسجد بنائی یا مسافر کے لیے مکان بنا دیا نہر جاری کر دی یا اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو اس کے مرنے کے بعد اس کو ملے گا۔[1] (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا، ساری رات عبادت سے افضل ہے۔[2] (دارمی)

حدیث ۱۴: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف لائے، وہاں دو مجلسیں تھیں۔ فرمایا کہ ''دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہے، یہ لوگ اللہ (عزوجل) سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں، وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کر دے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں، میں معلم بنا کر بھیجا گیا۔'' اور اسی مجلس میں حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) بیٹھ گئے۔[3] (دارمی)

حدیث ۱۵: جس نے میری اُمّت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں، اس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کا شافع و شہید ہوں گا۔[4] (بیہقی)

حدیث ۱۶: دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔[5] (بیہقی)

حدیث ۱۷: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو حریص آسودہ نہیں ہوتے، ایک صاحب علم، دوسرا صاحب دنیا، مگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحب علم اللہ (عزوجل) کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۙ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ۝ ﴾[6]

اور دوسرے کے لیے فرمایا:

---

1. ......"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب ثواب معلم الناس الخير، الحديث: ٢٤٢، ج١، ص١٥٧.
2. ......"سنن الدارمي"، باب مذاكرة العلم، الحديث: ٦١٤، ج١، ص١٥٧.
3. ......"سنن الدارمي"، باب في فضل العلم و العالم، الحديث: ٣٤٩، ج١، ص١١١ ـ ١١٢.
4. ......"شعب الإيمان"، باب في طلب العلم، فصل في فضل العلم و شرفه، الحديث: ١٧٢٦، ج٢، ص٢٧٠.
5. ......"شعب الإيمان"، باب في الزهد و قصر الامل، الحديث: ١٠٢٧٩، ج٧، ص٢٧١.
6. ......پ ٣٠، العلق: ٦ ـ ٧.

ترجمۂ کنز الایمان: ہاں ہاں، بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا۔

﴿ اِنَّمَا یَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُاؕ ﴾ [1] (دارمی)

حدیث ۱۸: جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا۔[2] (احمد)

حدیث ۱۹: سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اس کو ہوگی جسے دنیا میں طلبِ علم کا موقع ملا، مگر اس نے طلب نہیں کی اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع اٹھایا خود اس نے نفع نہیں اٹھایا۔[3] (ابن عساکر)

حدیث ۲۰: علما کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہوجائے گی۔[4] (خطیب)

حدیث ۲۱: علما کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔[5] (احمد)

حدیث ۲۲: علم تین ہیں، آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ اور ان کے سوا جو کچھ ہے، وہ زائد ہے۔[6] (ابن ماجہ، ابو داود)

حدیث ۲۳: حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا علم دو ہیں ایک وہ کہ قلب میں ہو یہ علم نافع ہے دوسرا وہ کہ زبان پر ہو یہ ابن آدم پر اللہ (عزوجل) کی حجت ہے۔[7] (دارمی)

حدیث ۲۴: جس نے علم طلب کیا اور حاصل کرلیا اس کے لیے دو چند اجر ہے اور حاصل نہ ہوا تو ایک اجر۔[8] (دارمی)

حدیث ۲۵: جس کو موت آ گئی اور وہ علم کو اس لیے طلب کر رہا تھا کہ اسلام کا احیا کرے، اس کے اور انبیا کے

---

1 ......"سنن الدارمي"، باب في فضل العلم والعالم، الحديث: ٣٣٢، ج١، ص١٠٨.
پ ٢٢، فاطر: ٢٨.
ترجمۂ کنز الإیمان: اللہ (عزوجل) سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ١٠٤٨١، ج٣، ص٥٦٣.

3 ......"تاريخ دمشق" لابن عساكر، الرقم: ٥٩٧٨، محمدبن احمدبن محمد، ج٥١، ص١٣٧، ١٣٨.

4 ......"تاريخ بغداد"، الرقم: ٦١٨، محمدبن الحسن بن ازهر، ج٢، ص١٩٠.

5 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحديث: ١٢٦٠٠، ج٤، ص٣١٤.

6 ......"سنن أبي داود"، كتاب الفرائض، باب ماجاء في تعليم الفرائض، الحديث: ٢٨٨٥، ج٣، ص١٦٤.

7 ......"سنن الدارمي"، المقدمة باب التوبيخ لمن يطلب العلم لغير الله، الحديث: ٣٦٤، ج١، ص١١٤.

8 ......"سنن الدارمي"، المقدمة باب في فضل العلم والعالم، الحديث: ٣٣٥، ج١، ص١٠٨.

درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔[1] (دارمی)

حدیث ۲۶: اچھا شخص وہ عالمِ دین ہے کہ اگر اس کی طرف اِحتیاج لائی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اس سے بے پروائی کی جائے تو وہ اپنے کو بے پروا رکھتا ہے۔[2] (رزین)

حدیث ۲۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس کو کوئی بات معلوم ہے وہ کہے اور نہ معلوم ہو تو یہ کہدے کہ اللہ اَعْلَم، کیونکہ علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اس کے متعلق یہ کہدے اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (علیہ السلام) سے فرمایا:

﴿ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴾[3]

''میں تم سے اس پر اُجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلُّف کرنے والوں سے ہوں۔''

یعنی جو بات معلوم نہ ہو اس کے متعلق بولنا تکلف ہے۔[4] (بخاری، مسلم)

حدیث ۲۸: قیامت کے دن اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب سے بُرا مرتبہ اس عالم کا ہے، جو علم سے مُنتفِع نہ ہو۔[5] (دارمی)

حدیث ۲۹: زیاد بن لَبِید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایک چیز ذکر کرکے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگی جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) علم کیونکر جائے گا؟ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے، اسی طرح قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''زیاد! تجھے تیری ماں روئے، میں خیال کرتا تھا کہ تو مدینہ میں فقیہ شخص ہے، کیا یہ یہود ونصاریٰ تورات وانجیل نہیں پڑھتے، مگر ہے یہ کہ جو کچھ ان میں ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔''[6] (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۳۰: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کَعب اَحبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا، اربابِ علم کون ہیں؟ کہا، وہ

---

1 ......"سنن الدارمي"،باب في فضل العلم و العالم،الحديث:٣٥٤،ج١،ص١١٢.

2 ......"مشكاة المصابيح"،كتاب العلم،الحديث:٢٥١،ج١،ص١١٥.

3 ...... پ٢٣،صٓ: ٨٦.

4 ......"صحيح البخاري"،كتاب التفسير،باب قوله﴿ وماۤ انا من المتكلفين ﴾،الحديث: ٤٨٠٩،ج٣،ص٣١٣.

5 ......"سنن الدارمي"،باب العمل بالعلم و حسن النية فيه،الحديث:٢٦٢،ج١،ص٩٣.

6 ......"سنن ابن ماجه"،كتاب الفتن،باب ذهاب القرآن و العلم،الحديث:٤٠٤٨،ج٤،ص٣٨٣.

جو جانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ فرمایا: کس چیز نے علما کے قلوب سے علم کو نکال دیا؟ کہا، طمع نے۔[1] (دارمی)

حدیث ۳۱: میری اُمت میں کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم امرا کے پاس جا کر وہاں سے دنیا حاصل کرلیں اور اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا، جس طرح قتاد (ایک کانٹے والا درخت ہے) سے نہیں لیا جاتا مگر کانٹا، اسی طرح امرا کے قرب سے سوا خطا کے کچھ حاصل نہیں۔[2] (ابن ماجہ)

حدیث ۳۲: خدا کے نزدیک بہت مبغوض قراء (علما) وہ ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔[3] (ابن ماجہ)

حدیث ۳۳: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ اگر اہلِ علم، علم کی حفاظت کریں اور اس کو اہل کے پاس رکھیں تو اس کی وجہ سے اہلِ زمانہ کے سردار ہو جائیں، مگر انھوں نے علم کو دنیا والوں کے لیے خرچ کیا تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں، لہٰذا ان کے سامنے ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمھارے نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس نے تمام فکروں کو ایک فکر آخرت کی فکر کردیا، اللہ تعالٰی فکرِ دنیا سے اس کی کفایت فرمائے گا اور جس کے لیے احوالِ دنیا کی فکریں متفرق رہیں، اللہ (عزوجل) کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔''[4] (ابن ماجہ)

حدیث ۳۴: جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی، اس کے مونھ میں قیامت کے دن آگ کی لگام لگادی جائے گی۔[5] (احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۳۵: جس نے علم کو اس لیے طلب کیا کہ علما سے مقابلہ کرے گا یا جاہلوں سے جھگڑا کرے گا یا اس لیے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا، اللہ تعالٰی اسے جہنم میں داخل کردے گا۔[6] (ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث ۳۶: جو علم اللہ تعالٰی کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے (یعنی علمِ دین) اس کو جو شخص اس لیے حاصل کرے کہ متاعِ دنیا مل جائے، اس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں ملے گی۔[7] (احمد، ابوداود، ابن ماجہ)

حدیث ۳۷: وعظ نہیں کہتا، مگر امیر یا مامور یا متکبر۔ یعنی وعظ کہنا امیر کا کام ہے یا وہ کسی کو حکم کردے کہ وہ کہے اور ان

---

1 ...... "سنن الدارمي"، باب صيانة العلم، الحديث: ٥٨٤، ج١، ص١٥٢.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، باب الإنتفاع بالعلم والعمل به، الحديث: ٢٥٥، ج١، ص١٦٦.

3 ...... المرجع السابق، الحديث: ٢٥٦، ج١، ص١٦٧.

4 ...... المرجع السابق، الحديث: ٢٥٧، ج١، ص١٦٧.

5 ...... "سنن الترمذي"، كتاب العلم، باب ماجاء في كتمان العلم، الحديث: ٢٦٥٨، ج٤، ص٢٩٥.

6 ...... المرجع السابق، باب فيمن يطلب بعلمه الدنيا، الحديث: ٢٦٦٣، ج٤، ص٢٩٧.

7 ...... "سنن أبي داود"، كتاب العلم، باب في طلب العلم لغير الله، الحديث: ٣٦٦٤، ج٣، ص٤٥١.

کے سوا جو کوئی کہتا ہے، وہ طلب جاہ وطلب دنیا کے لیے ہے۔[1] (ابوداود)

حدیث ۳۸: جس کو بغیر علم فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے اور جس نے اپنے بھائی کو مشورہ دیا اور یہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے غیر میں ہے اس نے خیانت کی۔[2] (ابوداود)

حدیث ۳۹: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی پھر یہ فرمایا کہ ''یہ وہ وقت ہے کہ لوگوں سے علم جدا کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ علم کی کسی بات پر قادر نہیں ہوں گے۔'' [3] (ترمذی)

حدیث ۴۰: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے جدا کرلے، بلکہ علم کا قبض کرنا علما کے قبض کرنے سے ہوگا، جب عالم باقی نہ رہیں گے جاہلوں کو لوگ سردار بنالیں گے، وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔[4] (بخاری، مسلم)

حدیث ۴۱: بدتر سے بدتر برے علما ہیں اور بہتر سے بہتر اچھے علما ہیں۔[5] (دارمی)

حدیث ۴۲: علم کی آفت نسیان ہے اور نااہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے۔[6] (دارمی)

حدیث ۴۳: ابن سیرین نے فرمایا: یہ علم دین ہے، تمھیں دیکھنا چاہیے کہ کس سے اپنا دین لیتے ہو۔[7]

مسئلہ ۱: اپنے بچہ کو قرآن وعلم پڑھنے پر مجبور کرسکتا ہے، یتیم بچہ کو اس چیز پر مار سکتا ہے جس پر اپنے بچہ کو مارتا ہے۔[8] (ردالمحتار) کیونکہ اگر یتیم بچہ کو مطلق العنان [9] چھوڑ دیا جائے تو علم وادب سے بالکل کورا رہ جائے گا اور عموماً بچے بغیر تنبیہ قابو میں نہیں آتے اور جب تک انھیں خوف نہ ہو کہنا نہیں مانتے، مگر مارنے کا مقصد صحیح ہونا ضرور ہے ایسے ہی موقع پر فرمایا گیا:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ ﴾ [10]

---

1 ......"سنن أبي داود"، كتاب العلم، باب في القصص، الحديث: ٣٦٦٥، ج٣، ص٤٥١.

2 ......المرجع السابق، باب التوقي في الفتيا، الحديث: ٣٦٥٧، ج٣، ص٤٤٩.

3 ......"سنن الترمذي"، كتاب العلم، باب ماجاء في ذهاب العلم، الحديث: ٢٦٦٢، ج٤، ص٢٩٧.

4 ......"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم، الحديث: ١٠٠، ج١، ص٥٤.

5 ......"سنن الدارمي"، باب التوبيخ لمن يطلب العلم لغير الله، الحديث: ٣٧٠، ج١، ص١١٦.

6 ......"سنن الدارمي"، باب مذاكرة العلم، الحديث: ٦٢٤، ج١، ص١٥٨.

7 ......مقدمة الكتاب للإمام مسلم، باب بيان أن الإسناد من الدين...إلخ، ص١١.

8 ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحدود، مطلب: في تعزير المتهم، ج٦، ص١٢٥.

9 ......یعنی بالکل آزاد۔

10 ......پ٢، البقرة: ٢٢٠.

''اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ کون مفسد ہے اور کون مصلح۔''

اسی طرح اساتذہ بھی بچوں کو نہ پڑھنے یا شرارت کرنے پر سزائیں دے سکتے ہیں، مگر وہ کلیہ ان کے پیش نظر بھی ہونا چاہیے کہ اپنا بچہ ہوتا تو اسے بھی اتنی ہی سزا دیتے، بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے بچہ کی تربیت و تعلیم کا جتنا خیال ہوتا ہے دوسرے کا اتنا خیال نہیں ہوتا تو اگر اس کام پر اپنے بچہ کو نہ مارا یا کم مارا اور دوسرے بچہ کو زیادہ مارا تو معلوم ہوا کہ یہ مارنا محض غصہ اتارنے کے لیے ہے سدھارنا مقصود نہیں، ورنہ اپنے بچہ کے سدھارنے کا زیادہ خیال ہوتا۔

مسئلہ۲: عالم اگرچہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے، لہٰذا چلنے اور بیٹھنے میں گفتگو کرنے میں بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم کرنا نہ چاہیے یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ نہ شروع کرے، نہ عالم سے آگے آگے چلے، نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے، عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہی ہے جیسا استاذ کا حق شاگرد پر ہے، عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہیے۔ شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے کہ عورت کو شوہر کی ہر ایسی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۳: دینِ حق کی حمایت کے لیے مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ عبادت ہے اور اگر اس لیے مناظرہ کرتا ہے کہ کسی مسلم کو مغلوب کردے یا اس لیے کہ اس کا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر ہو جائے یا دنیا حاصل کرنا مقصود ہے، مال ملے گا یا لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوگی، یہ ناجائز ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ۴: مُناظَرہ میں اگر مناظر طلب حق کے لیے مناظرہ کرتا ہے یا اس کا یہ مقصود نہیں مگر بے جا ضد اور ہٹ نہیں کرتا انصاف پسندی سے کام لیتا ہے جب تو اس کے ساتھ حیلہ کرنا جائز نہیں اور اگر محض اس کا مقصود ہی یہ ہے کہ اپنے مقابل کو مغلوب کردے اور ہرادے جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر بدمذہب اسی قسم کا مناظرہ کرتے ہیں تو اس کے مکر اور داؤں سے اپنے کو بچانا ہی چاہیے ایسے موقع پر اس کے کید سے بچنے کی ترکیبیں کر سکتے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵: منبر پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کرنا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے اور اگر تذکیر و وعظ سے مال وجاہ مقصود ہو تو یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۶: وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کردینا، مثلاً احادیث میں اپنی طرف سے کچھ جملے ملا دینا یا ان میں کچھ

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٣.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة،فصل في البيع، ج٩، ص٦٩٥.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية،الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٨.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة،فصل في البيع، ج٩، ص٦٩٥.

ایسی کمی کردینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں، جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مقررین کی تقریروں میں ایسی باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ مجمع پر اثر ڈالنے کے لیے ایسی حرکتیں کرڈالتے ہیں ایسی وعظ گوئی ممنوع ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممنوع ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود انھیں باتوں میں آلودہ ہے، اس کو سب سے پہلے اپنی ذات کو نصیحت کرنی چاہیے اور اگر واعظ غلط باتیں بیان نہیں کرتا اور نہ اس قسم کی کمی بیشی کرتا ہے بلکہ الفاظ وتقریر میں لطافت اور شستگی کا خیال رکھتا ہے تاکہ اثر اچھا پڑے لوگوں پر رقت طاری ہو اور قرآن وحدیث کے فوائد اور نکات کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے تو یہ اچھی چیز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: معلّم نے بچوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں سے چٹائی کے لیے پیسے لاؤ۔ پیسے اکٹھے ہوئے، کچھ پیسوں کی چٹائیاں لایا اور کچھ خود رکھ لیے، جو اپنے کام میں صرف کرے گا ایسا کرسکتا ہے کیونکہ بچوں کے باپ وغیرہ اس قسم کے پیسے اس غرض سے دیتے ہیں کہ بچ رہے گا تو وہ میاں جی کا ہوگا، وہ ہرگز اس کے امیدوار نہیں رہتے کہ جو کچھ بچے گا واپس ملے گا اور جان بوجھ کر اس سے زیادہ دیا کرتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصود اس رقم زائد کی تملیک ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ تفاخر کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تفاخر حرام ہے، بلکہ محض تحدیثِ نعمت الٰہی کے لیے یہ اظہار ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا تو استفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: طَلَبِ علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے، کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل ونقصان نہ ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لیے علم سیکھے۔ طلبِ دنیا وطلب جاہ نہ ہو اور طالب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا احیا ہے، مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مٹ جائے گا، یہ نیتیں بھی اچھی ہیں اور اگر تصحیح نیت پر قادر نہ ہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے۔[4] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۹۷.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۹۷.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۷.

4 ......المرجع السابق، ص۳۷۸.

مسئلہ ۱۰: عالم و مُتَعَلِّم [1] کو علم میں بخل نہ کرنا چاہیے، مثلاً اس سے عاریت کے طور پر کوئی کتاب مانگے یا اس سے کوئی مسئلہ سمجھنا چاہے، تو انکار نہ کرے کتاب دے دے مسئلہ سمجھا دے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: جو شخص علم میں بخل کرے گا، تین باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوگا یا وہ مرجائے گا اور اس کا علم جاتا رہے گا یا بادشاہ کی طرف سے کسی بلا میں مبتلا ہوگا یا علم بھول جائے گا۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: عالم و مُتَعَلِّم کو علم کی توقیر کرنی چاہیے، یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے، پاخانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھونا چاہے تو وضو کر لینا مستحب ہے، وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھولے اب کتابیں چھوئے اور یہ بھی چاہیے کہ عیش پسندی میں نہ پڑے، کھانے پہننے، رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے، عورتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ رکھے، مگر یہ بھی نہ ہو کہ اتنی کمی کر دے کہ تقلیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کر دے اور اپنے کو کمزور کر دے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بی بی بچوں کا بھی حق ہے، سب کا حق پورا کرنا چاہیے۔

عالم و مُتَعَلِّم کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں، دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں، کتب بینی کرتے رہیں، کسی سے جھگڑا ہوجائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں جاہل اور اس میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: استاذ کا ادب کرے اس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اس کی خدمت کرے اور استاد سے کوئی غَلَطی ہوجائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ استاذ کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے، جب استاذ کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: نااہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اس کے اہل ہوں ان کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نااہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم و جور ہے۔ [5] (عالمگیری) نااہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے، پڑھ کر چھوڑ دیں گے، جاہلوں کے سے افعال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کریں گے یا علما کو بدنام کریں گے۔

---

1 ......عالم و طالب علم۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۸.

3 ......المرجع السابق.

4 ......المرجع السابق، ص۳۷۸ ۔ ۳۷۹.

5 ......المرجع السابق، ص۳۷۹.

مسئلہ ۱۴: معلم اگر ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پانچ باتیں اس پر لازم ہیں۔

① تعلیم پر اُجرت لینا شرط نہ کرے، اگر کوئی خود کچھ دیدے تو لے لے، ورنہ کچھ نہ کہے۔

② باوضو رہے۔

③ خیر خواہانہ تعلیم دے، توجہ کے ساتھ پڑھائے۔

④ لڑکوں میں جھگڑا ہو تو عدل و انصاف سے کام لے، یہ نہ ہو کہ مال داروں کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ کرے اورغریبوں کے بچوں کی طرف کم۔

⑤ بچوں کو زیادہ نہ مارے، مارنے میں حد سے تجاوز کرے گا تو قیامت کے روز محاسبہ[1] دینا پڑے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے نماز وغیرہ کے مسائل اس لیے سیکھے کہ دوسرے لوگوں کو سکھائے بتائے گا اور دوسرے نے اس لیے سیکھے کہ ان پر خود عمل کرے گا، پہلا شخص اس دوسرے سے افضل ہے۔[3] (درمختار) یعنی جبکہ پہلے کا یہ مقصد ہو کہ عمل بھی کرے گا اور تعلیم بھی دے گا یا یہ کہ محض تحصیل علم میں اول کو دوسرے پر فضیلت ہے، کیونکہ پہلے کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کا مقصد صرف اپنے کو فائدہ پہنچانا ہے۔

مسئلہ ۱۶: گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے، کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے۔[5] (ردالمحتار)

ریا و سُمعہ کا بیان

ریا یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا اور سُمعہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے یہ دونوں چیزیں بہت بری ہیں ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

❶......یعنی حساب۔

❷......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٩.

❸......"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢.

❹......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢.

❺......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ ﴾ (1)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو، اس شخص کی طرح جو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔''

اور ارشاد ہوا:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۠ ﴾ (2)

''جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۠ ﴾ (3)

''ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں، جو ریا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ ﴾ (4)

''اللہ (عزوجل) کی عبادت اس طرح کر کہ دین کو اس کے لیے خالص کر، آگاہ ہو جاؤ کہ دین خالص اللہ (عزوجل) کے لیے ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴾ (5)

''اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ (عزوجل) پر ایمان لاتے ہیں اور نہ پچھلے دن پر اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو برا ساتھی ہوا۔''

احادیث اس کی مذمت میں بہت ہیں، بعض ذکر کی جاتی ہیں:

---

1 ......پ۳، البقرة: ۲٦٤.
2 ......پ١٦، الکھف: ١١٠.
3 ......پ ۳۰، الماعون: ٤ ـ ۷.
4 ......پ ۲۳، الزمر: ۲ ـ ۳.
5 ......پ ٥، النسآء: ۳۸.

حدیث ۱: ابن ماجہ نے ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کررہے تھے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ میں تمھیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ میرے نزدیک تم پر خوف ہے؟ ہم نے کہا، ہاں یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم)، ارشاد فرمایا: ''وہ شرک خفی ہے، آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اوراس وجہ سے زیادہ کرتا ہے کہ یہ دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اسے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔'' (1)

حدیث ۲: امام احمد نے محمود بن لَبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔'' لوگوں نے عرض کی، شرک اصغر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ''ریا ہے۔'' (2)

بیہقی نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا کہ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، ریا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''ان کے پاس جاؤ جن کے دکھاوے کے لیے کام کرتے تھے، جا کر دیکھو کہ وہاں تمھیں کوئی بدلا اور خیر ملتا ہے۔'' (3)

حدیث ۳: امام احمد وترمذی وابن ماجہ نے ابوسعید ابن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ تمام اولین وآخرین کو اس دن میں جمع فرمائے گا جس میں شک نہیں، تو ایک منادی ندا کرے گا، جس نے کوئی کام اللہ (عزوجل) کے لیے کیا اور اس میں کسی کو شریک کرلیا وہ اپنے عمل کا ثواب اسی شریک سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے بالکل بے نیاز ہے۔'' (4)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں تمام شرکا میں شرکت سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اوراس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا، میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔'' (5) یعنی اس کا کچھ ثواب نہ دوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتا ہے: ''میں اس سے بَری ہوں، وہ اسی کے لیے ہے جس کے لیے عمل کیا۔'' (6)

---

1 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٤٢٠٤، ج٤، ص٣٧٠.
و"مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٥٣٣٣، ج٣، ص١٤٠.

2 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث محمود بن لبيد، الحديث: ٢٣٦٩٢، ج٩، ص١٦٠.

3 ......"شعب الإيمان"، باب في اخلاص العمل... إلخ، الحديث: ٦٨٣١، ج٥، ص٣٣٣.

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي سعيد بن أبي فضالة، الحديث: ١٥٨٣٨، ج٥، ص٣٦٩.

5 ......"صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب من أشرك في عمله، الحديث: ٤٦-(٢٩٨٥)، ص١٥٩٤.

6 ......"شعب الإيمان"، باب في إخلاص العمل لله... إلخ، الحديث: ٦٨١٥، ج٥، ص٣٢٩.

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی تمھاری صورتوں اور تمھارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا، وہ تمھارے دل اور تمھارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔'' (1)

حدیث ۶: صحیح بخاری ومسلم میں جُندُب یعنی ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جو سنانے کے لیے کام کرے گا، اللہ (عزوجل) اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دے گا اور جو ریا کرے گا اللہ تعالٰی اسے ریا کی سزا دے گا۔'' (2)

حدیث ۷: طبرانی وحاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا: ''ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں، جو پرہیزگار ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انھیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں، وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔'' (3)

حدیث ۸: ابن ماجہ نے روایت کی، کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو قبر نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے پاس روتا ہوا پایا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ حضرت معاذ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے کہا، ایک بات میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے سنی تھی، وہ مجھے رلاتی ہے۔ میں نے حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کو یہ فرماتے سنا کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ (عزوجل) کے ولی سے دشمنی کرے، وہ اللہ (عزوجل) سے لڑائی کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی نیکوں، پرہیزگاروں، چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے وہ کہ غائب ہوں تو ڈھونڈیں نہ جائیں، حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور ان کو نزدیک نہ کیا جائے، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، ہر غبار آلود تاریک سے نکل جاتے ہیں۔ (4) یعنی مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔

حدیث ۹: امام بخاری نے ابوتَمِیمہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس میں حاضر تھا، جندب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ان کو نصیحت کررہے تھے۔ انھوں نے کہا، تم نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے کچھ سنا ہو تو بیان کرو۔ جُندُب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کو یہ فرماتے سنا: جو سنانے کے لیے عمل کرے گا،

---

1 ......''صحيح مسلم''، كتاب البر...إلخ، باب تحريم ظلم المسلم...إلخ، الحديث: ٣٤-(٢٥٤٦)، ص١٣٨٧.

2 ......''صحيح البخاري''، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٦٤٩٩، ج٤، ص٢٤٧.

3 ......''المستدرك''، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، الحديث: ٥٢٣١، ج٤، ص٣٠٦.

4 ......''سنن ابن ماجه''، كتاب الفتن، باب من ترجى له...إلخ، الحديث: ٣٩٨٩، ج٤، ص٣٥١.

و''مشكاة المصابيح''، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٥٣٢٨، ج٣، ص١٣٩.

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سنائے گا یعنی سزا دے گا اور جو مشقت ڈالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا۔ انھوں نے کہا، ہمیں وصیت کیجیے۔ فرمایا: ''سب سے پہلے انسان کا پیٹ سڑے گا، لہٰذا جس سے ہو سکے کہ پاکیزہ مال کے سوا کچھ نہ کھائے، وہ یہی کرے اور جس سے ہو سکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلو بھر خون حائل نہ ہو وہ یہ کرے یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرے۔'' (1)

حدیث ۱۰: امام احمد نے شدّاد بن اَوس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی، اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ روزہ رکھا، اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ صَدَقہ دیا، اس نے شرک کیا۔'' (2)

حدیث ۱۱: امام احمد نے شدّاد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ یہ روئے، کسی نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے سنی تھی وہ یاد آ گئی اس نے مجھے رلا دیا، حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''میں اپنی امت پر شرک اور شَہْوَت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ فرمایا: ہاں مگر وہ لوگ آفتاب و ماہتاب اور پتھر اور بت کو نہیں پوجیں گے، بلکہ اپنے اَعمال میں ریا کریں گے اور شَہْوَت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔'' (3)

حدیث ۱۲: امام احمد و مسلم و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کرے گا، ارشاد فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا، میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہہ لیا گیا، حکم ہوگا اس کو مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا، وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کو دریافت کرے گا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا، فرمائے گا: ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ کہے گا، میں نے تیرے لیے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا، فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے علم اس لیے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا

---

(1)...... ''صحيح البخاري''، كتاب الأحكام، باب من شاق شق اللّٰه عليه، الحديث: ٧١٥٢، ج٤، ص٤٥٦.

(2)...... ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن اوس، الحديث: ١٧١٤٠، ج٦، ص٨١-٨٢.

(3)...... المرجع السابق، الحديث: ١٧١٢٠، ج٦، ص٧٧.

جائے سو تجھے کہہ لیا گیا، حکم ہوگا مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک تیسرا شخص لایا جائے گا، جس کو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے، اس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائے گا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا، فرمائے گا: تو نے ان کے مقابل کیا کیا؟ عرض کرے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے محبوب ہے، مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا۔ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے اس لیے خرچ کیا کہ سخی کہا جائے سو کہہ لیا گیا، اس کے متعلق بھی حکم ہوگا مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (1)

حدیث ۱۳: بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگو 'جبُّ الحزن' سے یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے، اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے ہیں اور خدا کے بہت زیادہ مبغوض وہ قاری ہیں، جو امرا کی ملاقات کو جاتے ہیں۔'' (2)

حدیث ۱۴: طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص آخرت کے عمل سے آراستہ ہوا اور وہ نہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے، نہ آخرت کا طالب ہے، اس پر آسمان و زمین میں لعنت ہے۔'' (3)

حدیث ۱۵: حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے، جو چکنے پتھر پر چلتی ہے۔'' (4)

حدیث ۱۶: امام احمد و طبرانی نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اے لوگو! شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کس طرح شرک سے بچیں؟ ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئاً نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ. (5)

الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ جان کر ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور ہم اس سے استغفار کرتے

---

1 ......"صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، الحديث: ١٥٢ ـ (١٩٠٥)، ص ١٠٥٥.

2 ......"كنز العمال"، كتاب الأخلاق، رقم: ٧٤٧٧، ج٣، ص ١٩٠.

و"سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء والسمعة، الحديث: ٢٣٩٠، ج ٤، ص ١٧٠.

3 ......"المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٧٧٦، ج٣، ص ٣٣٨.

و"الترغيب والترهيب" للمنذري، الترهيب من الرياء... إلخ، الحديث: ١٢، ج ١، ص ٣٢.

4 ......"نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول"، الأصل الرابع والسبعون والمئتان... إلخ، الحديث: ١٩٠١، ص ٦٧٢.

5 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي موسى الاشعري، الحديث: ١٩٦٢٥، ج٧، ص ١٤٦.

ہیں جس کو نہیں جانتے۔''

حدیث ۱۷: طبرانی نے عَدِی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنّت میں اللہ تعالٰی نے جَنّتیوں کے لیے سامان طیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔ پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔ ارشاد فرمائے گا: ''ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔'' (1)

حدیث ۱۸: ترمذی نے اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کی نیت طلبِ آخرت ہے اللہ تعالٰی اس کے دل میں غنا پیدا کردے گا اور اس کی حاجتیں جمع کردے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی اور طلب دنیا جس کی نیت ہو اللہ تعالٰی فقر ومحتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کردے گا اور اس کے کاموں کو متفرق کردے گا اور ملے گا وہی جو اس کے لیے لکھا جاچکا ہے۔'' (2)

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے پوچھا گیا کہ یہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریا ہے یا نہیں)؟ فرمایا: ''یہ مومن کے لیے جلد یعنی دنیا میں بشارت ہے۔'' (3)

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ

---

(1)......"المعجم الكبير" للطبراني،الحديث:١٩٩،ج١٥،ص٨٥.

و"مجمع الزوائد"،كتاب الزهد،باب ماجاء في الرياء،الحديث:١٧٦٤٩،ج١٠،ص٣٧٧.

(2)......"سنن الترمذي"،كتاب صفة القيامة،باب:٩٥،الحديث:٢٤٧٣،ج٤،ص٢١١.

و"مشكاة المصابيح"،كتاب الرقاق،باب الرياء والسمعة،الحديث:٥٣٢٠،ج٣،ص١٣٨.

(3)......"صحيح مسلم"،كتاب البر والصلة...إلخ،باب إذا أثني على الصالح...إلخ،الحديث:١٦٦-(٢٦٤٢)،ص١٤٢٠.

تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا، ایک شخص آ گیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا)۔ ارشاد فرمایا: ''ابو ہریرہ! تمھارے لیے دو ثواب ہیں، پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی۔'' [1]

یہ اس صورت میں ہے کہ عبادت اس لیے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں، عبادت خالصاً اللہ (عزوجل) کے لیے ہے، عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور طبعًا یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا، اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔

حدیث ۲۱: بیہقی نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''آدمی کی برائی کے لیے یہ کافی ہے کہ دین و دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے، مگر جس کو اللہ تعالٰی بچائے۔'' [2] یعنی جسے لوگ اچھا سمجھتے ہوں، اس کو ریا وعجب سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے، مگر خدا کی خاص مہربانی جس پر ہو وہی بچتا ہے۔

مسئلہ ۱: روزہ دار سے پوچھا، کیا تمہارا روزہ ہے؟ اسے کہہ دینا چاہیے کہ ہاں ہے، کہ روزہ میں ریا کو دخل نہیں، یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے، یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزہ کو چھپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہو جاتا ہے یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضَروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے، بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگرچہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گی مگر اس نے صدقِ نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا مگر جبکہ بعد میں معلوم ہوگیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مطالبہ جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا، وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہوگا۔

اور کبھی شرائط صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان ادا کیے اور شرائط بھی پائے گئے، مگر ریا

---

1 ......''سنن الترمذي''، كتاب الزهد، باب عمل السر، الحديث: ٢٣٩١، ج٤، ص ١٧١.

و''شرح السنة''، كتاب الرقاق، باب من عمل لله فحمد عليه، الحديث: ٤٠٣٦، ج٧، ص ٣٤٦.

2 ......''شعب الإيمان''، باب في اخلاص العمل... إلخ، الحديث: ٦٩٧٨، ج٥، ص ٣٦٧.

3 ......''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٧٠٠.

کے ساتھ پڑھی تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔

ریا کی دو صورتیں ہیں، کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں، کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہرحال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا۔ یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی، ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن وخوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: روزہ کے متعلّق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اس کا غالباً یہ مطلب ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا، ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لیے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے مونھ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: ریا کی طرح اُجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لیے بغرض ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں، اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں پھر میت کے لیے ایصالِ ثواب کا نام لینا غَلَط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا۔ اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب، نہ میت کو بلکہ اُجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار۔[4] (ردالمحتار) ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔

بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اُجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہوجاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے، اس کا بھی وہی حکم

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۷۰۱.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق، ص۷۰۲.

4 ......المرجع السابق.

ہے جو مذکور ہو چکا، ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لیے ہے یا اللہ عزوجل کے لیے۔

پنج آیت [1] پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت پڑھنے کا ہوتا ہے اور نہ ملے تو جھگڑتا ہے گویا یہ زائد حصہ پنج آیت کا معاوَضہ ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اُجرت نہ ملے تو جھگڑ [2] کر لیتا ہے، اسی طرح یہ بھی لیتا ہے، لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب.

میلاد خوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں، اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجر عظیم کے ضائع ہونے کا شبہہ نہ ہوتا۔

بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے بیان کریں گے یہ مخصوص دعوت بھی اسی اُجرت ہی کی حد میں آتی ہے، ہاں اگر اور لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ وتقریر کا معاوضہ ہے۔

اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں، یہ مختصر بیان دین دار متَّبِعِ شریعت کے لیے کافی ووافی ہے وہ خود اپنے دل میں انصاف کرسکتا ہے کہ کہاں عمل خیر کی اُجرت ہے اور کہاں نہیں۔

مسئلہ ۶: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اموال تجارت بھی لے گیا، اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کرلوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے، اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: فرائض میں ریا کو دخل نہیں۔ [4] (درمختار) اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرائض میں ریا پایا ہی نہیں جاتا اس لیے کہ جس طرح نوافل کو ریا کے ساتھ ادا کرسکتا ہے، ہوسکتا ہے کہ فرائض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر

---

1 ...... یعنی سورۂ فاتحہ اور چاروں قل، جو فاتحہ میں پڑھتے ہیں۔ 2 ...... یعنی جھگڑا۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۷۰۲.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۷۰۳.

ریا کے طور پر ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے۔

اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہو تو اس مداخلت کو اعتبار کر کے فرض کو ترک نہ کرے [1] بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش کرے۔

زِیارتِ [2] قُبُور کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں بُریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب جب تک تمھاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔'' [3]

حدیث ۲: ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''میں نے تم کو زیارتِ قُبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو، کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔'' [4]

حدیث ۳: صحیح مسلم میں بُریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ کہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ . [5]

حدیث ۴: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم مدینہ میں قبور کے پاس گزرے تو اودھر کو مونھ کرلیا اور یہ فرمایا:

---

1. یعنی فرائض کو نہ چھوڑے۔
2. زیارت کے متعلق مسائل حصہ چہارم میں ذکر کیے گئے ہیں۔ وہاں سے معلوم کریں۔ ۱۲منہ
3. "صحیح مسلم"، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عزوجل... إلخ، الحدیث: ۱۰۶۔(۹۷۷)، ص ۴۸۶.
4. "سنن ابن ماجه"، کتاب ماجاء في الجنائز، باب ما جاء في زيارة القبور، الحديث: ۱۵۷۱، ج ۲، ص ۲۵۲.
5. "صحیح مسلم"، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور... إلخ، الحدیث: ۱۰۴۔(۹۷۵)، ص ۴۸۵.

و"سنن ابن ماجه"، کتاب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء فيما يقال إذا دخل المقابر، الحديث: ۱۵۴۷، ج ۲، ص ۲۴۰.

ترجمہ: اے قبرستان والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور انشاء اللہ عزوجل ہم تم سے آملیں گے، ہم اللہ عزوجل سے اپنے لئے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ .[1]

حدیث ۵: صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) آخر شب میں بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ .[2]

حدیث ۶: بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن نُعمان سے مرسلاً روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا، اس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکوکار لکھا جائے گا۔''[3]

حدیث ۷: خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مُردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔''[4]

حدیث ۸: امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم تشریف فرما ہیں (یعنی روضۂ اطہر میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اوتار دیتی (یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں سِتر پوشی کے لیے ضروری ہیں) اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی حیا کی وجہ سے خدا کی قسم! میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔[5]

مسئلہ ۱: زیارت قبور جائز و مسنون ہے۔ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم شہدائے اُحد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔[6]

---

1. ......"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما يقول الرجل إذا دخل المقابر، الحديث: ١٠٥٥، ج٢، ص٣٢٩.
ترجمہ: اے قبرستان والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔
2. ......"صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور... إلخ، الحديث: ١٠٢-(٩٧٤)، ص٤٨٤.
3. ......"شعب الإيمان"، باب في بر الوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما، الحديث: ٧٩٠١، ج٦، ص٢٠١.
4. ......"تاريخ بغداد"، رقم: ٣١٧٥، ج٦، ص١٣٥.
5. ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضي الله عنها، الحديث: ٢٥٧١٨، ج١٠، ص١٢.
6. ...... انظر: "الدر المنثور" للسيوطي، سورة الرعد، تحت الآية: ٢٤، ج٤، ص٦٤٠-٦٤١.

اور یہ فرمایا بھی ہے کہ ''تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔'' (1)

مسئلہ ۲: جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (2) (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ھو اللہ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے، اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نُور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا، اب قبرستان کو جائے راستہ میں لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو جب قبرستان پہنچے جوتیاں اوتار دے اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف مونھ اور اس کے بعد یہ کہے۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَر.

اور سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی و سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ وَاَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر پڑھے، سورہ مُلک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ (3) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: چار دن زیارت کے لیے بہتر ہیں، دوشنبہ (4)، پنج شنبہ (5)، جمعہ، ہفتہ، جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنج شنبہ، کو دن کے اول وقت میں اور بعض علما نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے، متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے، مثلاً شبِ براءَت، شبِ قَدْر، اسی طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے۔ (6) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: قبرِستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا، تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے وہ جو چاہے کرے اور اگر وہ زمین بنجر تھی کسی کی مِلک نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی مِلک نہیں اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا

---

(1) ...... "صحیح مسلم"، کتاب الجنائز، باب إستئذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عزوجل... إلخ، الحدیث: ۱۰۶-(۹۷۷)، ص۴۸۶.

(2) ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب السادس عشر في زیارة القبور، ج۵، ص۳۵۰.

(3) ...... المرجع السابق.

(4) ...... پیر۔

(5) ...... جمعرات۔

(6) ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب السادس عشر في زیارة القبور، ج۵، ص۳۵۰.

درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اس کا ہے مگر اسے یہ چاہیے کہ صدقہ کردے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اس کے متعلق اختیار ہے اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کردے تو کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ٦: بزرگانِ دین اولیا و صالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کی وُقعت نظرِ عوام میں پیدا ہو، ان کا ادب کریں ان کے برکات حاصل کریں۔[2] (ردالمحتار)

اِیصالِ ثواب

مسئلہ ا: اِیصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمۂ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے، زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے، ہدایہ[3] اور شرح عقائد نسفی[4] میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

حضرت سَعْد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انھوں نے کوآں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔[5] معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض اِفْتِرا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر، ج٢، ص٤٧٣۔٤٧٤.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٩.

3 ...... انظر: "الھدایة"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج١، ص١٧٨.

4 ...... انظر: "شرح العقائد النسفیة"، مبحث دعاء الأحیاء للأموات...إلخ، ص١٧٢.

5 ......"سنن أبي داود"، کتاب الزکاة، باب في فضل سقی الماء، الحدیث: ١٦٨١، ج٢، ص١٨٠.

ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمۂ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہلِ حاجت کو چنے، بتاسے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے، پھر ہر پنج شنبہ کو حسبِ حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں، پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں، اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصالِ ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کیے جائیں نمائشی نہ ہوں، نمود مقصود نہ ہو، ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب براءت میں حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے، حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصالِ ثواب میں داخل۔

ماہ رجب میں بعض جگہ سورۂ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے، ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے، یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے، پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔

اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستانِ عجیب ہے، اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔

ماہ محرم میں دسؔ دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج[1] پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے، ان کو جس طرح ایصالِ ثواب کرو مَنْدُوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں، جاڑوں[2] میں چائے پلاتے

1 ...... چاولوں کی کھیر۔ 2 ...... یعنی سردیوں۔

ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے جو کارِ خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہوسکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔

ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز مُعینُ الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحاب کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق رُدولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ [1] بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

مسئلہ۲: عرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے، کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب اون بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے، بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب وخیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔

حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالٰی عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔[2] ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو وخرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔

مجالسِ خیر

مسئلہ۱: میلاد شریف یعنی حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی ولادت اقدس کا بیان جائز ہے۔ اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کے فضائل و معجزات و سِیَر و حالات حیاۃ و رضاعت و بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں، ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی۔ اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس مجلس کے لیے لوگوں کو

---

1 ...... یعنی کسی ولی یا بزرگ کی فاتحہ کا کھانا، جو عرس کے دن تقسیم کیا جاتا ہے۔

2 ...... انظر:"الدر المنثور"للسيوطي، سورة الرعد، تحت الآية: ٢٤،ج٤،ص ٦٤٠ ـ ٦٤١.

بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے، جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں، اشتہارات چھپوا کر تقسیم کیے جاتے ہیں، اخبارات میں اس کے متعلق مضامین شائع کیے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہوجاتے، اسی طرح ذکر پاک کے لیے بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جاسکتا۔

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے، مٹھائی بانٹنا بروصلہ ہے، جب یہ محفل جائز ہے تو شیرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کردے گا، یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں اس وجہ سے ناجائز ہے یہ بھی غلط ہے کوئی بھی واجب یا فرض نہیں جانتا، بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی نہیں تقسیم ہوئی۔ اور بالفرض اسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو، تو عرفی ضروری کہتا ہوگا نہ کہ شرعاً اس کو ضروری جانتا ہوگا۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہوکر درود و سلام پڑھتے ہیں علمائے کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے۔ کھڑے ہوکر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی جائز ہے۔

بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) اس موقع پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں، مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد بھی نہیں۔

مسئلہ۲: مجلس میلاد شریف میں یا دیگر مجالس میں وہی روایات بیان کی جائیں جو ثابت ہوں، موضوعات اور گڑھے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کیے جائیں، کہ بجائے خیر و برکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۳: معراج شریف کے بیان کے لیے مجلس منعقد کرنا، اس میں واقعۂ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

مسئلہ۴: یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے، لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ۵: خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور ان کے حالات و فضائل و کمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے، کہ وہ حضرات مقتدایان اہلِ اسلام ہیں، ان کی زندگی کے کارنامے مسلمانوں کے لیے مشعلِ ہدایت ہیں اور ان کا ذکر باعثِ خیر و برکت اور سبب نزولِ رحمت ہے۔

مسئلہ۶: رجب کی ۲۶ و ۲۷ کو روزے رکھتے ہیں، پہلے کو ہزاری اور دوسرے کو لکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار

روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضایقہ نہیں، مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔

مسئلہ ۷: عشرۂ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں، ان واقعات میں صبر وتحمل رضا وتسلیم کا بہت مکمل درس ہے اور پابندی احکام شریعت واتّباعِ سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اَعِزّہ واُقربا و رفقا اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع وفزع کا نام بھی نہ آنے دیا، مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم کا بھی ذکر خیر ہو جانا چاہیے تاکہ اہل سنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق وامتیاز رہے۔

مسئلہ ۸: تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضَرِیح بنتی ہے [1] اور عَلَم اور شَدّے [2] نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے، آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتیں ہیں، کہیں چبوترے کھودوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منّتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے عَلَم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی مُمانعت نہیں کرتے چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔

تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر یا شَبیہِ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصوّر کرکے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مُواجَہَۂ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی منہدی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مُنہدی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک [3] بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابنِ زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔

کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اوس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی سُقَّہ [4] بنایا جاتا

---

1 ...... یعنی ایک قسم کا تعزیہ جو گنبد نما ہوتا ہے۔
2 ...... یعنی جھنڈے یا نشان جو محرم میں شہدائے کربلا کی یاد میں تعزیوں کے ساتھ۔
3 ...... یعنی قاصد، پیغام رساں۔
4 ...... یعنی پانی بھر کر لانے والا۔

ہے، چھوٹی سی مَشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فُرات سے پانی بھر کر لائے گا، کسی علم پر مَشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے، گویا یہ حضرت عباس علم دار ہیں کہ فُرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مَشک کو تیر سے چھید دیا ہے، اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں یہ سب لغو وخرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ خوش نہیں یہ تم خود غور کرو کہ انھوں نے اِحیائے دین وسنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مُجسَّمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لیے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دُلدُل بنتا ہے، کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور[1] بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی ایسی بری حرکت، اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہلِ بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں یہ واقعہ تمھارے لیے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشہ بنالیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے، اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ وَرَم ہو جاتا ہے، سینہ سرخ ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مَرثیہ[2] پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں، اہلِ بیتِ کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں، بعض میں تبرّا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں سُنّی بھی اسے بے تکلُّف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

مسئلہ۹: اظہارِ غم کے لیے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں، یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، احادیث میں ان کی سخت مُمانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ (عزوجل) اور رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

مسئلہ۱۰: تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں یہ ناجائز ہے، کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے، یہ چیزیں کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے

1 ......ایک قسم کا بندر جس کا منہ کالا اور دُم لمبی ہوتی ہے، یہ عام بندر سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

2 ......یعنی وہ نظم جس میں شہدائے کربلا کے مصائب اور شہادت کا ذکر ہو۔

نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انھیں فائدہ بھی پہنچے، مگر وہ لوگ اس طرح لٹانے ہی کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔

آدابِ سفر[1] کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں کَعْب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم غزوۂ تبوک کو پنجشنبہ کے روز[2] روانہ ہوئے اور پنجشنبہ کے دن روانہ ہونا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو پسند تھا۔[3]

حدیث ۲: ترمذی وابوداود نے صَخْربن وَدَاعَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: الٰہی! تو میری امت کے لیے صبح میں برکت دے اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) جب سریہ یا لشکر بھیجتے تو صبح کے وقت میں بھیجتے اور صَخْر رضی اللہ تعالٰی عنہ تاجر تھے، یہ اپنی تجارت کا مال صبح کو بھیجتے، یہ صاحبِ ثروت ہوگئے اور ان کا مال زیادہ ہوگیا۔[4]

حدیث ۳: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر دوسرے لوگ جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا۔''[5]

حدیث ۴: امام مالک وترمذی وابوداود بروایت عَمْرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔''[6]

حدیث ۵: ابوداود نے ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی اپنا سردار بنالیں۔''[7]

حدیث ۶: بیہقی نے سَہْل بن سَعْد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''سفر میں قوم کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرے، جو شخص خدمت میں سبقت لے جائے گا تو شہادت کے سوا کسی عمل سے دوسرے لوگ اس پر سبقت نہیں لے جاسکتے۔''[8]

---

1 ...... سفر کے متعلق بہت سی باتیں حصہ ششم میں بیان کی گئی ہیں۔ وہاں سے معلوم کریں۔ ۱۲منہ

2 ......یعنی جمعرات کے دن۔

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب من اراد غزوة...إلخ، الحديث: ۲۹۵۰، ج۲، ص۲۹٦.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، الحديث: ۲٦۰٦، ج۳، ص۵۱.

5 ......"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب السير وحده، الحديث: ۲۹۹۸، ج۲، ص۳۰۹.

6 ......"سنن الترمذي"، كتاب الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده، الحديث: ۱٦۸۰، ج۳، ص۲۵٦.

7 ......"سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم، الحديث: ۲٦۰۸، ج۳، ص۵۱.

8 ......"شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب، الحديث: ۸٤۰۷، ج٦، ص۳۳٤.

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے، لہٰذا جب کام پورا کرلے جلدی گھر کو واپس ہو۔'' [2]

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب رات میں منزل پر اترو تو راستہ سے بچ کر ٹھہرو، کہ وہ جانوروں کا راستہ ہے اور زہریلے جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔'' [3]

حدیث ۹: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ یعنی جب سواری رکی ہوئی ہو تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر باتیں نہ کرو، کیونکہ اللہ (عزوجل) نے سواریوں کو تمھارے لیے اس لیے مُسخَّر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے ایسے شہروں کو پہنچو، جہاں بغیر مشقت نفس نہیں پہنچ سکتے تھے اور تمھارے لیے زمین کو اللہ تعالٰی نے بنایا ہے، اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو یعنی باتیں کرنی ہوں تو زمین پر اتر کر کرو۔'' [4]

حدیث ۱۰: ابوداود نے ابو ثَعلبہ خُشَنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ لوگ جب منزل میں اُترتے تو متفرِّق ٹھہرتے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''تمہارا متفرِّق ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔'' اس کے بعد صحابہ (رضی اللہ تعالٰی عنہم) جب کسی منزل میں اُترتے تو مل کر ٹھہرتے۔ [5]

حدیث ۱۱: ابوداود نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''رات میں چلنے کو لازم کرلو (یعنی فقط دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے کچھ حصہ میں بھی چلا کرو) کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ [6] یعنی رات میں چلنے سے راستہ جلد طے ہوتا ہے۔

حدیث ۱۲: ابوداود نے اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ جب ہم منزل میں اُترتے تو جب تک کجاوے کھول نہ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔ [7]

---

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب السفر قطعة من العذاب... إلخ، الحديث: ١٧٩ ـ (١٩٢٧)، ص ١٠٦٣.

3 ......المرجع السابق، باب مراعاة مصلحة الدواب... إلخ، الحديث: ١٧٨ ـ (١٩٢٦)، ص ١٠٦٣.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الوقوف على الدابة، الحديث: ٢٥٦٧، ج٣، ص ٣٨.

5 ......المرجع السابق، باب مايؤمر من انضمام العسكر وسعته، الحديث: ٢٦٢٨، ج٣، ص ٥٨.

6 ......المرجع السابق، باب في الدلجة، الحديث: ٢٥٧١، ج٣، ص ٤٠.

7 ......المرجع السابق، باب في نزول المنازل، الحديث: ٢٥٥١، ج٣، ص ٣٣.

حدیث ۱۳: ترمذی وابوداود نے بُرَیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پیدل تشریف لے جارہے تھے۔ایک شخص گدھے پر سوار آیا اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) سوار ہو جائیے اور خود پیچھے سرکا۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''یوں نہیں، جانور کی صدر جگہ بیٹھنے میں تمہارا حق ہے مگر جبکہ یہ حق تم مجھے دیدو۔'' انھوں نے کہا میں نے حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کو دیا۔ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) سوار ہو گئے۔[1]

حدیث ۱۴: ابن عساکر نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لیے کچھ ہدیہ لائے، اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔''[2]

حدیث ۱۵: صحیح بخاری ومسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اپنے اہل کے پاس سفر سے رات میں نہیں تشریف لاتے، حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) صبح کو آتے یا شام کو۔[3]

حدیث ۱۶: صحیح بخاری ومسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جب کسی کے غائب ہونے کا زمانہ طویل ہو یعنی بہت دنوں کے بعد مکان پر آئے تو زوجہ کے پاس رات میں نہ آئے۔''[4]

دوسری روایت میں ہے کہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے ان سے فرمایا: ''اگر رات میں مدینہ میں داخل ہوئے تو بی بی کے پاس نہ جانا، جب تک وہ بناؤ سنگار کرکے آراستہ نہ ہو جائے۔''[5]

حدیث ۱۷: صحیح بخاری ومسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کے لیے مسجد ہی میں بیٹھ جاتے۔[6]

حدیث ۱۸: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب رب الدابة أحق بصدرها، الحديث: ٢٥٧٢، ج٣، ص٤٠.

2 ...... "كنز العمال"، كتاب السفر، رقم: ١٧٥٠٢، ج٦، ص٣٠١.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب كراهة الطروق وهو الدخول ليلا... إلخ، الحديث: ١٨٠-(١٩٢٨)، ص١٠٦٤.
و"صحيح البخاري"، كتاب العمرة، باب الدخول بالعشي، الحديث: ١٨٠٠، ج١، ص٥٩٤.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب لايطرق أهله ليلا... إلخ، الحديث: ٥٢٤٤، ج٣، ص٤٧٥.

5 ...... المرجع السابق، باب طلب الولد، الحديث: ٥٢٤٦، ج٣، ص٤٧٦.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب إستحباب ركعتين في المسجد... إلخ، الحديث: ٧٤-(٧١٦)، ص٣٦١.
و"سنن الدارمي"، كتاب الصلاة، باب في صلاة الرجل إذا قدم من سفره، الحديث: ١٥٢٠، ج١، ص٤٢٨.

سفر میں تھا، جب ہم مدینہ میں آ گئے تو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے مجھ سے فرمایا: ''مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔''[1]

مسائل فقھیہ

عورت کو بغیر شوہر یا مَحرم کے تین دن یا زیادہ کا سفر کرنا ناجائز ہے اور تین دن سے کم کا سفر اگر کسی مرد صالح یا بچہ کے ساتھ کرے تو جائز ہے۔[2] باندی کے لیے بھی یہی حکم ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: جہاد کے سوا کسی کام کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے مثلاً تجارت یا حج یا عمرہ کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لیے والدین سے اجازت حاصل کرے، اگر والدین اس سفر کو منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کرے گا اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مصارِف[4] بھی پورے کرے، ایسی صورت میں بغیر اجازت والدین سفر کو نہ جائے اور اگر والدین محتاج نہ ہوں، ان کا نفقہ[5] اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے ہلاکت کا اندیشہ ہے، جب بھی بغیر اجازت سفر نہ کرے اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت سفر کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: بغیر اجازت والدین علم دین پڑھنے کے لیے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا۔[7] (عالمگیری)

متفرقات

مسئلہ ۱: یادداشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمربند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ اونگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور بلاوجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب الجهاد، باب الصلاة إذا قدم من سفر، الحدیث: ۳۰۸۷، ج۲، ص۳۳٦.

2 ...... یہ ظاہر الروایۃ ہے۔ مگر علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری **''مناسک''** صفحہ 57 پر لکھتے ہیں: ''امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالٰی سے عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے **ایک دن** کا سفر کرنے کی کراہیت بھی مروی ہے۔ فتنہ وفساد کے زمانے کی وجہ سے اسی قول (ایک دن) پر فتویٰ دینا چاہیے۔'' (انظر: ''ردالمحتار''، کتاب الحج، ج۳، ص۵۳۳) **''بہارِ شریعت''** جلد اول، حصہ 4، نماز مسافر کا بیان، صفحہ 752 پر ہے کہ ''عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا، ناجائز ہے بلکہ **ایک دن** کی راہ جانا بھی۔'' اور اسی حصہ 4 پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی یہ تصدیق بھی ہے کہ اسے **مسائل صحیحہ، رجیحہ، محققہ، منقحہ** پر مشتمل پایا۔ لہٰذا مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

3 ...... ''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص٦٤٢.

4 ...... یعنی سفر کے اخراجات۔

5 ...... یعنی روٹی، کپڑے وغیرہ کا خرچ۔

6 ...... ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب السادس والعشرون، ج۵، ص۳٦۵.

7 ...... المرجع السابق، ص۳٦٦.

8 ...... ''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۵۹۹.

مسئلہ۲: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ اور اَدعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو مُمانعت آئی ہے، اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانۂ جاہلیت میں کیے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث وادعیہ[1] رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جُنُب[2] وحائض[3] ونُفَسا[4] بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۳: بچھونے یا مصلّے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے، یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروفِ مُفْرَدَہ[6] کا بھی احترام ہے۔[7] (ردالمحتار)

اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ۴: وعدہ کیا مگر اس کو پورا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی اس وجہ سے پورا نہیں کیا تو اس کو وعدہ خلافی نہیں کہا جائے گا اور وعدہ خلاف کرنے کا جو گناہ ہے اس صورت میں نہیں ہوگا، اگرچہ وعدہ کرنے کے وقت اس نے استثنا نہ کیا ہو کہ یہاں شریعت کی جانب سے استثنا موجود ہے، اس کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں مثلاً وعدہ کیا تھا کہ میں فلاں جگہ آؤں گا اور وہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کروں گا مگر جب وہاں گیا تو دیکھتا ہے کہ ناچ رنگ اور شراب خواری وغیرہ میں لوگ مشغول ہیں وہاں سے یہ چلا آیا، یہ وعدہ خلافی نہیں ہے یا اس کے انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا یہ چلا آیا، وعدہ کے خلاف نہیں ہوا۔[8] (مشکل الآثار امام طحاوی)

مسئلہ۵: بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں اس سے مقصود نظرِ بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے، کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے

---

1 ...... یعنی دعائیں۔
2 ...... یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ مَنی خارِج ہونے کی وجہ سے غُسل فرض ہوگیا ہو۔
3 ...... یعنی حیض والی۔
4 ...... یعنی نفاس والی۔
5 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٠٠.
6 ...... یعنی جدا جدا لکھے ہوئے حروف۔
7 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٦٠٠.
8 ......"مشكل الآثار"، ج٢، ص٦.

کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے:

تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ . [1]

یا اردو میں یہ کہدے کہ اللہ (عزوجل) برکت کرے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ۶: مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پینا مکروہ ہے، یہ اس وقت ہے کہ برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اور معلوم ہو تو اس میں کھانا پینا حرام ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۷: عجیب و غریب قصے کہانی تفریح کے طور پر سننا جائز ہے، جبکہ ان کا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً جھوٹ ہوں ان کو بھی سنا جا سکتا ہے، جبکہ بطورِ ضرب مثل ہوں یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ مثنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرضی قصے وعظ و پند کے لیے درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی طور پر بیان کرنا یا سننا بھی جائز ہے مثلاً گلستان میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے لکھا۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے الخ۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۸: تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا و مولےٰ سرکار دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی یہی زبان ہے قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا، اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی، جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اسے ثواب ملے گا۔[4] (درمختار) یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لیے کتنا ضروری ہے، قرآن و حدیث اور دین کے تمام اُصول و فروع اسی زبان میں ہیں اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔

مسئلہ۹: عورت رخصت ہو کر آئی اور عورتوں نے کہہ دیا، کہ یہ تمھاری عورت ہے اُس سے وطی جائز ہے، اگرچہ یہ خود اُسے پہچانتا نہ ہو۔[5] (درمختار) اسی طرح عورتوں نے شبِ زِفاف میں اُس کے کمرہ میں جس عورت کو دولھن بنا کر بھیج دیا اگرچہ یہ نہیں کہا کہ یہ تمھاری عورت ہے اوس سے وطی جائز ہے، کہ اس کو ہیأت مخصوصہ کے ساتھ یہاں پہنچانا ہی اس کی دلیل ہے، کیونکہ دوسری عورت کو اس طرح ہرگز نہیں بھیجا جاتا۔

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ۶۰۱ .

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة والاحكام، ج۵، ص۳۴۷ .

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۶۷، وغيره .

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۹۱ .

5 ......المرجع السابق، ص۶۹۴ .

مسئلہ ۱۰: جس کے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو تو اگر اس کی ایسی چیز مل جائے جو اسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے۔[1] اس معاملہ میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں، یعنی اس کے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی مل گئی تو بقدر اپنے حق کے لے سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا، نرم باتیں کرنا، کشادہ روئی سے کلام کرنا مستحب ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ مداہنت نہ پیدا ہو۔ بدمذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا نہیں جانتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مکان کرایہ پر دیا اور کرایہ دار اس میں رہنے لگا اگر مکان دیکھنے کو جانا چاہتا ہے، کہ دیکھیں کس حالت میں ہے اور مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کرادی جائے تو کرایہ دار سے اجازت لے کر اندر جائے، یہ خیال نہ کرے کہ مکان میرا ہے مجھے اجازت کی کیا ضرورت، کہ مکان اگرچہ اس کا ہے مگر سکونت[4] دوسرے کی ہے اور اجازت لینے کا حکم اسی سکونت کی وجہ سے ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: حمام میں جائے تو تہبند باندھ کر نہائے لوگوں کے سامنے برہنہ ہونا ناجائز ہے۔ تنہائی میں جہاں کسی کی نظر پڑنے کا احتمال نہ ہو برہنہ ہو کر بھی غسل کرسکتا ہے۔ اسی طرح تالاب یا دریا میں جبکہ ناف سے اونچا پانی ہو برہنہ نہا سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مگر جبکہ پانی صاف ہو اور دوسرا کوئی شخص نزدیک ہو کہ اس کی نظر مواضع ستر پر پڑے گی، تو ایسے موقع پر پانی میں بھی برہنہ ہونا، جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۴: اہلِ محلّہ نے امام مسجد کے لیے کچھ چندہ جمع کرکے دے دیا یا اسے کھانے پہننے کے لیے سامان کردیا، یہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جائز ہے جو اُجرت پر امامت کو ناجائز فرماتے ہیں، کہ یہ اُجرت نہیں بلکہ احسان ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کرنا ہی چاہیے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں علامہ شامی اور طحطاوی رحمۃ اللہ علیہما کے حوالے سے امام اخصب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ: ''خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانے میں تھا کیوں کہ وہ لوگ باہم متفق تھے آج کل فتویٰ اس پر ہے کہ جب اپنے حق کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۷، ص ۵۶۲)۔۔۔۔ **علمیہ**

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۹۷.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۹.

4 ...... یعنی رہائش۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۹.

6 ......المرجع السابق، الباب الرابع والعشرون في دخول الحمام، ج۵، ص۳۶۳.

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۹۹.

مسئلہ ۱۵: جوشخص مقتدیٰ[1] اور مذہبی پیشوا ہو اوس کے لیے اہلِ باطل اور برے لوگوں سے میل جول رکھنا منع ہے اور اگر اس وجہ سے مدارات کرتا ہے کہ ایسا نہ کرنے میں وہ ظلم کرے گا، تو مضایقہ نہیں جبکہ یہ غیر معروف شخص ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: کسی نے کٹکھنا کتا[3] پال رکھا ہے جوراہ گیروں کو کاٹ کھاتا ہے، تو بستی والے ایسے کتے کو قتل کرڈالیں۔ بلی اگر ایذا[4] پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کرڈالیں، اسے ایذادے کر نہ ماریں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ٹڈی حلال جانور ہے اسے کھانے کے لیے مار سکتے ہیں اور ضرر سے بچنے کے لیے بھی اسے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے، جوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اوس نے کاٹا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے، جوں کو بدن یا کپڑوں سے نکال کر زندہ پھینک دینا طریق ادب کے خلاف ہے۔[6] (عالمگیری) کھٹّل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔

مسئلہ ۱۸: جس کے پاس مال کی قِلّت ہے اور اولاد کی کثرت اسے وصیت نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر وُرثہ اَغنیا[7] ہوں یا مال کی دو تہائیاں بھی ان کے لیے بہت ہوں گی، تو تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مرد کو اجنبیہ عورت کا جھوٹا اور عورت کو اجنبی مرد کا جھوٹا مکروہ ہے، زوجہ و محارم کے جھوٹے میں حرج نہیں۔[9] (درمختار، ردالمحتار) کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تَلَذُّذ[10] کے طور پر ہو اور اگر تَلَذُّذ مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باعمل اور باشرع پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرک سمجھ کر لوگ کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰: بی بی نماز نہ پڑھے تو شوہر اس کو مار سکتا ہے، اسی طرح ترکِ زینت پر بھی مار سکتا ہے اور گھر سے باہر نکل جانے پر بھی مار سکتا ہے۔[11] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... یعنی جس کی پیروی کی جائے۔

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة، ج٥، ص٣٤٦.

3 ...... یعنی کاٹ کھانے والا کتا۔ 4 ...... یعنی تکلیف۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادى و العشرون فيما يسع من جراحات بنى آدم، ج٥، ص٣٦٠ - ٣٦١.

6 ...... المرجع السابق، ص٣٦١.

7 ...... یعنی مالدار۔

8 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠١.

9 ......المرجع السابق، ص٧٠٣.

10 ......یعنی لذّت۔

11 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٤.

مسئلہ۲۱: بی بی بے ہودہ بلکہ فاجرہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ اسے طلاق ہی دے ڈالے۔ یوہیں اگر مرد فاجر ہو تو عورت پر یہ واجب نہیں کہ اس سے پیچھا چھڑائے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے، حکم شرع کی پابندی نہ کریں گے تو جدائی میں حرج نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲۲: حاجت کے موقع پر قرض لینے میں حرج نہیں، جبکہ ادا کرنے کا ارادہ ہو اور اگر یہ ارادہ ہو کہ ادا نہ کرے گا تو حرام کھاتا ہے اور اگر بغیر ادا کیے مرگیا مگر نیت یہ تھی کہ ادا کر دے گا، تو امید ہے کہ آخرت میں اس سے مُواخذہ نہ ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۲۳: جس کا حق اس کے ذمہ تھا وہ غائب ہوگیا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مرگیا تو اس پر یہ واجب نہیں کہ شہروں شہروں اُسے تلاش کرتا پھرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۲۴: جس کا دَین تھا وہ مرگیا اور مدیون[4] دَین سے انکار کرتا ہے ورثہ اس سے وصول نہ کرسکے، تو اس کا ثواب دائن[5] کو ملے گا اس کے ورثہ کو نہیں اور اگر مدیون نے اس کے ورثہ کو دَین ادا کر دیا تو بری ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۲۵: جس کے ذمہ دَین تھا وہ مرگیا اور وارث کو معلوم نہ تھا کہ اس کے ذمہ دَین ہے تا کہ ترکہ سے ادا کرے، اس نے ترکہ کو خرچ کرڈالا تو وارث سے دَین کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اگر وارث کو معلوم ہے کہ میت کے ذمہ دَین ہے تو اس پر ادا کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو معلوم تھا مگر بھول گیا، اس وجہ سے ادا نہ کیا، جب بھی آخرت میں مُؤاخذہ نہیں۔ ودیعت کا بھی یہی حکم ہے کہ بھول گیا اور جس کی چیز تھی اسے نہیں دی تو مؤاخذہ نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۲۶: مدیون اور دائن جارہے تھے راستہ میں ڈاکوؤں نے گھیرا، مدیون یہ چاہتا ہے کہ اسی وقت میں دَین ادا کردوں تاکہ ڈاکو اس کا مال چھینیں اور میں بچ جاؤں، آیا اس حالت میں دائن لینے سے انکار کرسکتا ہے یا اس کو لینا ہی ہوگا؟ فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ دائن لینے سے انکار کرسکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۷۰٤.

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب السابع والعشرون في القرض والدَّین، ج۵، ص۳٦٦.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... یعنی دَین لینے والا۔ قرض دار۔ 5 ...... یعنی دَین دینے والا۔ قرض دینے والا۔

6 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب السابع والعشرون في القرض و الدین، ج۵، ص۳٦٦ ۔ ۳٦۷.

7 ...... المرجع السابق، ص۳٦۷. 8 ...... المرجع السابق، ص۳٦۷.

مسئلہ ۲۷: کسی نے کہا فلاں شخص کی کچھ چیزیں میں نے کھالی ہیں، اسے پانچ روپے دے دینا وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو دینا وارث نہ ہو تو خیرات کردینا، اس شخص کی صرف بی بی ہے کوئی دوسرا وارث نہیں ہے اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میرا دَین مہر اس کے ذمہ ہے جب تو روپے اسی کو دیے جائیں، ورنہ صرف اسے چہارم دیا جائے یعنی سوا روپیہ جبکہ عورت یہ کہے کہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: اگر جان مال آبرو[2] کا اندیشہ[3] ہے ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہوجائے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اس کو لینا جائز نہیں۔

اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لُچّے شُہدے[4] ایسے ہوتے ہیں کہ سربازار کسی کو گالی دے دینا یا بے آبرو کردینا[5] ان کے نزدیک معمولی بات ہے، ایسوں کو اس لیے کچھ دے دینا تاکہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعرا ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اگر نہ دیا جائے، تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لیے کچھ دے دینا جائز ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اس لیے کچھ دے دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا کیونکہ اس سے کھیت درست ہوجاتا ہے، یہ ناجائز و رشوت ہے اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں، تو اگرچہ دینا شرط نہیں مگر مشروط ہی کے حکم میں ہے۔

اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہہ دے کہ تو اس کے کھیت میں جانوروں کو رات میں ٹھہرانا۔ اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو، تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: باپ کو اس کا نام لے کر پکارنا مکروہ ہے، کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے، کہ

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع والعشرون في القرض والدَّين، ج٥، ص٣٦٨.

2 ......عزت۔ 3 ......خوف، ڈر۔ 4 ......یعنی شریر، بدمعاش۔ 5 ......بے عزت کردینا۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٩٩.

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٦.

شوہر کو نام لے کر پکارے۔[1] (درمختار) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ غلط ہے شاید اسے اس لیے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی۔

مسئلہ ۳۱: مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے، جبکہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو، مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہوگئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: زلزلہ کے وقت مکان سے نکل کر باہر آجانا جائز ہے۔ اسی طرح اگر دیوار جھکی ہوئی ہے گرنا چاہتی ہے، اس کے پاس سے بھاگنا جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزور اعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہو گئے، ان کے دل میں بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا نہ آتے تو کاہے کو اس بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا، تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع۔

طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدّر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے، نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے، نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی مُمانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی مُمانعت ہے۔

مسئلہ ۳۴: کافر کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے، ہدایت کی دعا کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص مرا جس کا کافر ہونا معلوم تھا، مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے، تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مکان میں پرندنے گھونسلا لگایا اور بچے بھی کیے، بچھونے اور کپڑوں پر بیٹ گرتی ہے، ایسی حالت میں

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٩٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٩.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة، ج٥، ص٣٤٨.

5 ...... المرجع السابق.

گھونسلا بگاڑنا اور پرند کو بھگا دینا نہیں چاہیے، بلکہ اس وقت تک انتظار کرے کہ بچے بڑے ہوکر اڑ جائیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: جماع کرتے وقت کلام کرنا مکروہ ہے اور طلوع فجر سے نماز فجر تک بلکہ طلوع آفتاب تک خیر کے سوا دوسری بات نہ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔

حدیث میں فرمایا کہ ''صفر کوئی چیز نہیں۔''[3] یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغو بات ہے۔

مسئلہ ۳۹: قمر در عُقرَب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے، یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

مسئلہ ۴۰: نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں، کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلاف شرع ہے۔ اس طرح نچھتروں کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے، حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔[4]

مسئلہ ۴۱: ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینۂ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں، بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا مرض شدت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں،

---

1 ......''الفتاوی الهندية''، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص ٣٨٠.

2 ......المرجع السابق.

3 ......''صحيح البخاري''، كتاب الطب، باب لا هامة، الحديث: ٥٧٥٧، ج٤، ص ٣٦.

4 ......''المعجم الأوسط''، الحديث: ٨١٨٢، ج٦، ص ١١١.

بلکہ حدیث کا یہ ارشاد لَاصَفَرَ. [1] یعنی صفر کوئی چیز نہیں۔ ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

مسئلہ ۴۲: ایک شخص نے کسی کو اذیت پہنچائی اس سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر جانتا ہے کہ ابھی اسے غصہ ہے معاف نہیں کرے گا، لہٰذا معافی مانگنے میں تاخیر کی اس تاخیر میں یہ معذور نہیں۔ ظالم نے مظلوم کو بار بار سلام کیا اور وہ جواب بھی دیتا رہا اور اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا یہاں تک کہ ظالم نے سمجھ لیا کہ اب وہ مجھ سے راضی ہوگیا، یہ کافی نہیں ہے بلکہ معافی مانگنی چاہیے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے۔ جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔ [3]

مسئلہ ۴۴: کپڑا پہنے تو داہنے سے شروع کرے یعنی پہلے دہنی آستین یا دہنے پائنچہ میں ڈالے پھر بائیں میں۔ [4]

مسئلہ ۴۵: پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔ (اعلیٰ حضرت)

مسئلہ ۴۶: بیل پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا اور گدھے سے ہل جوتنا جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ بیل سے صرف ہل جوتنے کا کام لیا جائے اس پر بوجھ نہ لادا جائے اور گدھے پر صرف بوجھ ہی لادا جائے ہل نہ جوتا جائے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: جانور سے کام لینے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اتنا نہ لیا جائے کہ وہ مصیبت میں پڑ جائے جتنا بوجھ اٹھا سکتا ہے اتنا ہی اس پر لادا جائے یا جتنی دور جا سکے وہیں تک لے جایا جائے یا جتنی دیر تک کام کرنے کا متحمل ہو سکے اتنا ہی لیا جائے۔ بعض یکہ تانگہ والے اتنی زیادہ سواریاں بٹھا لیتے ہیں کہ گھوڑا مصیبت میں پڑ جاتا ہے یہ ناجائز ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بلا وجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرہ پر کسی حالت میں ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاِجماع ناجائز ہے۔ جانور پر ظلم کرنا ذمی کافر پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مُسلم پر ظلم کرنے سے بھی برا کیونکہ جانور کا کوئی معین و مددگار اللہ (عزوجل) کے سوا نہیں اس غریب کو اس ظلم سے کون بچائے۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب لاهامة، الحديث: ٥٧٥٧، ج٤، ص٣٦.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٥-٣٧٦.

3 ...... انظر: "كشف الالتباس في إستحباب اللباس" للشيخ المحقق عبدالحق، ذكر شمله، ص٣٩.

4 ...... انظر: "المرجع السابق، ذكر جيب، ص٤٣.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٢.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٢.

مآخذ و مراجع

کتب احادیث

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	الموطأ	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
2	مسند الطيالسي	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی، متوفی ۲۰۳ھ	مکتبہ حسینیہ، گوجرانوالہ
3	المصنف	امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
4	المصنف	امام ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵	دارالفکر، بیروت
5	المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالفکر، بیروت
6	سنن الدارمي	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن، متوفی ۲۵۵ھ	باب المدینہ، کراچی
7	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالسلام، ریاض
8	الادب المفرد	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
9	صحيح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دارالسلام
10	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دارالسلام
11	سنن أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دارالسلام
12	جامع الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دارالسلام
13	سنن الدار قطني	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
14	البحرالزخار	امام احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ
15	سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ
16	مسند أبي يعلىٰ	امام احمد بن علی مثنی تمیمی، متوفی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت

17	صحيح ابن خزيمة	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
18	نوادر الاصول	امام ابوعبداللہ محمد حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	دارالجیل، بیروت
19	شرح معاني الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
20	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاءالتراث العربی، بیروت
21	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
22	المعجم الصغير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
23	الكامل في الضعفاء الرجال	امام ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
24	المستدرك	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
25	حلية الاولياء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
26	السنن الكبرى	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
27	شعب الإيمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
28	تاريخ بغداد	حافظ ابوبکر احمد علی بن خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
29	الفردوس بمأ ثور الخطاب	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
30	شرح السنة	امام حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
31	تاريخ دمشق	علامہ علی بن حسن، متوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر، بیروت
32	الاحاديث المختارة	امام ضیاءالدین محمد بن عبدالواحد مقدسی، متوفی ۶۴۳ھ	دارخضر، بیروت
33	الترغيب والترهيب	امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
34	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	علامہ امیر علاءالدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت

35	مشكاة المصابيح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دارالفکر، بیروت
36	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر، متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر، بیروت
37	كنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
38	مرقاة المفاتيح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر، بیروت
39	اشعة اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ

کتب فقہ حنفی

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	الفتاوى الخانية	علامہ حسین بن منصور اوزجندی، متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
2	الهداية	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	دار الاحیاء التراث العربی
3	تبيين الحقائق	علامہ عثمان بن علی، متوفی ۷۴۳ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
4	العناية	علامہ محمد بن محمود بابرتی، متوفی ۷۸۶ھ	کوئٹہ
5	البزازية	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردی، متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ
6	الدرر الحكام	ملا احمد بن فراموز خسرو، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
7	الدرالمختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
8	الفتاوى الهندية	ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	کوئٹہ
9	حاشية الطحطاوي على الدرالمختار	علامہ احمد بن محمد طحطاوی، متوفی ۱۲۳۱ھ	کوئٹہ
10	ردالمحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
11	الفتاوى الرضوية	مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ﴾

(۱) **کرنسی نوٹ کے مسائل:** (كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِمِ فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِمْ) (کل صفحات:199)

(۲) **ولایت کا آسان راستہ** (تصورِشیخ): (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات:60)

(۳) **ایمان کی پہچان** (حاشیہ تمہیدِ ایمان): (کل صفحات:74)

(٤) **معاشی ترقی کا راز** (حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح): (کل صفحات:41)

(۵) **شریعت وطریقت:** (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

(٦) **ثبوتِ ہلال کے طریقے:** (طُرُقُ إِثْبَاتِ هِلَالِ) (کل صفحات:63)

(۷) **اعلیٰ حضرت سے سوال جواب:** (إِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيْ) (کل صفحات:100)

(۸) **عیدین میں گلے ملنا کیسا؟** (وِشَاحُ الْجِيْدِ فِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْدِ) (کل صفحات:55)

(۹) **راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل:** (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

(۱۰) **والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق:** (اَلْحُقُوْقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

(۱۱) **دعاء کے فضائل:** (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

شائع ہونے والی عربی کتب:

از امامِ اہلِ سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

(۱۲) كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِمُ (کل صفحات:74)۔ (۱۳) تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان۔ (کل صفحات:77) (١٤) اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة (کل صفحات 62)۔ (۱۵) اِقَامَةُ الْقِيَامَة (کل صفحات:60) (١٦) اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِيْ (کل صفحات:46) (۱۷) اَجْلَى الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70) (۱۸) اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّةُ (کل صفحات:93) (۱۹، ۲۰) جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰى رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی) (کل صفحات:570)

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

(۲۱) خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160)
(۲۲) انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
(۲۳) تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
(۲۴) فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
(۲۵) امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
(۲۶) نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39)
(۲۷) جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
(۲۸) کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
(۲۹) نصابِ مدنی قافلہ (کل صفحات:196)
(۳۰) کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:تقریباً63)
(۳۱) فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)
(۳۲) مفتیٔ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)

(۳۳) حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
(۳۴) تحقیقات (کل صفحات:142)
(۳۵) اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
(۳۶) عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
(۳۷) طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)
(۳۸) توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
(۳۹) قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
(۴۰) آداب مرشد کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات:275)
(۴۱) ٹی وی اور مووی (کل صفحات:32)
(۴۲تا۴۸) فتاویٰ اہل سنت (سات حصے)
(۴۹) قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)
(۵۰) غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)
(۵۱) تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
(۵۲) رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)
(۵۳) دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
(۵۴) مدنی کاموں کی تقسیم (کل صفحات:68)
(۵۵) دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)
(۵۶) تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
(۵۷) آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
(۵۸) احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)

﴿شعبہ تراجم کتب﴾

(۵۹) جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحْ فِيْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات:۷۴۳)
(۶۰) شاہراہ اولیاء (مِنْهَاجُ الْعَارِفِيْنَ) (کل صفحات:36)
(۶۱) حسنِ اخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:74)
(۶۲) راہِ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيقَ التَّعَلُّمْ) (کل صفحات:102)
(۶۳) بیٹے کو نصیحت (اَيُّهَاالْوَلَد) (کل صفحات:64)
(۶۴) الدعوۃ الی الفکر (کل صفحات:148)
(۶۵) قُرَّةُ الْعُيُوْنِ وَ مُفْرِحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن (نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں) (کل صفحات:138)

﴿شعبہ درسی کتب﴾

(۶۶) تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات:45)
(۶۷) کتاب العقائد (کل صفحات:64)
(۶۸) نزهة النظر شرح نخبة الفكر (کل صفحات:175)
(۶۹) اربعین النوویہ (کل صفحات:121)
(۷۰) نصاب التجوید (کل صفحات:79)
(۷۱) گلدستہ عقائد واعمال (کل صفحات:180)
(۷۲) وقاية النحو فی شرح هداية النحو

﴿شعبہ تخریج﴾

(۷۳) عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات:206)
(۷۴) جنتی زیور (کل صفحات:679)
(۷۵تا۸۰) بہارِ شریعت (پانچ حصے)
(۸۱) اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
(۸۲) آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
(۸۳) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کل صفحات:274)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنَّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتّوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافِلوں** میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گُناہوں سے **نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافِلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-111-9
0101660

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net